عمیق النظر

اردو ترجمہ

شرح نخبۃ الفکر

للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني رحمه الله
المتوفی ۸۵۲ھ

www.KitaboSunnat.com

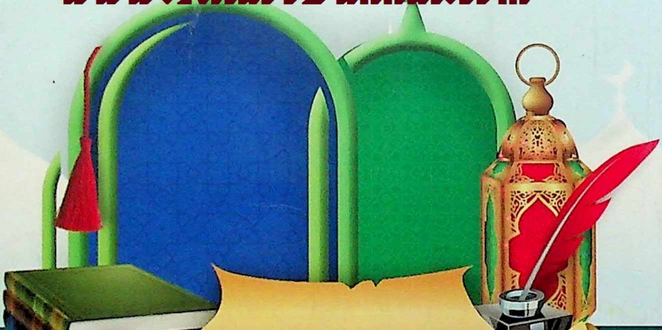

مترجم
فضیلۃ الشیخ عبد القہار محسن حفظہ اللہ
استاذ: امام بخاری انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، سیالکوٹ

دار الخلود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

عمیق النظر

اردو ترجمہ

شرح نخبۃ الفکر

تالیف

للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني رحمہ اللہ

المتوفی ۸۵۲ھ

مترجم

فضیلۃ الشیخ عبد القہار محسن حفظہ اللہ

استاذ: امام بخاری انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، سیالکوٹ

ناشر

دار الخلود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــــ عمیق النظر اردو ترجمہ شرح نخبۃ الفکر

مترجم ـــــــــ فضیلۃ الشیخ عبد القہار محسن حفظہ اللہ

طبع اول ـــــــــ فروری 2017ء

کمپوزنگ ـــــــــ سعد گرافکس

www.kitabosunnat.com

ناشر
دار الخلود

لائن پار محلہ سلامت پورہ، کاموکی ضلع گوجرانوالہ 0345-7333521 0333-8257302

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

الحمد لله رب العالمين الذى أحسن كل شيء خلقه وبدأ خلق الانسان من طين وأنزل الذكر على نبيه محمد ﷺ ليبين للناس ما نزل اليهم ولعلهم يتفكرون. فبلغ البلاغ المبين. أما بعد!

علم ''مصطلح الحدیث'' ایک بہت اہم علم ہے، جس پر حدیث کی صحت وسقم کا انحصار ہوتا ہے، جس کی معرفت سے حدیث کے مقبول یا مردود ہونے کا ادراک ہوتا ہے، اس فن میں محدثین علماء نے بہت ساری کتابیں تصنیف کی ہیں اور پھر ان کی شروحات بھی لکھی گئیں، اس سلسلہ کی ایک اہم لڑی ''شرح نخبۃ الفکر'' ہے، جو کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تالیف ہے، اس کتاب کی توضیح وتفہیم کے لیے کئی اُردو تراجم کیے گئے ہیں، لیکن ان میں کئی پیچیدگیاں ہیں، بعض تو ایک الگ ہی کتاب معلوم ہوتی ہے۔

الحمد للہ ہمارے فاضل بھائی فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالقہار محسن حفظہ اللہ نے اپنے اس ترجمہ میں بڑے آسان وسلیس انداز میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے، جس سے طلبہ بھرپور انداز میں فائدہ اٹھا سکتے ہیں، تقبل اللہ سعیہ سعیاً مشکوراً۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہم سب کے لیے صدقہ جاری بنائے اور اسے علمی حلقوں میں مقبول عام بنائے، آمین، وصلى الله على رسوله سيد المرسلين۔

کتبہ: حافظ ذکاء اللہ زاہد

مدیر ومدرس: جامعۃ الامام البخاری الاسلامیہ العالمیہ

موترہ سیالکوٹ

22 دسمبر 2016ء، 22 ربیع الاول 1438ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

رب رحیم وکریم کے نام جس کی توفیق ورحمت سے اس مقام تک پہنچا۔

نہایت قابل صد احترام معزز اساتذہ کرام ومشائخ عظام کے نام جن کی مخلصانہ کوششوں اور انتھک محنتوں سے قلم وقرطاس تھامنے کا طریقہ آیا۔

اور پیارے والدین جن کی محبتوں، شفقتوں اور خلوص بھری دعاؤں سے اس قابل ہوا۔

جزاهم الله عني أحسن الجزاء

حافظ عبدالقہار محسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

* عرضِ مترجم 13
سبب تالیف: 17
نخبۃ الفکر کی شرح کا خیال: 17
خبر کی تعریف: 18
* خبر کی اقسام سند کے اعتبار سے 19
اسناد کی تعریف: 19
متن کی تعریف: 19
متواتر کی شروط: 19
بعض محدثین کا خیال: 21
غیر متواتر کی اقسام (مشہور، عزیز، غریب): 21
اخبار کی پہلی قسم متواتر: 22
خبر متواتر کس کا فائدہ دیتی ہے؟ 22
متواتر کی شروط کو مبہم کیوں رکھا؟ 23
* متواتر کے متعلق علماء کی آراء 24
1۔ حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ کا مؤقف: 24
2۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ اور امام حازمی رحمہ اللہ کا دعویٰ: 24
* متواتر احادیث کے وجود پر دلائل 25
* خبر آحاد کی اقسام 26
مشہور: 26
عزیز: 27
چوتھی قسم، غریب: 29
خبر واحد: 30
اخبار کی راویوں کے صفات کے اعتبار سے تقسیم: 30

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الخبر المحتف بالقرائن: 32
غریب کی اقسام: 35
فردِ مطلق کا وجود: 35
فرد اور غریب کا استعمال اور ان میں فرق: 36
مرسل اور منقطع: 36
* مقبول کی تقسیم صفات قبول کے لحاظ سے 38
صحیح لذاتہ: 38
صحیح لذاتہ کی جزئیات کی وضاحت: 38
صحیح کے مراتب: 40
اہم نکتہ: 41
اصح الاسانید کہنا کیسا ہے؟ 42
بخاری اور مسلم میں صحت مراتب: 42
وہ صفات جن کی وجہ سے صحیح بخاری کو فوقیت حاصل ہے: 43
کتب حدیث کے مراتب: 45
صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ اور حسن لغیرہ کی تعریفات: 47
حسن لذاتہ کو صحیح لغیرہ کیوں کہا جاتا ہے؟ 48
حسن اور صحیح کا اجتماع: 48
حسن اور غریب کا اجتماع: 49
زیادۃ الثقہ: 51
زیادۃ الثقہ کا حکم: 51
شاذ اور محفوظ: 53
معروف ومنکر: 54
متابعت: 55
متابع: 55
شاہد: 57

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متابع اور شاہد کی دوسری تعریف: 58
اعتبار کی تعریف: 58
قول ابن الصلاح کی وضاحت: 58
مقبول کی تقسیم معمول بہ اور غیر معمول بہ: 59
مختلف الحدیث میں لکھی گئی کتب: 61
ناسخ منسوخ: 61
نسخ کن امور سے پہچانا جاتا ہے؟ 61
اجماع ناسخ ہوتا ہے؟ 63
* خبر مردود کی بحث 64
سقط کی اقسام: 64
معلق کی مختلف صورتیں: 65
معلق کا حکم: 65
مبہم تعدیل: 66
مرسل: 66
معضل: 68
منقطع: 68
علم تاریخ: 69
سقط خفی (المدلس): 69
مدلّس کی اصطلاحی تعریف: 69
تدلیس کے الفاظ: 69
مرسل خفی: 70
اَسباب طعن: 71
موضوع روایت کی پہچان: 73
حدیث کو وضع کرنے کے اسباب: 75
موضوع روایات کا حکم: 76

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدرج الاسناد کی صورتیں: 78
مدرج المتن، اس کی دو صورتیں ہیں: 79
مدرج کو پہچاننے کے طریقے: 79
مقلوب: 79
مزید فی متصل الأسانید: 80
شرط: 80
مضطرب: 80
بطورِ امتحان آزمائش: 81
شرط: 81
مصحف: 81
محرف: 81
اختصار الحدیث: 82
روایت بالمعنی: 82
جہالت راوی: 84
جہالت کے اسباب: 84
مبہم: 85
مبہم کا حکم: 86
مجہول العین: 86
حکم: 87
مجہول الحال: 87
بدعت: 87
بدعت مفسقہ: 88
سوء الحفظ: 90
اقسام: 90
مختلط کی روایات کا حکم: 90

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الاسناد: 92
متن: 92
ملحقات مرفوع: 94
اُمِرنا و نُہینا: 96
ایک اور احتمال: 97
کُنَّا نَفْعَلُ: 97
طاعۃ ومعصیۃ: 98
موقوف: 98
صحابی کی تعریف: 98
صحابی کی پہچان کیسے ہوگی؟ 100
مقطوع: 101
تابعی: 101
1۔ مرفوع: 102
2۔ موقوف: 102
3۔ مقطوع: 102
مسند کی وضاحت اور تعریف: 103
عالی اور نازل: 104
ثمرۂ علوّ: 105
عُلُوّ مرغوب کیوں ہوئی؟ 105
عُلُوّ نسبی کی اقسام: 106
عُلُوّ کے مقابلہ میں نزول کی اقسام: 108
روایۃ الاقران: 108
مدبج: 108
روایۃ الأکابر عن الأصاغر: 108
روی عن أبیہ عن جدہ: 109

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رواية الأبناء عن الآباء: 110
سابق ولاحق: 110
ایسا کیوں ہوتا ہے؟ 111
ہم نام مشائخ: 111
انکارِ شیخ: 112
اس مؤقف کی حیثیت: 113
مسلسل: 114
اَدائے حدیث کے لیے الفاظ: 115
صیغہ جمع سَمِعْنا وحدثنا: 116
أخبرني، قرأت عليه: 116
قرئ عليه وأنا اسمع: 117
إنباءٌ: 117
ہم عصر کی عنعنہ سے روایت: 117
مشافہۃ: 118
مکاتبۃ: 118
مناولہ اور اس کی شرط: 118
مناولہ کی صورت: 119
اجازت معینہ: 119
وجادۃ: 120
وصیت بالکتاب: 120
اعلام: 120
اجازۃ عامہ: 121
اجازت مجہول: 121
اجازت معدوم: 121
اجازت معلق بہ مشیت غیر: 122

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متفق و مفترق: 123
مؤتلف و مختلف: 123
متشابہ: 125
خاتمہ: 128
طبقات کی معرفت کا فائدہ: 128
طبقات صحابہ رضی اللہ عنہم: 129
طبقات تابعین: 129
معرفت پیدائش و وفات: 129
معرفت اوطان: 130
جرح و تعدیل کی معرفت: 130
جرح و تعدیل کے مراتب: 130
جرح کے مراتب: 131
مراتب تعدیل: 132
تزکیہ: 132
شرائطِ تزکیہ: 133
تزکیہ تعدیل اور شہادت میں فرق: 133
جرح و تعدیل کو قبول کرنے کا ضابطہ: 134
جرح و تعدیل میں غیر منصفانہ فیصلوں کے اسباب: 135
متعارض جرح و تعدیل میں ترجیح کس کو ہوگی؟ 135
معرفت کُنیت: 136
کنیت سے مشہور راویوں کے اسماء کی معرفت: 136
جس کا نام اور کنیت ایک ہی ہے اس کی معرفت: 136
جن کی کنیت میں اختلاف ہے ان کی معرفت: 136
جس کی کنیت ایک سے زائد ہو اس کی پہچان: 136
جس راوی کی کنیت اس کے باپ کا نام ہو اس کی پہچان: 136

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راوی کے شیخ اور باپ کا ہم نام ہونا: 137

غیر باپ کی طرف منسوب راوی کی پہچان: 137

راوی کی ماں کی طرف نسبت: 137

راوی کی نسبت خلاف واقع ہو: 138

جس راوی کا نام اپنے باپ دادا جیسا ہو اس کی پہچان: 138

راوی کا اپنے استاد اور استاد الاستاد کے ہم نام ہونا: 138

جس راوی کا شاگرد اور شیخ ہم نام ہو اس کی پہچان: 139

اسماء مجردہ کی معرفت: 140

اَسمائے مفردہ کی معرفت: 141

مجرد و مفرد کنیتوں اور القاب کی معرفت: 143

معرفت انساب: 143

القاب اور انساب کی معرفت: 143

موالی کی معرفت: 144

بہن بھائیوں کی معرفت: 144

آداب شیخ وتلمیذ: 144

شیخ کے متعلقہ ضروری نصیحتیں: 144

شاگرد کے متعلق ضروری نصیحتیں: 145

حدیث حاصل کرنے اور پڑھانے کی عمر: 145

کتابت حدیث کا طریقہ: 146

تقابل کیسے کیا جائے؟ 147

سماعِ حدیث کا طریقہ: 147

اسماعِ حدیث کا طریقہ: 147

طلب حدیث کے لیے سفر: 147

طریقہ تصنیف: 147

* وفاق کے سوالات 150

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مترجم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء وأشرف المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين وبعد!

حدیث شریف کی خدمت کے متعلقہ علوم بھی بابرکت اور باعث اجر و ثواب ہیں، حدیث شریف اور اس کے متعلقہ علوم پر محنت کرنے والے ائمہ محدثین نے یقیناً ابدی سعادتوں کے ایسے تمغے حاصل کیے ہیں جو باعث شرف ہیں۔

تقبل الله جهودهم الطيبة المخلصة وجعل سعيهم سعياً مشكورا

حدیث مبارکہ کے متعلقہ علوم میں سے ایک علم ''اصول حدیث'' کا بھی ہے، جس میں ائمہ محدثین نے جس قدر انہیں توفیق ملی انھوں نے اپنا اپنا حصہ ڈالا۔

ایسے ہی اس فن میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی شخصیت اور ان کی کتب ایک بلند مقام رکھتی ہیں۔ جن سے اہل علم بخوبی آگاہ ہیں۔

اصولِ حدیث میں ''شرح نخبۃ الفکر'' کا اپنا مقام اور پہچان ہے اور اس کتاب کی اہمیت کا آپ اندازہ یہاں سے لگالیں کہ تقریباً سبھی مدارس کے نصاب میں یہ شامل ہے۔

میں اس کتاب کا ترجمہ کر کے خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ الحمد للہ میں بھی اس لڑی میں ضم ہو جاؤں گا جنھوں نے حدیث اور اس کے متعلقہ علوم پر محنت کر کے اسلام اور مسلمانوں کے لیے علم کی راہ کو آسان کیا اور اس حقیقت کا اعتراف کرنے میں کوئی عار نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اس سے پہلے بھی شرح نخبۃ الفکر کے تراجم موجود ہیں، لیکن وہ پیچیدگیوں سے محفوظ نہیں اور میں نے بحمد اللہ حتی المقدور آسان فہم انداز میں سمجھانے کی کوشش کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کتاب کے آخر میں وفاق المدارس السّلفیہ کے پانچ سالوں کے سوالات کے جوابات کی طرف بھی اشارہ کر کے طلبہ وطالبات کے لیے مفید کار بنا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو میرے لیے اور میرے والدین اور اہل خانہ کے لیے آخرت کا ذخیرہ اور نجات کا ذریعہ بنائے۔

میرے اساتذہ کرام بالخصوص جن سے میں نے اس فن کو پڑھا فضیلۃ الشیخ قمر الزمان المدنی حفظہ اللہ، فضیلۃ الشیخ محمد مظفر الشیرازی حفظہ اللہ، میرے انتہائی قابل قدر اور معزز بھائی حافظ ذکاء اللہ الزاھد حفظہ اللہ، حافظ عبدالرزاق اظہر حفظہ اللہ اور برادر عزیزم حافظ قرۃ العین العجمی حفظہ اللہ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل اور اخلاص میں برکت فرمائے، مجھے جب بھی کوئی ضرورت پڑی انھوں نے بھرپور حوصلہ افزائی اور تعاون فرمایا۔

جزاهم الله أحسن الجزاء في الدنيا والآخرة

www.kitabosunnat.com

حافظ عبدالقہار محسن
امام بخاری انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی
سیالکوٹ، پاکستان
03457333521

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ امام، عالم، عامل، حافظ نے فرمایا جو اپنے زمانے اور وقت کے علم وعمل میں منفرد حیثیت رکھتے ہیں اور یکتائے زمانہ ہیں، دین وملت کے ستارہ ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی جو ابن حجر کے نام سے مشہور ہیں۔

اللہ ان کو اپنے فضل وکرم سے جنت کی جزا عطا فرمائے، آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر قسم کی حمد وثنا اس ذات کے لیے ہیں جو ہمیشہ سے عالم اور قدیر ہے، ہمیشہ زندہ، قائم رہنے والا اور سمیع وبصیر ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے اور میں اس کی بہت زیادہ بڑائی بیان کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے ہمارے سردار اور قائد جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر جن کو پوری کائنات کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا اور ان کی آل اور اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین پر سلامتی بھیج بہت زیادہ۔

اما بعد!

زمانہ قدیم اور موجودہ دور میں اصول حدیث میں ائمہ کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہو چکی ہے، چنانچہ اس فن میں سب سے پہلے تصنیف لکھنے والے ''قاضی ابو محمد الرامہرمزی'' ہیں جنھوں نے ''المحدث الفاصل'' تصنیف کی، لیکن مکمل طور پر احاطہ نہ کر سکے۔

پھر امام حاکم ابو عبداللہ النیسا بوری نے کتاب لکھی ''معرفة علوم الحديث'' لیکن صحیح طرح کانٹ چھانٹ اور ترتیب نہ دے سکے، پس اس کے بعد ابو نعیم الاصفہانی آئے تو انھوں نے امام حاکم کی کتاب پر کام کیا اور کچھ زوائد وفوائد کا اضافہ بھی کیا، لیکن وہ بھی بعد میں آنے والوں کے لیے کئی چیزیں چھوڑ گئے جن پر کام ہو سکتا تھا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پھر ان کے بعد خطیب ابو بکر البغدادی آئے تو انھوں نے روایت کے قوانین میں ایک جامع کتاب تصنیف کی اور اس کا نام ''الکفایۃ فی علم الروایۃ'' رکھا اور ایسے ہی ایک کتاب روایت کے آداب میں لکھی جس کا نام ''الجامع لآداب الشیخ والسامع'' رکھا۔

اور خطیب بغدادی نے اصول حدیث میں کوئی فن نہیں چھوڑا مگر اس میں ایک مستقل طور پر تصنیف لکھ دی، تو ان کی علمی خدمات کو سراہتے ہوئے حافظ ابو بکر بن نقطہ نے کہا: جو بھی انصاف سے کام لے گا وہ جان لے گا کہ یقیناً محدثین خطیب بغدادی کے بعد ان کی کتابوں کے محتاج ہیں۔

پھر جو بھی خطیب بغدادی کے بعد آیا تو اس نے اصول حدیث کے علم سے جو خطیب بغدادی کی تصانیف میں جمع تھا بقدر توفیق اپنا حصہ لیا تو قاضی عیاض نے ایک مختصر مگر عمدہ تصنیف کی جس کا نام ''الإلماع فی ضبط الروایۃ وتقیید السماع'' رکھا اور ابو حفص المیانجی نے ایک مختصر سا رسالہ تصنیف کیا جس کا نام ''مالا یسع المحدث جھلہ'' رکھا۔

اور ان جیسی دیگر تصانیف بھی لکھی گئیں جو مختلف علاقوں اور شہروں میں شہرت یافتہ بھی ہوئیں اور ان کی شروحات بھی لکھی گئیں تاکہ علم میں اضافہ ہو اور ان کا اختصار بھی کیا گیا تاکہ ان کا سمجھنا آسان ہو۔

اسی اثناء میں حافظ، فقیہ، تقی الدین ابو عمرو عثمان بن الصلاح عبدالرحمٰن الشہر زوری نزیل دمشق (دمشق میں کافی عرصہ ٹھہرے رہے)۔

انھوں نے بھی ایک کتاب لکھی جب مدرسہ اشرفیہ میں حدیث کی تدریس کے والی بنے تو وہ کتاب مقدمہ ابن الصلاح کے نام سے مشہور ہوئی اور اس کا اصل نام ''علوم الحدیث'' ہے تو انھوں نے اس کتاب کی خوب کانٹ چھانٹ کی، ہر بحث کو اس کی جگہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرسمویا، لیکن اس کی املاء بقدر ضرورت کرواتے رہے اسی لیے اس کی ترتیب فنی طور پر مناسب انداز سے نہ ہو سکی اور انھوں نے خطیب بغدادی کی متفرقہ تصانیف کا اہتمام کیا، پس اس کے بکھرے ہوئے مقاصد کو یکجا جمع فرمایا اور ان کے ساتھ دیگر منتخب فوائد بھی ملا دیئے تو گویا ان کی کتاب میں وہ سب کچھ جمع ہو گیا جو خطیب بغدادی کی تصانیف میں الگ الگ بکھرا پڑا تھا۔

اسی لیے بعد میں تمام محدثین کی توجہ کا مرکز یہ کتاب بن گئی اور وہ اسی کی راہ پر چلتے رہے۔ پس شمار نہیں ہو سکتا کتنوں نے اس کو نظموں میں لکھا اور کتنوں نے اس کا اختصار کیا اور کتنوں نے اضافہ کیا اور کتنوں نے اس میں کمی کی اور کتنوں نے اس پر اعتراض کیے اور کتنوں نے اس کا دفاع کیا۔

سببِ تالیف:

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

''مجھ سے بعض دوستوں نے سوال کیا کہ میں ان کے لیے اس مقدمہ ابن الصلاح سے ایک اہم خلاصہ تیار کروں تو میں نے چند اوراق میں اس کا خلاصہ تیار کیا اور اس کا نام ''نخبة الفكر في مصطلح أهل الاثر'' رکھا، اس کو نہایت عمدہ منہج اور انوکھی ترتیب پر مرتب کیا اور ساتھ ساتھ میں نے اس میں زوائد فوائد اور بکھرے ہوئے موتیوں کو بھی پرو دیا''۔

نخبۃ الفکر کی شرح کا خیال:

پھر میرے دل میں رغبت پیدا ہوئی کہ میں اس کی ایسی شرح لکھوں جو اس کے رموز اور اشاروں کو حل کرے اور اس کے چھپے ہوئے خزانوں کو کھولے اور ان چیزوں کی وضاحت کرے جو اصول حدیث سے ابتدائی طالب علم پر چیزیں مخفی رہتی ہیں۔

تو میں نے اپنے دوستوں کے سوال کا جواب ہاں میں دیا اس امید سے کہ میں بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لڑی میں پرو دیا جاؤں جنھوں نے قلمی صورت میں اصول حدیث میں خدمات سرانجام دی ہیں۔

پھر میں نے اس کتاب نخبۃ الفکر کی شرح کرنے میں مکمل کوشش کی اور اس میں توجیہات کی بھی وضاحت کی اور ساتھ اس کے کونوں میں جو چھپی ہوئی چیزیں تھیں ان پر بھی مکمل آگاہ کیا، کیونکہ گھر والا زیادہ بہتر جانتا ہے کہ اس کے گھر میں کیا ہے۔

پھر میرے لیے ظاہر ہوا یا خیال آیا کہ اس شرح کو کتابی شکل میں پیش کرنا زیادہ مناسب ہے اور نخبۃ الفکر کو شرح کے ساتھ ضم (ملانا) کرنا زیادہ فائدہ مند ہے تو پھر میں اسی راہ پر چلا جس پر اس سے پہلے بہت کم چلا گیا تھا: (یعنی متن اور شرح ایک ساتھ کیونکہ محدثین میں پہلے یہ طریقہ رائج نہ تھا) تو میں اس کا آغاز اللہ کی توفیق طلب کرتے ہوئے کر رہا ہوں:

خبر کی تعریف:

اس میں تین قول ہیں:

1...... جمہور علماء کے نزدیک حدیث کے ہم معنی ہے۔

2...... حدیث نبی کریم ﷺ سے آئے اور خبر جو کسی اور سے آئے۔

اور اسی فرق کی وجہ سے اس شخص کو جو تاریخ اور قصص سے مشغول ہو اخباری کہا جاتا ہے اور سنت نبویہ سے مشغول ہو اس کو محدث کہا جاتا ہے۔

3...... خبر اور حدیث میں عموم خصوص مطلق ہے یعنی ہر حدیث خبر ہے لیکن ہر خبر حدیث نہیں ہے۔

اور یہاں حدیث کو خبر سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ وہ دونوں کو شامل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خبر کی اقسام سند کے اعتبار سے

جو خبریں ہم تک پہنچی ہیں یا تو اس کی اسانید بہت زیادہ ہوں گی کیونکہ طرق طریق کی جمع ہے اور یہ جمع کثرت ہے اور اس کی جمع قلت اطرقہ بروزن افعلہ آتی ہے۔

اور طرق سے مراد یہاں اسانید ہیں۔

اسناد کی تعریف:

''حدیث کے الفاظ بیان کرنے والے رجال کو سند کہتے ہیں''۔

متن کی تعریف:

''حدیث کے ان الفاظ کو متن کہا جاتا ہے جو سند کے اختتام پر شروع ہوتے ہیں''۔

متواتر کی شروط:

اسانید کا کثرت سے ہونا یہ متواتر کی شروط سے ایک شرط ہے جب یہ غیر معین تعداد میں واقع ہو بلکہ اس قدر اسانید کی تعداد زیادہ ہو کہ عادتاً محال (ناممکن) نظر آتا ہو کہ یہ سب عمداً یا اتفاقیہ طور پر جھوٹ پر جمع ہوئے ہیں۔

لیکن راجح قول کے مطابق کسی خاص تعداد کی تعیین کوئی معنی نہیں رکھتی۔

متواتر کے راویوں کی تعداد:

بعض علماء نے چار کی ہے اور بعض نے پانچ اور بعض نے سات اور بعض نے دس اور بعض نے بارہ اور بعض نے چالیس اور بعض نے ستر اور بعض نے اس کے علاوہ بھی تعداد کا ذکر کیا ہے۔

اور ہر فریق نے اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لیے وہ دلیل ذکر کی ہے جس میں اس عدد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا ذکر ہے جو اس نے متعین کی ہے اور اس سے صحت خبر کا فائدہ ہوا ہے۔

لیکن یہ لازمی نہیں ہے کہ وہ عدد ہر جگہ اسی طرح فائدہ دے جو اس نے ایک موقعہ پر دیا ہے، خصوصیت کے احتمال کی وجہ سے۔[1]

پس جب کوئی خبر اس طرح کی واقع ہو جس میں سابقہ دو شرطیں پائی جانے کے ساتھ ساتھ تیسری شرط یہ بھی پائی جا رہی ہو کہ کثرت اسانید شروع سے لے کر آخر تک یکساں پائی جا رہی ہوں۔

استواء سے مراد:

کثرت اسانید کی برابری سے مراد کسی طبقہ میں کمی واقع نہ ہوئی ہو البتہ اگر اضافہ ہو گیا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ کثرت ہی تو مطلوب ہے۔

چوتھی شرط:

اس خبر کا تعلق آنکھوں سے دیکھے جانے یا کانوں سے سنے جانے سے ہو، مثلاً رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ جیسی ہو۔

خبر کا تعلق ایسی قسم سے نہ ہو جس کا ادراک صرف عقل سے کیا جاتا ہو، جیسے وجود باری تعالیٰ ہے۔

اور جب یہ چاروں شروط پائی جائیں:

1......اول: کثرت اسانید اس طرح ہو کہ اتنے لوگوں کا جھوٹ پر جمع ہونا عادتاً محال نظر آتا ہو۔

2......دوم: کثیر التعداد لوگوں نے کسی سازش کے ساتھ یہ منصوبہ نہ بنایا ہو، بلکہ کثرت

[1] اسلام نے مختلف واقعات کی خصوصیات کے پیش نظر ہر جگہ اثبات واقعہ کے لیے گواہوں کی الگ الگ تعداد مقرر کی ہے، لیکن جو تعداد کسی ایک واقعہ کے اثبات کے لیے کافی ہو لازمی نہیں کہ وہی تعداد ہر واقعہ کے اثبات کے لیے بھی کافی ہوگی، مثلاً معاملات میں دو افراد کی گواہی کافی ہے، لیکن جرم زنا کے ثبوت کے لیے یہ کافی نہیں بلکہ چار گواہوں کی ضرورت ہے اور پھر لعان میں اسے بھی ناکافی سمجھا گیا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسانید حسن اتفاق سے پیدا ہوگئی ہو۔

3......سوم: کثرت اسانید شروع سے آخر تک ہر دور اور ہر زمانے میں مسلسل پائی جاتی ہو۔

4...... چہارم: خبر کا تعلق محسوسات سے ہو۔

5......پنجم: خبر کے سننے سے سامع کو خبر کی صحت کا علم حاصل ہوتا ہو۔

نوٹ:

اگر پہلی چار شرطیں پائی جانے کے باوجود سامع کو خبر کی صحت کا علم حاصل نہ ہو تو اس کا نام متواتر نہ ہوگا بلکہ مشہور ہوگا، تو اس سے ثابت ہوا ہر متواتر کو مشہور کہہ سکتے ہیں لیکن اس کے برعکس نہیں کہیں گے۔

بعض محدثین کا خیال:

متواتر کی چار شروط پائے جانے پر خبر کی صحت یقینی طور پر حاصل ہو جاتی ہے اور عموماً ایسے ہی ہوتا ہے۔

لیکن بسا اوقات کسی مانع کی وجہ سے علم حاصل نہیں بھی ہوتا، لہٰذا یہ قاعدہ درست نہ ہوا کہ جب بھی چار شرطیں پائی جائیں گی تو لازمی طور پر صحت کا علم حاصل ہو جائے گا۔

غیر متواتر کی اقسام (مشہور، عزیز، غریب):

1۔مشہور:

(الف) غیر متواتر کی بھی بسا اوقات اسناد زیادہ ہوتی ہیں لیکن اس میں متواتر کی بعض شرائط مفقود ہوتی ہیں۔

(ب) یا پھر اس کی اسناد دو سے زائد ہوتی ہیں تین یا تین سے زائد لیکن متواتر کی شروط اس میں جمع نہیں ہوتیں تو اس کو مشہور کہتے ہیں۔

2۔عزیز:

وہ حدیث جس کی سندیں کسی دور میں دو رہ جائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3۔ غریب:

وہ حدیث جس کی ایک ہی سند رہ جائے۔

اثنین سے مراد:

کسی حدیث کی اسانید کے دو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی دور میں دو سے کم نہ ہوں، اگر کسی دور میں دو سندی حدیث کی اسانید زیادہ ہو جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

ایسے ہی کسی حدیث کی سند ایک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی دور میں ایک سند رہ گئی تھی تو اس فن میں قلیل کا اعتبار ہوتا ہے اور پھر اسی سے اصطلاح متعارف ہوتی ہے۔

اخبار کی پہلی قسم متواتر:

متواتر علم یقینی ① کا فائدہ دیتی ہے تو جب یقینی کا فائدہ دیتی ہے تو اس متواتر نے مذکورہ شروط کی بنا پر علم نظری کو خارج کر دیا۔ ②

خبر متواتر کس کا فائدہ دیتی ہے؟

معتمد اور پختہ بات یہ ہے کہ خبر متواتر علم ضروری کا فائدہ دیتی ہے۔

علم ضروری:

وہ علم ہے جس کو جاننے پر انسان مجبور ہو جائے مثلاً کُل اپنی جز سے بڑا ہوتا ہے۔

اور بعض علماء کا خیال ہے کہ متواتر علم نظری ③ کا فائدہ دیتی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا تبصرہ اور رائے:

وہ عام عوام جن میں نظر و استدلال کی صلاحیت نہیں ہوتی خبر متواتر سے ان کو بھی صحت خبر کا علم حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ علم نظری چند معلوم شدہ امور کو یا چند مظنون امور کو

---

① یقینی وہ پختہ اعتقاد ہے جو واقع کے مطابق ہو مثلاً آسمان ہمارے اوپر اور زمین ہمارے نیچے ہے۔

② نظری: چند معلوم شدہ امور کو اس طرح ترتیب دینا کہ اس سے کوئی نامعلوم امر حاصل ہو۔

③ علم نظر: وہ علم جو غور و فکر اور نظر و استدلال سے حاصل ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسی ترتیب دینا کہ اس سے نامعلوم یا غیر مظنون امر حاصل ہو۔

جب کہ عام عوام میں اس کی اہلیت نہیں ہوتی۔

اگر خبر متواتر علم نظری کا فائدہ دیتی ہوتی تو پھر عامۃ الناس کو اس سے فائدہ حاصل نہ ہوتا۔

تو اس بحث سے علم ضروری اور علم نظری میں فرق واضح ہو گیا۔

ضروری:

جس میں نظر و استدلال کے بغیر علم حاصل ہو جائے۔

نظری:

جس میں نظر و استدلال سے علم حاصل ہو۔

اور ضروری ہر سامع کو حاصل ہو جاتا ہے، جب کہ نظری اس کو حاصل ہوتا ہے جس میں نظر و استدلال اور غور و فکر کی اہلیت ہوتی ہے۔

متواتر کی شروط کو مبہم کیوں رکھا؟

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے متواتر کی شروط کو پوری وضاحت کے ساتھ اس لیے ذکر نہیں کیا کیونکہ ان کا براہِ راست اصول حدیث سے کوئی تعلق نہیں۔

کیونکہ: علم الاسناد (اصول حدیث کے فن) میں راویوں کے صفات اور ادائے حدیث کے الفاظ اور صحت و سقم کے حوالے سے بات ہوتی ہے اگر صحیح ہے تو عمل کیا جائے اور ضعیف ہے تو اس کو ترک کر دیا جائے۔

جب کہ متواتر تحقیق و تمحیص کے تکلفات سے بے نیاز ہوتی ہے اس میں بغیر بحث کے عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

متواتر کے متعلق علماء کی آراء

1۔ حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ کا موقف:

حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ متواتر کی شروط کے مطابق موجودہ کتب حدیث میں کسی حدیث کے متعلق دعویٰ کرنا بہت مشکل ہے کہ اس میں تواتر کی تمام شروط پائی جا رہی ہیں، زیادہ سے زیادہ اس کے لیے مثال کے طور پر یہ حدیث پیش کی جا سکتی ہے:

«مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»۔ [1]

2۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ اور امام حازمی رحمہ اللہ کا دعویٰ:

ان دونوں اماموں کا دعویٰ ہے کہ ان شروط کے مطابق کوئی ایسی حدیث پائی ہی نہیں جاتی۔

تنقید: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا جواب:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ کا متواتر کو قلیل الوجود قرار دینا اور ابن حبان اور حازمی کا متواتر کو عدیم الوجود قرار دینا کم علمی اور طرق واسانید کے متعلق عدم احاطہ اور راویوں کے حال واحوال اور ان کی صفات کے متعلق مکمل آگاہی نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔

کیونکہ متواتر وہ حدیث ہوتی ہے جس کو بیان کرنے والے اتفاقیہ طور سے اس کثرت سے ہوں کہ ان کا جھوٹ بولنے پر جمع ہونا عادۃً محال نظر آتا ہو۔

---

[1] صحیح مسلم:3

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متواتر احادیث کے وجود پر دلائل

متواتر حدیث کے وجود کو کثیر تعداد میں ثابت کرنے کے لیے سب سے عمدہ اور پختہ دلیل مشرق ومغرب میں مشہور ومتداول کتب ہیں جو علمائے کرام کے پاس پائی جاتی ہیں یقیناً انہی مصنفین کی ہیں جن کی طرف انہیں منسوب کیا جاتا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری کے مصنف امام بخاری رحمہ اللہ اور صحیح مسلم کے امام مسلم رحمہ اللہ اور سنن ابی داود کے امام ابوداود رحمہ اللہ ہیں۔

ان کتابوں سے ہم صحیح بخاری کو لیتے ہیں کہ اگر اس میں ایک حدیث کئی اسانید سے مروی ہوتی ہے اور ہر سند کے رجال ثقاہت وعدالت اور ضبط کے حوالہ سے اپنی مثال آپ ہیں اور اعلیٰ صفات کے حامل راوی ہیں اور پھر یہی حدیث بعینہٖ صحیح مسلم، سنن اَبی داود، سنن ترمذی، سنن نسائی اور دیگر کتب احادیث میں بھی متعدد اسانید سے ملتی ہو تو اس کثرت کو دیکھ کر عقل سلیم فیصلہ کرتی ہے کہ یہ حدیث قطعی الثبوت ہے، کیونکہ اتنے زیادہ راویوں کا جھوٹ بولنے پر متفق ہونا عادۃً محال ہے اور پھر اس حدیث میں صرف کثرت اسانید ہی نہیں بلکہ تواتر کی باقی شروط بھی پائی جاتی ہیں۔[1]

اور مشہور کتب حدیث میں اس قسم کی احادیث بڑی کثرت سے پائی جاتی ہیں۔

---

[1] ملاحظہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے متواتر کے وجود پر جو دلیل دی وہ کوئی اتنی مستحکم نہیں ہے، کیونکہ جن کتابوں کی طرف انھوں نے اشارہ کیا ہے انھوں نے تو راویوں کو عدالت وضبط کی چھانٹی سے چھان کر ان سے احادیث لی ہیں جب کہ حافظ صاحب کا نظریہ ہے کہ متواتر میں راویوں کے حال، احوال پر بحث ہی نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کا علم الاسناد سے تعلق ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خبر آحاد کی اقسام①

مشہور:

یہ خبر آحاد کی پہلی قسم ہے۔

’’جس کی اسانید شمار ہو سکتی ہوں، لیکن دو سے زائد ہوں‘‘۔

محدثین کے نزدیک ایسی خبر کو مشہور کہتے ہیں اور اس کو مشہور اس کی شہرت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

مشہور کا دوسرا نام مستفیض ہے:

فقہاء کی ایک جماعت مشہور کو مستفیض کے نام سے پکارتی ہے۔

مشہور اور مستفیض میں فرق:

1۔ اکثر علماء کے نزدیک دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

2۔ بعض نے فرق کیا ہے کہ مستفیض کی اسانید میں ابتدا سے انتہا تک یکسانیت پائی جاتی ہے اور مشہور میں ایسی شرط نہیں ہے۔

3۔ بعض نے مشہور اور مستفیض میں فرق کی ایسی توجیہات بیان کی ہیں جن کا اصولِ حدیث کے فن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مشہور کے اطلاقات:

1۔ ایسی حدیث جس کی اسانید کی تعداد زیادہ ہو، لیکن اس میں تواتر کی مکمل شروط نہ پائی جاتی ہوں۔

---

① مشہور، عزیز اور غریب تینوں کو محدثین کی اصطلاح میں خبر واحد کہا جاتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

2۔ ایسی حدیث جس کی اسانید دو سے زائد ہوں۔

3۔ جو بات عرفِ عام میں زبانوں پر مشہور ہو جائے اگرچہ اس کی ایک ہی سند ہو اور بسا اوقات ایسی خبر کو بھی مشہور کہہ دیا جاتا ہے جس کی کوئی سند نہ ہو۔

عزیز:

ایسی خبر جس کی اسانید کسی دور میں صرف دو رہ جائیں۔

عزیز کی وجہ تسمیہ:

1۔ عزیز کو قلیل الوجود کی وجہ سے کہا جاتا ہے یعنی دیگر احادیث مشہور اور غریب کے مقابلہ میں اس کا وجود بہت کم ہے۔

2۔ عزیز کو عزیز قوت اور طاقت کی وجہ سے کہا جاتا ہے جو اس کو دوسری سند سے حاصل ہوتی ہے۔

حدیث کے صحیح ہونے کے لیے عزیز کی شرط ہے؟

اکثر محدثین کے نزدیک حدیث کی صحت کے لیے عزیز کی شرط نہیں ہے البتہ معتزلہ سے ابوعلی جبائی کا نظریہ ہے کہ صحت حدیث کے لیے عزیز ہونا شرط ہے۔

اور امام حاکم ابوعبداللہ اپنی کتاب علوم الحدیث میں اسی مسلک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ صحیح وہ ہے جس کو کوئی معروف صحابی نبی کریم ﷺ سے روایت کرے اور پھر اس صحابی سے کم از کم دو راوی روایت کریں اور اس کے بعد دو سے دو راویوں کی روایت کا سلسلہ مصنف کتاب تک پہنچ جائے اور امام حاکم نے اسے شہادت علی الشہادت سے تشبیہ دی ہے یعنی ہر گواہ کی گواہی پر دو گواہ ہوں۔

قاضی ابوبکر بن العربی کا موقف:

قاضی ابوبکر بن العربی نے بخاری شریف کی شرح میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کسی بھی حدیث کے صحیح ہونے کے لیے عزیز ہونا شرط قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتراضات کا جواب:

اور پھر خود ہی اس نظریہ پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ اگر کوئی کہے بخاری شریف کی پہلی حدیث: «اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ» غریب ہے کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے صرف علقمہ رحمہ اللہ ہیں، تو ہم اس کا یہ جواب دیں گے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو صحابہ کی موجودگی میں برسر منبر بیان کیا تھا، اگر وہ اس حدیث کو نہ جانتے ہوتے تو ضرور اعتراض کرتے۔

قاضی ابوبکر بن العربی کے جواب کا جواب:

قاضی صاحب کو جواب دیا جا سکتا ہے کہ دورانِ خطبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خاموشی اختیار کرنا اس بات کو ثابت نہیں کرتا کہ وہ اس حدیث کو جانتے تھے۔

اور پھر اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں کثرت رواۃ کو تسلیم کر لیا بھی جائے تو علقمہ کے تفرد میں کیا کریں گے، پھر علقمہ سے محمد بن ابراہیم متفرد ہیں اور پھر ان سے یحییٰ بن سعید روایت کرنے میں متفرد ہیں، لہٰذا یہی بات محدثین کے نزدیک صحیح اور معروف ہے کہ یہ روایت غریب ہے۔

البتہ ان کے کچھ متابعات پائے جاتے ہیں لیکن وہ نا قابل اعتبار ہیں اور اسی طرح حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی احادیث کے ابن العربی نے جو جوابات دیے ہیں وہ بھی کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہیں۔

ابن رشید کی قاضی کے دعویٰ پر جرح:

ابن رشید نے فرمایا ہے کہ قاضی ابوبکر بن العربی کے دعویٰ کے باطل ہونے کے لیے صحیح بخاری کی پہلی حدیث ہی کافی ہے، کیونکہ وہ غریب ہے جب کہ دعویٰ عزیز کا ہے۔

ابن حبان کا دعویٰ:

امام ابن حبان کا دعویٰ قاضی ابوبکر کے دعویٰ کے نقیض ہے ان کا دعویٰ یہ ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصنف کتاب سے نبی کریم ﷺ تک دو راوی صرف دو ہی سے روایت کریں اس طرح کی ایک حدیث بھی نہیں پائی جاتی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا تبصرہ:

اگر امام ابن حبان کی مراد یہ ہے کہ ایسی کوئی حدیث موجود نہیں جس کے راوی ہر دور میں صرف دو ہوں اور دو سے ہی روایت کرتے ہوں اور دو سے زائد ان کی تعداد نہ ہوئی ہو تو ایسی صورت میں ان کا دعویٰ تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

اور عزیز کی وہ صورت جو ہم نے پیش کی ہے وہ تو کتب احادیث میں پائی جاتی ہے۔

عزیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک:

جس کے راوی کسی بھی دور میں دو سے کم نہ ہوئے ہوں، جس کی مثال:

مَا رَوَى الشَّيْخَانِ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ وَالْبُخَارِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ، الحديث۔ [1]

اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قتادہ رحمہ اللہ اور عبدالعزیز رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں پھر قتادہ رحمہ اللہ سے شعبہ اور سعید دو شخص روایت کرتے ہیں۔

اور عبدالعزیز سے اسماعیل بن علیہ اور عبدالوارث دو شخص روایت کرتے ہیں اور پھر ان کے بعد ان کے شاگردوں سے ہر دور میں ایک بڑی جماعت روایت کرتی ہے۔

چوتھی قسم، غریب:

جس کو روایت کرنے والا کسی دور میں صرف ایک ہی راوی ہو، سند میں تفرد واقع ہونے کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں:

---

[1] صحیح بخاری: 14

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1۔غریب مطلق

2۔غریب نسبی

ان کا ذکر آگے آئے گا۔

خبر کی چار قسموں کا ذکر ہوا ہے پہلی کا نام متواتر اور بقیہ تین مشہور، عزیز اور غریب خبر آحاد کی اقسام ہیں ان تینوں میں سے ہر ایک کو خبر واحد کہا جاتا ہے۔

خبر واحد:

لغوی تعریف:

جس کو روایت کرنے والا صرف ایک شخص ہو۔

اصطلاحی تعریف:

محدثین کی اصطلاح میں خبر واحد اس کو کہتے ہیں جس میں تواتر کی شروط نہ پائی جاتی ہوں۔

اخبار کی راویوں کے صفات کے اعتبار سے تقسیم:

اس کی تین قسمیں ہیں: مقبول، مردود، متوقف فیہ۔

مقبول:

جس کے راویوں کی عدالت وصداقت پایہ ثبوت تک پہنچ جائے اس کا نام مقبول ہے اور وہ واجب العمل ہوتی ہے۔

مردود:

جس کے راویوں کی کذب بیانی اور دیگر فحش قسم کی اغلاط باوثوق ذرائع سے ثابت ہو جائیں تو اس کا نام مردود ہے اور وہ واجب العمل نہیں ہوتی۔

برخلاف پہلی قسم متواتر کے، کیونکہ اس کے راویوں کی عدالت وضبط قطعی یقینی ہوتی ہے اس لیے ہر متواتر مقبول اور واجب العمل ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن: خبر آحاد سے مقبول پر عمل واجب ہوگا، کیونکہ اس میں یعنی (آحاد میں) قبول کی اصل صفات پائی جا رہی ہوں گی یعنی راوی صادق القول اور مضبوط حافظے والے ہوں گے تو اس کے متعلق غالب گمان یہی ہوگا کہ وہ سچی اور واقع کے مطابق خبر ہے اس کو قبول کیا جائے گا یا اس میں رد کی اصل صفات پائی جا رہی ہوں گی یعنی خبر کے تمام یا بعض راوی جھوٹے اور کمزور حافظے والے ہوں گے اس کے متعلق غالب گمان یہی ہوگا کہ وہ جھوٹی اور واقع کے خلاف خبر ہے اور اس کو پھینک دیا جائے گا۔

متوقف فیہ:

جس خبر کے راویوں کی صفات معلوم نہ ہوسکیں کہ اس کو کس میں شامل کیا جائے تو اس کا نام متوقف فیہ ہوگا، اگر پھر کسی دور میں کوئی ایسا قرینہ مل جائے کہ اس میں قبول والی صفات پائی جا رہی ہیں تو اس کو مقبول میں شامل کر دیا جائے گا اور اگر رد والی صفات پائی جائیں تو اس کو مردود کہا جائے گا اور اگر کوئی قرینہ نہ ملے تو وہ خبر توقف کی وجہ سے متروک العمل اور مردود جیسی ہوگی۔

لیکن یاد رہے وہ مردود صفات مردود پائے جانے سے مردود نہیں بنی بلکہ صفات مقبولیت ثابت نہ ہونے کی وجہ سے مردود کے حکم میں آ گئی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

کیا خبر واحد علم کا فائدہ دیتی ہے؟

مشہور، عزیز اور غریب خبر آحاد میں بعض دفعہ کچھ قرائن اور خوبیاں پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے صحت حدیث کا علم حاصل ہو جاتا ہے، لیکن بعض اہل علم نے اس کی مخالفت کی ہے۔

لیکن یہ اختلاف درحقیقت لفظی اختلاف ہے، کیونکہ جو محدثین اخبار آحاد سے حاصل شدہ ادراک کو علم سے تعبیر کرتے ہیں وہ اسے علم ضروری نہیں بلکہ علم نظری قرار دیتے ہیں اور جن محدثین نے اخبار آحاد کے مفید علم ہونے سے انکار کیا ہے ان کے نزدیک علم کا اطلاق صرف اسی کیفیت پر ہوتا ہے جو متواتر سے پیدا ہو اور باقی اخبار سے حاصل ہونے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے کو علم سے نہیں بلکہ ظن غالب سے تعبیر کرتے ہیں۔
لیکن اس اختلاف کے باوجود یہ ماننا ہوگا کہ جس خبر واحد میں قرائن صحت پائے جائیں وہ بہرحال ثبوت کے حوالہ سے اس خبر واحد سے افضل ہوگی جو ان سے خالی ہو۔

الخبر المحتف بالقرائن:

بسا اوقات خبر واحد میں حسن اتفاق سے ایسی خوبیاں اور فنی محاسن جمع ہو جاتے ہیں جس سے اس کی صحت وثبوت کا علم حاصل ہو جانا لازمی امر ہو جاتا ہے اس کی تین صورتیں ذکر کی جارہی ہیں:

1۔ پہلا قرینہ، جس کو شیخین نے روایت کیا ہو:

ایسی خبر واحد جس کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہوتو یہ خبر اگرچہ اسانید کے حوالہ سے حد تواتر سے قاصر ہوگی لیکن بخاری ومسلم کا اس کو روایت کرنا ایسا قرینہ ہے جس نے اس کو صحت کے حوالہ سے چار چاند لگا دیے ہیں۔

1۔ فن حدیث میں شیخین کی جلالت وبرتری۔

2۔ صحت وسقم کے امتیاز میں ان کی فراست ومہارت۔

3۔ علمائے امت کا ان کی صحیحین کو خراجِ تحسین پیش کرنا۔

یہ اکیلا خراجِ تحسین پیش کرنا ہی علم کا فائدہ دینے میں انتہائی قوی ہے۔ دیگر کتب کی کثیر الاسانید خبر کا وہ مقام نہیں ہوتا جو بخاری ومسلم کی یک سندی خبر کا ہوتا ہے۔

لیکن: یہ عظمت وبرتری بخاری ومسلم کی ان روایات کو حاصل ہوتی ہے جن میں تنقید اور باہمی تعارض نہ ہو اور تعارض بھی ایسا کہ ایک روایت کے تسلیم کرنے سے دوسری کی نفی ہوتی ہو اور ان میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح دینے کی بھی بظاہر کوئی صورت نظر نہ آرہی ہو، تو بخاری ومسلم کی ایسی احادیث کے علاوہ باقی تمام احادیث کی صحت کے تسلیم کرنے پر اجماع امت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتراض وسوال:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بخاری ومسلم کی احادیث کے صحیح الثبوت ہونے پر اجماع نہیں، بلکہ ان کے واجب العمل ہونے پر اجماع ہے۔

اعتراض کا جواب:

یہ اعتراض درست نہیں ہے، کیونکہ واجب العمل تو ہر صحیح حدیث ہوتی ہے ایسی صورت میں بخاری ومسلم میں کوئی خوبی اور برتری نہیں رہتی، جب کہ ان کی خوبی اور فضیلت پر اجماع ہے کہ بخاری ومسلم کی احادیث کی صحت قطعی ہے اور علم نظری کا فائدہ بھی دیتی ہیں۔

أئمہ کی آراء:

استاذ أبواسحاق اسفرائینی اور امام الحدیث ابوعبداللہ الحمیدی اور ابوالفضل ابن طاہر وغیرہ نے تو واضح تصریح کی ہے کہ جس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کردیا ہے وہ علم نظری کا ہر صورت فائدہ دیتی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی رائے:

بخاری ومسلم کی برتری قطعي الثبوت ہونے کی وجہ سے نہیں، بلکہ دوسری کتب کی بہ نسبت احادیث زیادہ صحیح ہونے کی وجہ سے ہے۔

2۔ دوسرا قرینہ، زیادہ اسانید والی مشہور:

ایسی مشہور جس کی مختلف اسانید ہوں اور سب کی سب راویوں کے ضعف اور دیگر نقائص سے محفوظ ہوں۔

امام أبومنصور بغدادی اور استاد ابوبکر بن فورک وغیرہ نے صراحت کی ہے اس طرح کی احادیث سے صحت کا علم ویقین حاصل ہوجاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3۔ تیسرا قرینہ، جس میں مسلسل امام ہوں:

ایسی حدیث جس کے راوی بڑے بڑے امام، حافظ اور متقن (پختہ) ہوں اور وہ سند غریب بھی نہ ہو۔

جیسے ایک حدیث اس کو امام احمد بن حنبل کسی راوی سمیت امام شافعی سے روایت کریں اور امام شافعی کسی راوی سمیت امام مالک سے روایت کریں۔

تو ایسے عظیم المرتبت اور بزرگی والے راویوں کی بزرگی کو دیکھ کر ان کی بیان کردہ حدیث کے صحیح ہونے کا ہر شخص کو علم ویقین حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کی شخصیت میں ایسی ایسی عظیم الشان اور عمدہ خوبیاں پائی جارہی ہیں جو ایک جم غفیر سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں اور جس شخص کو علم حدیث اور تاریخ کے ساتھ ادنیٰ سی بھی ممارثت ہو تو اس کے سامنے امام الحدیث امام مالک کوئی واقعہ بیان کریں تو اس کو اس واقعہ کے قطعی الصحت ہونے کا یقین ہو جائے گا، اگر اس کے ساتھ ساتھ اس واقعہ کو امام مالک کا ہم پلہ کوئی راوی بھی بیان کرے تو اس کا یقین اور زیادہ پختہ ہو جائے گا۔

اور اس سے بھول وچوک کا واہمہ بھی دور ہو جائے گا۔

یہ مذکورہ تینوں انواع جو ہم نے ذکر کی ہیں ان میں سے کسی خبر کے صدق کا علم صرف اسی کو ہوسکتا ہے جو فن حدیث کا ماہر عالم ہو اور اس کی اس فن میں حیثیت سمندر جیسی ہو اور راویوں کے حالات وصفات کو جانتا ہو اور روایات میں علل اور فنی نقائص سے مکمل خبردار ہو۔

اور جو شخص ان فنی اصولوں کو نہ جانتا ہو اور اس کمی کی وجہ سے اسے صدق خبر کا علم حاصل نہ ہوتا ہو تو اس کے عدم علم کی وجہ سے کسی متبحر عالم کے علم کی نفی نہیں ہوتی۔

مذکورہ تینوں انواع کا خلاصہ:

خبر محتف بالقرائن کی تین صورتیں ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1۔ جس کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہو۔

2۔ جو مشہور ہو اور اس کی متعدد اسانید ہوں۔

3۔ جس کو روایت کرنے والے بڑے بڑے امام ہوں۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تینوں قرائن ایک ہی خبر میں بیک وقت جمع ہو جائیں تو اس وقت اس کے مفید علم میں کوئی شک وشبہ نہ ہوگا، واللہ اعلم بالصواب۔

غریب کی اقسام:

پھر غرابت (تفرد) یا تو اصل سند میں ہوگا یعنی جس کی طرف سند جاتی ہے اگر چہ اس کے کئی اسانید بھی ہو جائیں اور **اصل السند** سے مراد وہ طرف ہے جس میں صحابی ہوتا ہے یا پھر تفرد اصل سند میں نہ ہوگا بلکہ سند کے درمیان ہوگا، جب کہ صحابی سے روایت کرنے والے ایک سے زائد ہوں گے، پھر ان سے روایت کرنے والا ایک ہوگا، تو پہلی قسم (جس میں تفرد اصل سند میں ہے) کا نام ''فرد مطلق ہے'' جیسے حدیث «النهي عن بيع الولاء وهبته» تو اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما صحابی سے روایت کرنے والا تابعی عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ اکیلا رہ گیا ہے۔

اور ایسے ہی حدیث ''شعب الایمان'' اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی سے روایت کرنے میں تابعی ابو صالح رحمہ اللہ اکیلا رہ گیا ہے اور پھر ابو صالح سے عبداللہ بن دینار اکیلا رہ گیا ہے اور کبھی کبھی تفرد پوری سند میں ہی پایا جاتا ہے اور بسا اوقات اکثر راویوں میں۔

فردِ مطلق کا وجود:

مسند بزار اور المعجم الاوسط طبرانی میں ان کی مثالیں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔

فردِ نسبی:

اس کو نسبی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں تفرد کی نسبت ایک معین شخص کی طرف ہوتی ہے، اگر چہ وہ حدیث فی نفسہ مشہور ہی کیوں نہ ہو (مثلاً تابعین کے دور تک وہ حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشہور تھی، پھر بعد میں روایت کرنے والا ایک رہ گیا جس کی وجہ سے اس کو فرد کہا گیا اور ابتدائی دور میں یہ حدیث فرد نہ تھی)۔

فرد اور غریب کا استعمال اور ان میں فرق:

لفظ غریب اور فرد لغوی اور اصطلاحی طور پر مترادف ہیں، لیکن اہل اصطلاح نے کثرت استعمال اور قلت استعمال کے لحاظ سے فرق کیا ہے۔

فرد کا اطلاق:

عام طور پر فرد مطلق پر ہوتا ہے۔

غریب کا اطلاق:

عام طور پر فرد نسبی پر ہوتا ہے۔

یہ فرق کب ہوتا ہے؟

یہ فرق اس وقت ہوتا ہے جب ان کے لیے اصطلاح استعمال کرنی ہو اور ان کے لیے یہ نام استعمال کرنا ہو کہ یہ حدیث فرد مطلق ہے تو بولتے ہیں: ھٰذا حدیث فرد۔

اور جب فرد نسبی بتلانا مقصود ہو تو بولتے ہیں: ھٰذا حدیث غریب اور جب فعل استعمال کرنا ہو تو فردِ مطلق اور فردِ نسبی میں کوئی فرق نہیں کرتے، بلکہ مطلق اور نسبی دونوں کے لیے تفرد بہ فلان اور أغرب بہ فلان کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

اور اس سے ملتا جلتا اختلاف منقطع اور مرسل میں بھی ہے۔

مرسل اور منقطع:

کیا یہ دونوں ایک چیز کے نام ہیں یا متغائر ہیں، تو اکثر محدثین کے نزدیک مرسل اور منقطع دو متغائر اصطلاحات کے نام ہیں، لیکن ان کے لیے جب فعل استعمال کیا جاتا ہے تو اس میں کوئی فرق نہیں ہوتا، لیکن جن لوگوں کو محدثین کے مواقع استعمال کی پوری واقفیت نہیں انہیں یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ محدثین مرسل اور منقطع میں کوئی فرق نہیں سمجھتے حالانکہ ایسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔

کیونکہ محدثین انہیں دو متغائر اصطلاحات قرار دیتے ہیں، البتہ فعل کے اعتبار سے دونوں کے لیے ایک ہی لفظ استعمال کرتے ہیں (جس طرح کہ اگر کوئی تابعی براہِ راست نبی کریم ﷺ سے روایت کرے اور صحابی کا واسطہ حذف کر دے تو اس حدیث کو مرسل کہتے ہیں اور اگر کسی حدیث کی اسناد میں انقطاع واقع ہو تو محدثین کے نزدیک اس کا نام منقطع ہے)۔

لیکن مرسل حدیث کے لیے یا کسی راوی نے سند کو منقطع ذکر کیا ہو تو دونوں کے لیے أرسله فلان ایک ہی فعل استعمال کرتے ہیں، لیکن اس نکتہ کو بہت کم لوگوں نے سمجھا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقبول کی تقسیم صفات قبول کے لحاظ سے

صحیح لذاتہ:

خبر واحد کو اگر کوئی راوی عادل، مضبوط حافظہ والا روایت کرے، سند متصل ہو اور اس میں علت نہ ہو اور شاذ بھی نہ ہو تو ایسی حدیث کا نام صحیح لذاتہ ہوگا۔

یہاں مقبول کی چار اقسام کا ذکر شروع ہوا ہے۔

کیونکہ یا تو کسی خبر میں صفات قبول اعلیٰ درجہ کی پائی جائیں گی، تو پہلی قسم کا نام صحیح لذاتہ ہے۔

اور دوسری قسم میں صفات قبول اس اعلیٰ درجہ کی نہیں ہیں جس طرح پہلی قسم کی تھیں تو اس کی کمی کثرت اسانید سے پوری ہو جائے تو وہ بھی صحیح ہوگی، لیکن ذاتہ نہیں بلکہ صحیح لغیرہ ہوگی، اگر کثرت اسانید سے کمی پوری نہ ہو تو اس کا نام حسن لذاتہ ہوگا، اگر ایسی خبر کو جس میں قرائن راجح نہ ہونے کی وجہ سے متوقف فیہ کہا گیا ہے تو کسی دور میں کوئی قرینہ پایا جائے جو قابل ترجیح ہو تو اس متوقف فیہ خبر کا نام حسن لغیرہ ہوگا، صحیح لذاتہ کو مقدم اس کے اعلیٰ رتبہ ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

صحیح لذاتہ کی جزئیات کی وضاحت:

عدل:

ایسا ملکہ (خوبیاں وعادات) جو راوی کو تقویٰ وشرافت کے اصولوں پر کاربند رکھے۔

تقویٰ:

شرک وبدعت اور فسق وفجور جیسے اعمال سیئہ سے اجتناب کرنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضبط (حافظہ) کی اقسام:

ضبط کی دو قسمیں ہیں:

1......ضبط صدر: راوی کو اپنی روایات اس طرح حفظ ہوں جب چاہے ان کو سنا سکے اور لوگوں کے سامنے پیش کر سکے۔

2......ضبط کتاب: جب سے راوی نے اپنے استاد سے سنا ہو تو اس کو لکھ کر محفوظ کر لیا ہو اور پھر آگے اپنے شاگرد کو بیان کر دے اور اس دورانیہ میں وہ لکھی ہوئی روایات اس کے اپنے پاس محفوظ ہوں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ضبط کی بات کرتے ہوئے ساتھ ''تام'' کی شرط لگائی ہے تو یہ اشارہ ہے رتبہ علیا کی طرف یعنی اعلیٰ درجہ کا حافظہ ہو۔

متصل:

جس حدیث کی سند میں کوئی راوی گرا ہوا نہ ہو یعنی انقطاع نہ ہو، ہر راوی جو اپنے استاد سے بیان کر رہا ہے اس سے اس کا سماع ثابت ہو۔

معلل:

لغوی معنی بیماری ہے اور اصطلاح حدیث میں اس کو بولتے ہیں جس میں مخفی قسم کا فنی عیب پایا جاتا ہو۔

شاذ:

لغوی معنی فرد (اکیلا ہونا) ہے۔

اصطلاحی طور پر اس کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جس میں ثقہ راوی اپنے سے اعلیٰ کی مخالفت کرے۔

شاذ کا ایک اور معنی بھی ہے اس کی وضاحت اپنے مقام پر آئے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

تنبیہ:

صحیح لذاتہ کی تعریف کا تجزیہ:

خبر الآحاد بنقل عدل تام الضبط متصل السند غیر معلل ولا شاذ هو الصحیح لذاته۔

اس تعریف میں خبر الآحاد کا لفظ جنس ہے اور باقی تمام قیود اس کی فصل ہیں، کیونکہ منطقی تعریفیں جنس اور فصل پر مشتمل ہوتی ہیں اور یہ بھی منطقی تعریف ہے۔

«بنقل عدل» کی شرط سے غیر عادل کی روایات خارج ہو گئیں۔

تعریف میں لفظ «هو» اس کا نام علم نحو میں "فصل" رکھا گیا ہے اور یہ مبتدا اور خبر کے درمیان میں اس لیے لایا جاتا ہے تا کہ اس سے ظاہر ہو جائے کہ بعد میں آنے والا لفظ پہلے کی صفت نہیں بلکہ خبر ہے، کیونکہ صفت اور موصوف میں فاصلہ نہیں ہوتا۔

«لذاته» نے صحیح کی وہ قسم جو لغیرہ ہے اس کو خارج کر دیا ہے۔

صحیح کے مراتب:

صفات قبول (عدالت وضبط) جن پر حدیث کی صحت کا دارومدار ہوتا ہے ان کے درجات میں تفاوت اور راویوں کے علم وفضل میں فرق یہ متقاضی ہے کہ صحیح کے مختلف مراتب ہوں۔

پس جس حدیث کے راویوں میں اعلیٰ درجہ کی صفات عدالت وضبط اور دیگر صفات جو ترجیح کا باعث بنتی ہیں پائی جا رہی ہوں تو وہ حدیث دیگر صحیح احادیث کی بہ نسبت زیادہ صحیح ہوگی۔

پہلا مرتبہ، اَصح الاَسانید:

ایسی اسانید جن کو بعض محدثین نے اپنی فہم وفراست اور تحقیق کے مطابق اَصح الاسانید قرار دیا یعنی ان کا مرتبہ صحیح اسناد میں سب سے اعلیٰ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1۔ زهري عن سالم بن عبدالله بن عمر عن أبيه۔

2۔ محمد بن سيرين عن عبيدة بن عمرو عن علي۔

3۔ ابراهيم نخعي عن علقمة عن ابن مسعود۔

دوسرا مرتبہ:

1۔ بريد بن عبدالله بن أبي بردة عن جده عن أبيه أبي موسیٰ۔

2۔ حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس۔

تیسرا مرتبہ:

1۔ سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة۔

2۔ علاء بن عبدالرحمٰن عن أبيه عن أبي هريرة۔

اہم نکتہ:

تمام مذکورہ اسانید کے راوی اگرچہ سب کے سب عدالت وضبط کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں، لیکن اگر عمیق نظری سے دیکھا جائے تو ثابت ہو جائے گا کہ پہلے مرتبہ کے راویوں میں ایسی قابل ترجیح صفات پائی جا رہی ہیں جو تقاضا کرتی ہیں کہ اسے دوسرے مرتبہ کے راویوں پر مقدم رکھا جائے۔

اور پھر دوسرے مرتبہ کے راویوں میں ایسی صفات پائی جا رہی ہیں جو تقاضا کرتی ہیں کہ انہیں تیسرے مرتبہ کے راویوں پر مقدم رکھا جائے۔

پھر تیسرے مرتبہ کے راویوں کو مقدم رکھا جائے گا ایسے راویوں پر جن کا چوتھا مرتبہ ہے۔ جن کی اسانید کو متفرد بالروایات ہونے کی شکل میں حسن کا درجہ دیا جاتا ہے۔ جیسے:

1۔ محمد بن اسحاق عن عاصم بن عمر بن جابر۔

2۔ عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده۔

انہی مراتب پر دوسری قابل ترجیح صفات کو قیاس کیا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُصح الاسانید کہنا کیسا ہے؟

محدثین نے اپنی فہم وفراست اور تحقیق کے مطابق جن اسانید کو ''اصح الاسانید'' کہا ہے ان کو اول درجہ کی حدیث کہا جاتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے خیال کے مطابق یہ مناسب نہیں ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ کسی سند کو مطلق طور پر اصح الاسانید نہ کہا جائے لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ محدثین نے جن اسانید پر اصح الاسانید کا اطلاق کیا ہے بہرحال وہ اس سند سے اعلیٰ ہوں گی جن پر اصح الاسانید کا اطلاق نہیں کیا۔

بخاری اور مسلم میں صحت مراتب:

جس طرح عام احادیث صحیحہ میں صحت کے لحاظ سے درجات کا فرق تھا، اسی طرح بخاری ومسلم میں بھی مراتب صحت کے لحاظ سے فرق پایا جاتا ہے:

1۔ جس حدیث کو بخاری ومسلم دونوں نے بالاتفاق تخریج کیا ہو اس کا نام ''متفق علیہ'' ہوتا ہے اور وہ ان احادیث سے افضل شمار ہوتی ہے جس کو ان میں سے کسی ایک نے روایت کیا ہو۔

2۔ جس حدیث کو صرف امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اس کا درجہ اعلیٰ ہوگا اس سے جس کو امام مسلم رحمہ اللہ اکیلے نے روایت کیا ہے۔

3۔ جس کو صرف امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہو اس کا درجہ دیگر کتب کی احادیث صحیحہ سے اعلیٰ ہوگا۔

بخاری ومسلم کی احادیث کو یہ فضیلت کیوں حاصل ہے؟

کیونکہ علماء امت نے ان کی کتابوں کو شرف قبولیت بخشا ہے اور ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا ہے۔

بخاری ومسلم میں راجح کون ہے؟

اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ جس حدیث کی تخریج پر دونوں کا اتفاق ہو اس کا رتبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ ہوگا اس سے جس پر اتفاق نہیں ہوا۔

جمہور کا مؤقف:

جمہور نے صراحت کی ہے صحت کے اعتبار سے صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر مقدم رکھا جائے گا اور کسی نے بھی اس کی واضح مخالفت نہیں کی۔

اَبوعلیٰ النیسا بوری کی رائے:

اَبوعلی نیسا بوری سے منقول ہے انھوں نے کہا: آسمان کی چھت کے نیچے صحیح مسلم سے زیادہ اَصح کتاب نہیں ہے۔

جواب:

اس میں یہ صراحت تو نہیں ہے کہ صحیح مسلم زیادہ اصح ہے صحیح بخاری سے، کیونکہ اَبوعلی نیسابوری نے مسلم سے زیادہ اَصح کی نفی کی ہے برابر صحیح ہونے کی نفی نہیں کی، کیونکہ "اصح" اسم تفصیل کا صیغہ ہے اور اس پر ہی نفی وارد ہوئی ہے، لہٰذا اس کا معنی یہ ہوگا کہ دنیا میں ایسی کتاب تو ہوسکتی ہے جو مسلم کے برابر صحیح ہو، لیکن ایسی کوئی کتاب نہیں جو مسلم سے بڑھ کر صحیح ہو۔

اہل مغرب کا مؤقف:

بعض اہل مغرب سے منقول ہے کہ انھوں نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر فضیلت دی ہے، لیکن یہ افضلیت نفس صحت کے اعتبار سے نہیں بلکہ حسن سیاق، عمدہ ترتیب اور اصول تخریج کے اعتبار سے ہے، جب کہ بات صحت کے اعتبار سے ہورہی ہے تو آج تک کسی شخص نے بھی صراحت نہیں کی کہ نفس صحت کے اعتبار سے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر فوقیت حاصل ہوئی ہے، اگر کوئی ایسا دعویٰ کرتا تو شاید وجود اور حقیقت حال اس کا رد کردیتے۔

وہ صفات جن کی وجہ سے صحیح بخاری کو فوقیت حاصل ہے:

جن صفات کی بنیاد پر کسی روایت کی صحت کا دارومدار ہوتا ہے وہ مسلم کی بہ نسبت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری میں بدرجہ اتم واکمل پائی جاتی ہیں اور بخاری کی شروط مسلم سے کہیں سخت ہیں۔

1۔ اتصال سند کے لحاظ سے:

پس امام بخاری رحمہ اللہ نے اتصال سند کے لیے راوی کی اپنے استاد سے کم از کم ایک مرتبہ ملاقات ہوئی ہو کی شرط لگائی ہے، جب کہ امام مسلم رحمہ اللہ صرف راوی کی معاصرت پر ہی اکتفا کرتے ہیں، ثبوت ملاقات ان کے ہاں ضروری نہیں ہے۔

امام مسلم کا الزام:

اگر روایت کی قبولیت کے لیے استاد شاگرد کی ملاقات ضروری ہے تو پھر امام بخاری رحمہ اللہ کو چاہیے کہ وہ عنعنہ سے کوئی بھی روایت قبول نہ کریں، ہوسکتا ہے کہ راوی نے بیچ سے کوئی واسطہ حذف کیا ہو۔

جواب:

یہ اعتراض کوئی معقول نہیں ہے، کیونکہ جب راوی کی اپنے استاد سے ایک مرتبہ ملاقات ثابت ہے تو پھر اس کی روایات میں یہ احتمال نہیں آئے گا کہ ہوسکتا ہے کہ اس نے خود اپنے استاد سے نہ سنا ہو، بلکہ بیچ میں واسطہ ہو اور اس کو اس نے گرا دیا ہو، کیونکہ یہ احتمالات مدلس راوی کے بارے میں آتے ہیں جب کہ گفتگو غیر مدلس کے بارے میں ہو رہی ہے۔

2۔ صحیح بخاری کو عدالت وضبط کے اعتبار سے فوقیت:

راویوں کے عدالت وضبط کے اعتبار سے بھی صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر فوقیت حاصل ہے، کیونکہ مسلم کے مجروح راویوں کی تعداد زیادہ ہے، بہ نسبت بخاری کے راویوں کے، ان کی تعداد کم ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے روایات بھی بہت کم کی ہیں، بلکہ بخاری نے ایسے رجال سے روایت لی ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد بھی ہیں اور امام صاحب ان کے بارے میں اچھی طرح باخبر بھی ہیں، جب کہ امام مسلم رحمہ اللہ کی راویوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعداد بھی زیادہ ہے اور پھر ان سے روایات بھی زیادہ لی ہیں۔[1]

3۔ عدم الشذ وذ اور علت کے لحاظ سے صحیح بخاری افضل ہے:

عدم الشذ وذ اور تعلیل کے لحاظ سے بھی بخاری کو فوقیت حاصل ہے، کیونکہ بخاری کی جن احادیث پر تنقید ہوئی ہے ان کی تعداد مسلم کی بہ نسبت کم ہے۔[2]

اور پھر امت کا اجماع بھی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ہر لحاظ سے امام مسلم رحمہ اللہ سے بلند پایہ عالم ہیں اور فن حدیث میں بھی ان کا مقام نرالا ہے جب کہ امام مسلم رحمہ اللہ ان کے تربیت یافتہ شاگرد اور ساری زندگی ان سے علم واستفادہ حاصل کرتے رہے ہیں، اسی لیے تو امام دارقطنی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر امام بخاری رحمہ اللہ نہ ہوتے تو فن حدیث میں امام مسلم رحمہ اللہ اس قدر شہرت نہ پا سکتے۔

کتب حدیث کے مراتب:

پہلا مرتبہ:

بخاری کی شروط راجح ہونے کی وجہ سے اس کا مقام ومرتبہ تمام کتب حدیث سے بلند ہے۔

دوسرا مرتبہ:

پھر صحیح مسلم کا ہے، کیونکہ معلل احادیث کو چھوڑ کر علمائے امت نے جس طرح صحیح بخاری کو شرف قبولیت بخشا ہے صحیح مسلم بھی اس میں برابر کی شریک ہے۔

---

[1] جن راویوں سے روایت لینے میں امام بخاری رحمہ اللہ متفرد رہ گئے ہیں ان کی تعداد 435 ہے اور ان میں جن پر کلام ہوا ہے ان کی تعداد 80 کے قریب ہے، جب کہ امام مسلم رحمہ اللہ جن راویوں سے روایت لینے میں متفرد رہ گئے ہیں ان کی تعداد 620 ہے اور جن پر کلام ہوا ہے ان کی تعداد 160 ہے۔

[2] بخاری ومسلم کی جن احادیث پر تنقید ہوئی ہے ان کی تعداد تقریبا 210 ہے ان میں سے بخاری کی 80 سے بھی کم ہیں اور جن میں دونوں شریک ہیں ان کی تعداد 32 کے قریب اور باقی صحیح مسلم کی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وضاحت:

بخاری ومسلم کی فضیلت راویوں کی عظمت اور شروط صحت کی برتری کی وجہ سے ہے، کیونکہ ان راویوں کی عدالت اور شروط صحت پر امت کا اجماع ہے اس لیے اگر یہی راوی اور یہی شروط کسی دوسری کتاب میں پائی جائیں تو وہ کتاب لازمی طور پر ان کتب سے مقدم ہوگی جس میں یہ چیزیں نہیں ہیں۔

تیسرا مرتبہ:

وہ کتاب جس میں بخاری اور مسلم دونوں کی شروط صحت کا اہتمام کیا گیا ہو۔

چوتھا مرتبہ:

وہ کتاب جس میں صحیح بخاری کی شروط صحت کا التزام کیا گیا ہو۔

پانچواں مرتبہ:

وہ کتاب جس میں صحیح مسلم کی شروط صحت کا اہتمام کیا گیا ہو۔

چھٹا مرتبہ:

وہ کتاب حدیث جس میں شروط صحت پورے پائے جائیں، لیکن وہ شروط بخاری ومسلم کے معیار پر پورے نہ اترتے ہوں۔

تو اس مذکورہ بحث سے ہمارے لیے چھ اقسام صحت حدیث کے حوالہ سے حاصل ہوئیں جن کے درجات مختلف ہیں اور ان کے ساتھ ساتویں قسم بھی حاصل ہوتی ہے یعنی ایسی حدیث جو بخاری ومسلم دونوں کی شروط یا پھر کسی ایک کی شروط کے مطابق نہ ہو۔

احادیث صحیحہ کے جن درجات کو سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے یہ صرف راویوں کے عدالت وضبط کے اعتبار سے ہیں۔

لیکن بسا اوقات کسی ادنیٰ قسم میں اس طرح کی قابل ترجیح خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو اسے اعلیٰ قسم سے فائق اور بلند کر دیتی ہیں، عین ممکن ہے کہ جس حدیث کو ہم ایک لحاظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ادنیٰ کا درجہ دے رہے ہیں دوسرے لحاظ سے اس میں کوئی ایسی خوبی پیدا ہو جائے جو اسے اعلیٰ سے بھی اونچا مقام دے دے۔

مثلاً مسلم شریف کی وہ مشہور حدیث جو تواتر کی حد تک تو نہیں پہنچی لیکن کثرت اسانید اور کسی دوسری خوبی کی وجہ سے وہ علم نظری کا فائدہ دے رہی ہے، تو یہ حدیث بخاری کی غریب السند حدیث سے فائق تصور کی جائے گی۔

اسی طرح وہ حدیث جس کو بخاری و مسلم نے تخریج نہ کیا ہو، لیکن دیگر کتب حدیث میں اصح الاسانید سے مزین ہو مثلاً مالك عن نافع عن ابن عمر۔

یہ بخاری و مسلم کی ''غیر متفق علیہ'' روایات سے افضل ہوئی بالخصوص ایسی حالت میں جب صحیحین کی اسانید میں مجروح راوی ہو۔

صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ اور حسن لغیرہ کی تعریفات:

1۔ حسن لذاتہ:

اگر کسی حدیث میں صحت کی باقی شروط تو پائے جاتے ہیں لیکن اس کے رجال ذرا کمزور حافظہ والے ہوں تو اس کا نام حسن لذاتہ ہوگا۔

تو اس کو حسن لذاتہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا حسن ذاتی خوبیوں کی وجہ سے ہے حسن لغیرہ کی طرح کسی اور کے سہارے کے محتاج نہیں ہے۔

2۔ حسن لغیرہ:

اس مستور اور متوقف فیہ روایت کو کہتے ہیں جس کو دیگر اسانید کا سہارا مل جائے اور اس کو حسن لغیرہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا حسن ذاتی نہیں، بلکہ دیگر اسانید کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، حسن لذاتہ کی تعریف میں ''مع بقية الشروط'' کی قید لگا کر ضعیف کو خارج کر دیا گیا، کیونکہ ضعیف میں صحت کے بقیہ شروط موجود نہیں ہوتے۔

حسن لذاتہ بھی صحیح کی طرح قابل حجت ہوتی ہے اگرچہ اس کا درجہ صحیح سے کمتر ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جس طرح صحت کے لحاظ سے صحیح کے مختلف درجات ہیں اسی طرح حسن کے لحاظ سے بھی حسن کے بھی مختلف درجات ہیں، اگر حسن لذاتہ کی اسانید زیادہ ہو جائیں تو اس کا نام صحیح لغیرہ ہو جائے گا۔

حسن لذاتہ کو صحیح لغیرہ کیوں کہا جاتا ہے؟

تعدّد اسانید کی صورت میں حسن لذاتہ کو صحیح لغیرہ اس لیے قرار دیا جاتا ہے کہ متعدد اسانید کی اجتماعی قوت سے وہ کمی دور ہو جاتی ہے جو رجال کے حافظہ کمزور ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ جس غریب روایت کو تفرد کی وجہ سے حسن لذاتہ قرار دیا جاتا ہے وہ تعدد اسانید سے صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے۔

حسن اور صحیح کا اجتماع:

اگر صحیح اور حسن دونوں وصف ایک ہی حدیث میں جمع ہو جائیں جیسا کہ امام ترمذی وغیرہ کا قول ہے: حدیث حسن صحیح تو سننے والے کو اس میں تردد واقع ہو جاتا ہے کہ ایک ہی حدیث میں صحت شروط بھی پائی جا رہی ہیں اور حسن کی صورت میں اس میں کمی بھی پائی جا رہی ہے، کیونکہ صحت اعلیٰ درجہ ہے اور حسن ادنیٰ درجہ ہے تو ایک ہی حدیث صحیح بھی اور حسن بھی، دو متضاد صفتیں جمع ہو جاتی ہیں۔

جواب:

اگر حدیث کی ایک ہی سند ہو تو اس وقت هذا حديث حسن صحيح کا یہ مطلب ہو گا هذا حديث حسن أو صحيح۔

محدثین کو اس حدیث کے حسن اور صحیح ہونے میں شک ہے۔

جن محدثین کے نزدیک اس کے راوی تام الضبط ہیں وہ اسے صحیح قرار دیتے ہیں، گویا اس میں حرف عطف واؤ حذف ہے اور اس کے مقابلہ میں جس حدیث کو هذا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث صحیح کہا جائے اس کا مرتبہ اعلیٰ ہوگا، کیونکہ یہ الفاظ اس وقت استعمال کیے جاتے ہیں جب محدثین کو حدیث کے صحیح ہونے کا یقین حاصل ہو جائے۔

اگر اس حدیث کی اسناد دو یا دو سے زیادہ ہوں تو اس وقت ھٰذا حدیث حسن صحیح کا مطلب ہوگا کہ یہ حدیث ایک سند کے اعتبار سے حسن اور دوسری کی اعتبار سے صحیح ہے۔

اس صورت میں یعنی زیادہ اسناد والی میں جس حدیث کو حسن صحیح کہا جائے گا اس کا مرتبہ اس حدیث سے بلند ہو جائے گا جسے ھٰذا حدیث صحیح کہا گیا تھا، کیونکہ حسن اور صحت کو جمع کرنے کا یہ مطلب ہے کہ یہ ایک سند کے اعتبار سے حسن اور دوسری کے اعتبار سے صحیح ہے، کیونکہ کثرت اسانید سے حدیث کی صحت کا مقام اونچا ہو جاتا ہے۔

حسن اور غریب کا اجتماع:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں یہ تصریح کی ہے کہ حسن حدیث وہ ہے جو کئی ایک اسانید سے مروی ہو تو پھر بعض احادیث کے متعلق یہ فیصلہ کیوں صادر فرماتے ہیں حسن غریب، لا نعرفه الا من هذا الوجه۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حسن کی یہ تعریف مطلق طور پر نہیں کی، بلکہ انھوں نے خاص قسم کی تعریف کی ہے اور پھر امام ترمذی رحمہ اللہ حدیث بیان کرنے کے بعد سات قسم کی صفات ذکر فرماتے ہیں، جن کی تفصیل یوں ہے:

1۔ ھٰذا حدیث حسن

2۔ ھٰذا حدیث صحیح

3۔ ھٰذا حدیث غریب

4۔ ھٰذا حدیث حسن صحیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

5۔ ھٰذا حدیث حسن غریب

6۔ ھٰذَا حدیث صحیح غریب

7۔ ھٰذا حدیث حسن صحیح غریب

تو امام ترمذی رحمہ اللہ جب ھٰذا حدیث حسن فرماتے ہیں تو اس صورت میں عام محدثین والی اصطلاح مراد نہیں ہوتی بلکہ ان کی ذاتی اصطلاح مراد ہوتی ہے جس طرح کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کی اپنی کلام وضاحت کرتی ہے:

''ہم اپنی کتاب میں جب یہ الفاظ بولتے ہیں: ھٰذا حدیث حسن تو اس وقت ''حسن'' کا وہ معنی نہیں ہوتا جو عام محدثین کے نزدیک ہوتا ہے، بلکہ ہماری اپنی اصطلاح خاص مراد ہوتی ہے''۔

اصطلاحِ خاص:

''وہ حدیث جس کے راوی متہم بالکذب نہ ہوں اور وہ شاذ بھی نہ ہو اور اس کی اسانید بھی ایک سے زائد ہوں تو وہ ہمارے نزدیک ''حسن'' ہوتی ہے''۔

اور جس وقت امام ترمذی رحمہ اللہ کسی حدیث کے بارے میں حسن صحیح یا حسن غریب یا حسن صحیح غریب بولتے ہیں تو ان تینوں صورتوں میں محدثین کی اصطلاح مراد ہوگی، امام ترمذی رحمہ اللہ کی اصطلاح خاص کو بالکل مراد نہیں لیا جائے گا۔ جس طرح کہ صحیح اور غریب کی تعریف میں محدثین والی اصطلاح مراد لی جاتی ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ کی اصطلاح کی پرواہ نہیں کی جاتی۔

اور اسی لیے امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی ان کی وضاحت نہیں فرمائی کیونکہ ان کا معنی وہی ہے جو محدثین کے ہاں متعارف ہے اور صرف ''حسن'' کی الگ سے وضاحت اس لیے فرمائی کہ اس میں غموض وخفا تھا یا پھر اس لیے کہ وہ نئی اصطلاح متعارف کروا رہے تھے اور اسی لیے انھوں نے تعریف کرتے ہوئے ''عندنا'' کی قید لگائی ہے اور عام محدثین کی طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منسوب نہیں کیا جس طرح کہ امام خطابی نے عام محدثین کی طرف نسبت کر دی تھی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہماری اس طویل بحث و تفصیل سے بہت سارے اعتراضات ختم ہو گئے جن کے بارے میں طویل مباحثوں کا سلسلہ واضح نتائج نہ دینے کے باوجود عرصہ دراز سے جاری تھا۔

زیادۃ الثقہ:

جب کسی حدیث کو روایت کرنے والے کئی ایک راوی ہوں ایک ثقہ اور دوسرا ''اوثق'' ہو اور ثقہ کی روایت میں کچھ الفاظ ایسے پائے جائیں جو ''اوثق'' یا ''ثقات'' کی روایت میں نہ ہو تو محدثین کی اصطلاح میں اس کا نام ''زیادۃ الثقۃ'' ہوتا ہے، ''ثقہ کی زیادتی''۔

زیادۃ الثقہ کا حکم:

اگر ثقہ راوی کے ''زائد الفاظ'' اور ''اوثق'' کی روایت میں تعارض واختلاف نہ ہو تو ''زیادۃ الثقہ'' مطلق طور پر قبول کیا جائے گا اور ان زائد الفاظ کو ایک مستقل حدیث کی حیثیت دی جائے گی اور وہ ثقہ راوی اسے بلا شرکت غیرے روایت کر رہا ہے۔

اور اگر ثقہ کے وہ ''زائد الفاظ'' اوثق کی روایت کے متعارض ہو اور پھر ان زائد الفاظ کو قبول کرنے سے ''اوثق'' کی روایت کی نفی ہوتی ہو تو پھر احتیاط سے کام لیں گے اور ان سے جو روایت قابل ترجیح ہوگی اس کو راجح اور جو مرجوح ہوگی اس کو متروک قرار دیا جائے گا۔

مطلق قبول کرنا:

زیادت ثقہ کو مطلق قبول کرنا درست نہیں ہے۔ علماء کی ایک جماعت میں یہ مشہور ہے کہ زیادت ثقہ کو مطلق قبول کیا جائے گا، حالانکہ یہ محدثین کے اصول کے خلاف ہے، کیونکہ تمام محدثین صحیح اور حسن کی تعریف میں یہ شرط لگاتے ہیں صحیح اور حسن وہ ہے جس میں شاذ نہ ہو۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور شاذ کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ جس میں ثقہ، ثقات یا اپنے سے ''اوثق'' کی مخالفت کرتا ہو۔

کتنے تعجب کی بات ہے ایک طرف تو علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ جب ثقہ اپنے سے اوثق کی مخالفت کرتا ہے تو وہ حدیث صحیح یا حسن نہ ہو بلکہ شاذ ہو گی اور دوسری طرف یہ فرماتے ہیں کہ زیادۃ ثقہ کو مطلق قبول کیا جائے گا تو یہ دو متضاد چیزیں جمع ہو رہی ہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ زیادۃ ثقہ کو مطلق قبول کرنے کا دعویٰ درست نہیں ہے۔

ائمہ محدثین کا مؤقف:

متقدمین ائمہ حدیث سے امام عبدالرحمٰن بن مہدی، یحییٰ بن قطان، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، امام بخاری، ابوزرعہ الرازی، ابوحاتم، نسائی، دارقطنی اور دیگر محدثین زیادۃ ثقہ میں ترجیح کا اعتبار کرتے تھے اور اس کو اس وقت قبول کرتے تھے جب وہ اوثق کی روایت کے متعارض نہ ہو اور غیر مشروط طور پر قبول کرنا ان میں سے کسی سے ثابت نہیں ہے۔

شافعیوں کی غلط فہمی:

بڑی عجیب بات ہے کہ اکثر شوافع ''زیادۃ ثقہ'' کو مطلق قبول کرنے کے قائل ہیں، جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی تصریحات اور ان کے ارشادات اس کے سراسر خلاف ہیں، کیونکہ امام صاحب راوی کے حافظہ کا حال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

امام شافعی رحمہ اللہ کا مؤقف:

> ''ثقہ راوی اگر دیگر حفاظ کے ساتھ روایت کرنے میں شریک ہو تو اس کے لیے بہتر ہوگا کہ ان کی مخالفت نہ کرے''۔

ہاں اگر ثقہ راوی کسی حافظ اوثق کی مخالفت کرے اور اس ثقہ کی روایت میں کچھ الفاظ کم ہیں تو اس کا یہ طرز اس بات کی دلیل ہوگی کہ اس کی روایت کا مخرج صحیح ہے (اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے احتیاط سے کام لیا ہے) اور اگر ثقہ راوی کسی اوثق کی مخالفت کرتے ہوئے زائد الفاظ بیان کرتا ہے تو یہ طرزِ عمل اس ثقہ راوی کے لیے نقصان دہ ہوگا۔

امام شافعی کا مقتضیٰ ومقصود:

اگر ثقہ اور اوثق کی روایت میں اختلاف صورت یوں ہو کہ ثقہ کی روایت میں اوثق سے زائد الفاظ ہیں تو یہ زائد الفاظ ثقہ کی روایت کے لیے نقصان دہ ہوں گے تو ایسی صورت میں ثقہ کی زیادتی کو قبول نہیں کیا جائے گا، بلکہ اوثق کی روایت کو قبول کیا جائے گا۔ اور اگر ثقہ کی روایت میں اوثق کی بہ نسبت الفاظ میں کمی ہو تو یہ کمی ثقہ کی روایت کی صحت کی دلیل ہوگی اور اس سے ثقہ راوی کی احتیاط ثابت ہوگی اور ثقہ واوثق کی مخالفت جب بھی ہوگی تو ثقہ راوی کے لیے ''الفاظ کی کمی'' کے علاوہ ہر صورت نقصان دہ ہی ہوگی تو اس سے ظاہر ہوگیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ زیادۃ ثقہ کو علی الاطلاق قبول نہیں کرتے۔

شاذ اور محفوظ:

اگر دو راویوں میں اختلاف ہو جائے اور ان سے ایک ثقہ اور دوسرا اوثق ہو اور پھر کثرت اسانید یا حافظہ یا وجوہ ترجیحات میں سے کسی بھی وجہ سے اوثق کی روایت کو ترجیح حاصل ہو جائے تو اوثق کی راجح روایت کا نام ''محفوظ'' اور ثقہ کی مرجوح روایت کا نام ''شاذ'' ہوگا۔

مثال:

ما رواه الترمذی والنسائی وابن ماجه من طريق ابن عيينة عن عمرو بن دينار عن عوسجة عن ابن عباس أن رجلاً توفى على عهد رسول الله ﷺ ولم يدع وارثا الا مولى هو أعتقه. الحديث۔ [1]

---

[1] ابن ماجہ: 2741، ترمذی: 2106

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محل شاہد:

ابن عیینہ ایک اوثق راوی ہے اور وہ اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے متصل بیان کرتا ہے۔

اور مزید برانکہ اس حدیث کو ابن جریج بھی متصل بیان کرتے ہیں تو امام ابن عیینہ کو ابن جریج کی متابعت بھی حاصل ہوئی ہے۔

جب کہ حماد بن زید ابن عیینہ کی مخالفت کرتے ہیں وہ سند یوں چلاتے ہیں: عن عمرو بن دینار عن عوسجة اور اس کے آگے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام ذکر نہیں کرتے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ کا فیصلہ:

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ابن عیینہ کی حدیث محفوظ ہے''۔

کیونکہ حماد بن زید اگر چہ عادل وضابط ہیں لیکن اس کے باوجود ابو حاتم نے ان کی روایت کو ترجیح دی ہے جو ان سے تعداد میں زیادہ ہیں۔

تو اس تفصیل سے پتہ چلا کہ جب ثقہ راوی اپنے سے اوثق کی مخالفت کرے تو یہ ثقہ کی روایت کا نام شاذ اور اوثق کی روایت کا نام محفوظ ہوتا ہے۔

اور اصطلاح محدثین میں شاذ کی یہی تعریف قابل اعتماد ہے۔

معروف ومنکر:

اگر دو راویوں میں اختلاف ہو اور ان میں ایک ثقہ اور دوسرا ضعیف ہو تو ثقہ کی راجح روایت کو معروف اور ضعیف کی مرجوح روایت کا نام منکر ہوگا۔

مثال:

ما رواه ابن أبي حاتم من طريق حُبَيِّب بن حبيب وهو أخو حمزة بن حبيب الزيات المقرى عن أبي اسحاق عن العيزار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن حریث عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال: «من أقام الصلوٰة وآتی الزکاۃ وحج البیت وصام وقری الضیف دخل الجنة»[1]

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ روایت منکر ہے:

کیونکہ اس روایت میں حبیّب بن حبیب ضعیف راوی ہے اور وہ اس روایت کو متصل بیان کرتا ہے، مگر دوسرے ثقات راوی اسے ابو اسحاق پر موقوف بیان کرتے ہیں۔

شاذ اور منکر میں عموم وخصوص من وجہ:

شاذ اور منکر دونوں مخالفت میں جمع ہو جاتے ہیں، کیونکہ دونوں میں راوی مخالفت کرتے ہیں اور جدا اس طرح ہوتے ہیں کہ شاذ میں ثقہ یا صدوق راوی اوثق یا ثقات کی مخالفت کرتا ہے جب کہ منکر میں ضعیف راوی ثقہ کی مخالفت کرتا ہے۔ اور جس نے شاذ اور منکر کو ایک ہی سمجھا ہے وہ حقیقت حال سے غافل رہا ہے، واللہ اعلم۔

متابعت:

پچھلی جتنی تفصیل تھی وہ فرد نسبی کی تھی تو اگر کسی حدیث جس کے بارے فرد ہونے کا گمان پختہ ہو چکا تھا پھر کسی مزید تحقیق اور جستجو کے بعد ثابت ہو جائے کہ وہ فرد نہیں بلکہ اس کی موافقت کرنے والا کوئی ہے تو اس موافقت کا نام متابعت ہوگا اور موافقت کرنے والے کو پہلی سند کے راوی کا متابع کہا جائے گا۔

متابِع:

ب کے کسرے کے ساتھ۔ اس کی اقسام:

1۔ متابعت تامہ:

کسی راوی کی ذات کو متابعت حاصل ہو جائے۔

---

[1] علل الحدیث لابن أبی حاتم، 2043:358/5

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2۔ متابعت قاصرہ:

کسی راوی کے استاد یا استاد الاستاد کو متابعت حاصل ہو۔

متابعہ تامہ کی مثال:

ما رواه الشافعي في الأم عن مالك عن عبدالله بن دينار عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن رسول الله ﷺ قال: «الشهر تسع وعشرون فلا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروه فان غُمّ عليكم فأكملوا العدة ثلاثين».[1]

امام مالک رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے صرف امام شافعی رحمہ اللہ نے «فأكملوا» کا لفظ روایت کیا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے دوسرے شاگرد «فاقدوا» کے لفظ سے روایت کرتے ہیں۔

چنانچہ عرصہ دراز تک اس لفظ کو امام شافعی رحمہ اللہ کے غرائب میں شمار کیا جاتا رہا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ امام مالک رحمہ اللہ کے ایک شاگرد عبداللہ بن مسلمہ القعنبی بھی امام مالک رحمہ اللہ سے یہ لفظ «فأكملوا» روایت کرتے ہیں۔ تو امام شافعی رحمہ اللہ کی ذات کو متابعت تامہ حاصل ہو گئی، تو امام بخاری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن مسلمہ القعنبی سے اور انھوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

تو جس خبر کے بارے فرد نسبی ہونے کا خیال تھا وہ ختم ہو گیا کیونکہ اس کی متابعت آ گئی ہے۔

متابعت قاصرہ کی مثال:

صحیح ابن خزیمہ میں عاصم بن محمد عن أبيه محمد بن زيد عن جده عبدالله بن عمر رضی الله عنه سے روایت کرتے ہوئے «فكملوا ثلاثين»

---

[1] مسند الشافعی، کتاب الصیام، ص: 103، صحیح البخاری، کتاب الصوم: 1907

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے الفاظ بیان کرتے ہیں تو اس سند میں امام شافعی رحمہ اللہ کے استاد عبداللہ بن دینار کو ایک متابع محمد بن زید مل گیا ہے۔ جس میں «فکملوا ثلاثین» کے الفاظ ہیں اور ایک متابع ''نافع'' صحیح مسلم میں مل گیا ہے تو امام شافعی رحمہ اللہ کے لیے یہ متابعت قاصرہ ہوگی۔

اہم نکتہ:

متابعت تامہ ہو یا قاصرہ اس میں متابِع اور متابَع میں لفظی موافقت ضروری نہیں، بلکہ معنوی مطابقت بھی کفایت کر جاتی ہے، بشرطیکہ دونوں کا صحابی ایک ہو۔

شاہد:

اگر کسی غریب روایت کو کسی دوسرے صحابی کے واسطہ سے ایسا متن مل جائے جو لفظاً ومعنیً یا صرف معنیً مشابہت رکھتا ہو تو اس دوسرے صحابی کے متن کو شاہد کہا جائے گا۔

لفظی مشابہت کی مثال:

ما رواه النسائی من رواية محمد بن جبير عن ابن عباس عن النبي ﷺ فذكر مثل حديث عبدالله بن دينار عن ابن عمر سواء۔[1]

امام نسائی رحمہ اللہ نے محمد بن جبیر عن ابن عباس سے بالکل اسی طرح روایت کیا ہے۔ جس طرح کہ عبداللہ بن دینار نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما صحابی کے متن سے ابن عباس رضی اللہ عنہما صحابی کا متن لفظی مشابہت رکھتا ہے۔

معنوی مشابہت کی مثال:

امام بخاری رحمہ اللہ نے محمد بن زياد عن أبي هريرة عن النبي ﷺ سے «فاکملوا عدة شعبان» روایت کیا ہے۔[2]

---

[1] سنن نسائی، کتاب الجنائز: 2124

[2] صحیح البخاری، کتاب الصوم: 1909

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ متن امام شافعی رحمہ اللہ کی ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث سے صرف معنوی مشابہت رکھتا ہے۔

کیونکہ الفاظ میں اختلاف ہے لیکن معنیٰ مفہوم ایک ہی ہے۔

متابع اور شاہد کی دوسری تعریف:

بعض محدثین کی اصطلاح میں متابع وہ ہے جس میں موافقت لفظاً ہو خواہ صحابی ایک ہو یا مختلف۔

اور شاہد وہ ہے جس میں موافقت معنیٰ ہو قطع نظر صحابی ایک ہو یا مختلف۔

اہم نکتہ:

محدثین کبھی متابع کا اطلاق شاہد پر اور کبھی شاہد کا متابع پر کرتے ہیں۔ اس کو آسان سمجھتے ہیں ایک دوسرے پر اطلاق کرتے ہوئے۔

اعتبار کی تعریف:

جوامع، مسانید اور اجزاء وغیرہ کتب حدیث میں جستجو اور کوشش اس نیت سے کرنا تاکہ کسی غریب حدیث کے لیے کوئی متابع یا شاہد معلوم ہو جائے تو اس محنت اور کوشش کا نام ''اعتبار'' ہے۔

قول ابن الصلاح کی وضاحت:

معرفۃ الاعتبار والمتابعات والشواہد:

ابن الصلاح کے اس قول سے ایک وہم پیدا ہوتا ہے کہ شاہد متابع اور شاہد کی طرح اعتبار بھی حدیث کی کسی قسم کا نام ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اعتبار تو متابع اور شاہد کی تلاش کا نام ہے۔

تنبیہ:

مقبول احادیث کی تقسیم کا فائدہ صرف اس وقت ظاہر ہوتا ہے جس وقت ان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بظاہر تعارض نظر آ رہا ہو۔ اس وقت راجح کو قبول اور مرجوح کو چھوڑ دیا جائے گا۔

مقبول کی تقسیم معمول بہ اور غیر معمول بہ:

پھر مقبول حدیث کی دوسری تقسیم معمول بہ اور غیر معمول بہ ہے۔

کیونکہ مقبول حدیث یا تو تعارض سے محفوظ ہو گی یعنی کوئی حدیث اس کے جو ہم مثل ہے وہ اس کے خلاف نہیں ہے تو اس کا نام محکم ہو گا۔ کتب احادیث میں اس کی مثالیں بہت ساری ہیں۔

اور اگر اس حدیث کے کوئی اور حدیث معارض واقع ہو۔ معارض واقع ہونے والی مقبول ہو گی یا مردود۔ اگر تو معارض مردود ہے تو پھر اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ قوی پر ضعیف کی مخالفت کا اثر نہیں ہوتا، ہاں اگر معارض مقبول ہو تو پھر ان دونوں معارض حدیثوں میں بغیر کسی تکلف اور دقت کے تطبیق ہو گی یا نہ ہو گی۔ اگر تطبیق ممکن ہو تو ایسی صورت میں اس کا نام "مختلف الحدیث" ہو گا۔

مختلف الحدیث کی مثالیں:

حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے مختلف الحدیث کے لیے دو احادیث مثال کے طور پر بیان فرمائی ہیں:

1۔ لا عدوىٰ ولا طيرة۔ [1]

2۔ فِرّ من المجذوم فرارك من الأسد۔ [2]

یہ دونوں حدیثیں مقبول ہیں اور ان میں بظاہر تعارض اور اختلاف نظر آ رہا ہے، کیونکہ پہلی حدیث میں بیماری کے متعدی ہونے کی اور بدشگونی کی نفی کی جا رہی ہے اور دوسری میں اثبات کا پہلو نظر آ رہا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب السلام: 2220

[2] مسند احمد، مسند أبي هريرة وصحيح البخاري، کتاب الطب: 5707

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ الجمع/تطبیق:

جن امراض کو متعدی کہا گیا ہے وہ خود بخود نہیں پھیلتی، بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مریض اور صحت مند اشخاص کے خلط ملط ہونے کو بیماری کے پھیلنے کا سبب بنایا ہے اور دوسرے اسباب کی طرح بسااوقات یہ متعدی نہیں بھی ہوتا بلکہ بے اثر ہو جاتا ہے۔

اہم نکتہ:

اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ ایک کے بیمار ہونے سے گھر کے دوسرے افراد بیمار ہو گئے ہیں تو سوال ہے پہلا کیسے بیمار ہوا تھا؟ جس طرح پہلا اللہ کے حکم اور مشیت سے ہوا تھا اسی طرح دوسرے بھی ہو گئے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا تبصرہ:

حافظ صاحب فرماتے ہیں عمدہ بات یہی ہے کہ اس میں تطبیق یوں دی جائے کہ پہلی حدیث جس میں بیماری کے پھیلنے کی نفی کی گئی ہے وہ اپنے حال پر قائم ہے، کیونکہ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:

«لَا یعدی شئ شیئا»۔ [1]

''کوئی چیز کسی بیماری کو دوسری جگہ نہیں پھیلا سکتی''۔

پھر ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ایک آدمی نے ذکر کیا کہ خارش زدہ اونٹ صحت مند اونٹوں سے ملتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ بھی خارش میں مبتلا ہو جاتے ہیں، تو یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَمن أعدی الأوّل؟»۔ [2]

''پہلے کو کس نے خارش لگائی تھی''۔

---

[1] سنن ترمذی، أبواب القدر:2143

[2] صحیح مسلم، کتاب السلام:2220

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باقی رہا یہ معاملہ کہ نبی کریم ﷺ نے مجذوم سے الگ رہنے کی تاکید کیوں فرمائی تھی تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ یہ متعدی ہوتی ہے بلکہ توہم پرستی اور عقیدہ میں کمزوری کو ختم کرنا مقصود تھا اس لیے حکم دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کوئی شخص محض تقدیر الٰہی سے ابتداء بغیر چھوت کے اس گندے مرض کا شکار ہو جائے اور وہ خیال کرنے لگے کہ یہ مرض چھوت سے پھیلی ہے اور اپنا عقیدہ برباد کر بیٹھے۔ (تو مجذوم سے دور رہنے کا حکم دیا تاکہ دور رہنے کے باوجود اگر کسی کو یہ بیماری لگتی ہے تو اس کو سمجھ آ جائے گی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے لگی ہے)۔

مختلف الحدیث میں لکھی گئی کتب:

امام شافعی رحمہ اللہ نے اس قسم کی احادیث جمع کرنے کے لیے ''اختلاف الحدیث'' کتاب تصنیف کی ہے، مگر آپ نے استیعاب نہیں فرمایا، پھر اس میں امام ابن قتیبہ اور طحاوی وغیرہ نے بھی کتابیں تصنیف کی ہیں۔

ناسخ منسوخ:

اگر جمع وتوفیق ممکن نہ ہو تو پھر تاریخ وغیرہ سے ایک کا پہلے ہونا اور دوسرے کا متاخر ہونا ثابت ہو جائے تو پہلے حکم کا نام منسوخ اور دوسرے کا نام ناسخ ہوگا۔

نسخ کی تعریف:

حکم شرعی کے تعلق کو کسی بعد والی شرعی دلیل سے ختم کرنا۔

ناسخ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ ہیں کسی آیت یا حدیث کو ناسخ مجازی طور پر کہا جاتا ہے۔

نسخ کن امور سے پہچانا جاتا ہے؟

1۔ نص سے:

مثلاً اسی روایت میں ایسے الفاظ آ جاتے ہیں جو اس کے منسوخ ہونے کی صراحت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں:

«کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا»۔ [1]

2۔ صحابی کی بالیقین شہادت سے:

جس طرح کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

کان آخر الأمرین من رسول اللہ ﷺ ترك الوضوء مما مسته النار۔

اس حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ بالیقین گواہی دے رہے ہیں کہ آپ ﷺ کا آخری عمل وضو کو ترک کرنا تھا۔

3۔ تاریخ سے:

بعض دفعہ روایات کے منسوخ ہونے کا علم تاریخ سے بھی حاصل ہو جاتا ہے اور اس کی اکثر مثالیں ملتی ہیں۔

متأخر الاسلام صحابی کی روایت نسخ میں معیار نہیں ہو گی:

متأخر الاسلام صحابی کی روایت کا متأخر ہونا ضروری نہیں ہے یعنی متقدم فی الاسلام اور متأخر فی الاسلام کی روایت اگر متعارض آ جاتی ہیں تو متقدم کو منسوخ اور متأخر کو ناسخ نہیں کہیں گے سوائے اس صورت کے کہ متأخر الاسلام صحابی اس امر کی وضاحت اور صراحت کرے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے نبی کرم ﷺ کو یہ عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے تو یہ ان کی روایت کے متأخر ہونے کی دلیل ہو سکتا ہے۔

مگر اس کے ناسخ ہونے کے لیے یہ ثابت کرنا لازمی ہو گا کہ متأخر الاسلام صحابی نے یہ واقعہ حالت کفر میں نہیں بلکہ حالت اسلام میں دیکھا ہو۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنائز: 977

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجماع ناسخ ہوتا ہے؟

اجماع امت کسی شرعی حکم کی تنسیخ نہیں کرتا، البتہ شرعی حکم کی منسوخیت کے بارے میں اس سے علم ہوسکتا ہے۔

اگر تاریخ سے پتہ نہ چلے:

اگر تاریخ سے بھی پتہ نہ چلے کہ بعد والا حکم کون سا ہے تو پھر دونوں میں کسی ایک کو دوسرے پر متن یا سند کے لحاظ سے ترجیح دی جائے گی اور جب ترجیح کی کوئی صورت بن جائے تو وہی واجب العمل ہوگی۔

اگر ترجیح بھی ممکن نہ ہو؟

تو ایسی صورت میں توقف کیا جائے گا۔ الغرض تعارض کی شکل میں پہلے جمع وتوفیق پھر نسخ پھر ترجیح کا راستہ اختیار کیا جائے گا اور اگر ترجیح بھی ممکن نہ ہوتو پھر توقف ہوگا۔

اہم نکتہ:

جب دو متعارض حدیثوں میں ترجیح کی وجہ معلوم نہ ہوتو ایسی صورت میں اذا تعارضا تساقطا کی بجائے توقف سے تعبیر کرنا زیادہ اولیٰ ہے، کیونکہ اگر آج وجہ الترجیح معلوم نہیں ہوسکی تو ممکن ہے کل کسی دوسرے کے لیے ظاہر ہو جائے، واللہ اعلم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خبرِ مردود کی بحث

خبر کے مردود ہونے کی دو وجوہات ہیں:

پہلی وجہ:

جب سند میں انقطاع ہو (راوی گرا ہوا ہو)

دوسری وجہ:

جب راوی پر عدالت یا ضبط کے حوالہ سے طعن ہو۔

سقط کی اقسام:

1۔ معلق:

جس کے شروع سند سے ایک یا ایک سے زائد راوی حذف کر کے مصنف روایت کرے۔

اس معلق اور معضل (جس کا ذکر ابھی آگے آ رہا ہے) میں عموم وخصوص من وجہ ہے۔

2۔ معضل:

جس میں (یعنی سند میں) ایک ہی جگہ دو یا دو سے زیادہ راوی اکٹھے گرے ہوں۔

تو یہ معضل بعض صورتوں میں معلق کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے اور معلق بعض صورتوں میں اس سے جدا ہو جاتی ہے، کیونکہ اس میں دو شرطیں ہیں:

اول: شروع سند سے راوی گرے ہوں۔

دوم: مصنف نے گرائے ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلق کی مختلف صورتیں:

1......مصنف پوری سند کو حذف کر کے براہِ راست نبی کریم ﷺ سے روایت کرتا ہے، مثلاً
قال رسول اللہ ﷺ کذا۔

2......بعض دفعہ پوری سند حذف کرتا ہے، لیکن ساتھ صحابی کا نام ذکر کرتا ہے جیسے عن
ابن عباس قال رسول اللہ ﷺ کذا۔

3......بعض دفعہ مصنف سند میں صحابی اور تابعی دونوں کا ذکر کر کے باقی تمام راویوں کو
حذف کر دیتا ہے۔

4......بعض دفعہ مصنف اپنے استاد کو گرا کر اپنے شیخ کے شیخ سے روایت کرتا ہے۔

اہم نکتہ:

مصنف جس راوی کو گرا کر اس کے استاد سے روایت کر رہا ہے اگر وہ بھی مصنف کا استاد ہے تو اس صورت میں اس حدیث کا نام کیا ہوگا معلق یا مدلس؟

اگر کسی امام کی نص یا تحقیق سے ثابت ہو جائے کہ یہ مصنف مدلس ہے تو ایسی روایت کا نام مدلَّس ہوگا۔

اور اگر مصنف کا دامن تدلیس سے پاک ہو تو پھر اس کا نام معلق ہوگا۔

معلق کا حکم:

معلق کو مردود کی اقسام میں اس لیے ذکر کیا گیا ہے، کیونکہ محذوف راوی کی شخصیت معلوم نہیں ہے تو پھر اس کی عدالت وضبط کے بارے میں بھی علم نہیں ہوگا، کیونکہ حدیث کی مقبولیت کا انحصار راویوں کے عدل وضبط پر ہوتا ہے۔

ہاں اگر دوسری سند میں حذف شدہ راوی معروف الاسم ہو جائے تو پھر اس معلق کی صحت کا فیصلہ کیا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مبہم تعدیل:

اگر کوئی راوی یوں کہے: جميع من أحذفه ثقات تو محدثین کی اصطلاح میں اس کا نام ''تعدیل مبہم'' ہوتا ہے۔

جمہور کا موقف:

جمہور محدثین تو اس کو اس وقت تک تسلیم نہیں کرتے جب تک اس کے نام کی صراحت نہ آئے۔

ابن الصلاح کا موقف:

حافظ ابن الصلاح کے نزدیک اگر اس قسم کی روایت کسی ایسی کتاب میں ہو جس کی صحت کا التزام کیا گیا ہو (جیسے بخاری و مسلم وغیرہ) تو وہ قبول کر لی جائے گی، بشرطیکہ تعلیق کے لیے ایسے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہو جن سے ثابت ہو کہ مصنف کو اس حدیث کے اتصال کا مکمل یقین ہے اور کسی خاص مقصد کے لیے تعلیق کو اختیار کیا ہے، مثلاً قَالَ فُلَانٌ أو روى فلانٌ وغیرہ۔

اگر یقین و جزم والے الفاظ استعمال نہیں کیے تو پھر وہ مردود ہو گی تو اس کی مثالیں نکت ابن الصلاح میں، میں نے بیان کی ہیں۔

مرسل:

جس میں تابعی کے بعد راوی گرا ہو۔

اور اس کی صورت یوں ہوتی ہے کہ تابعی (خواہ بڑا ہو یا چھوٹا) قَالَ رسول اللهﷺ کذا یا فعل رسول اللهﷺ کذا أو فعل بحضرته کذا یا اس سے ملتے جلتے اور لفظ استعمال کرے۔

مرسل کو مردود کی اقسام میں کیوں شمار کیا گیا؟

مرسل روایت کو مردود کی اقسام میں اس لیے شمار کیا گیا ہے کہ ساقط شدہ راوی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخصیت نامعلوم ہے اور پھر یہ بھی احتمال ہے کہ ساقط شدہ صحابی ہے یا تابعی، اگر تابعی ہے تو یہ بھی ممکن ہے ثقہ ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ غیر ثقہ ہو۔

اگر ساقط شدہ تابعی ہے تو پھر یہ بھی احتمال ہے کہ اس نے صحابی کی بجائے تابعی سے ہی روایت لی ہو اور پھر اس تابعی نے کسی اور تابعی سے روایت لی ہو اور اس نے مزید آگے کسی اور تابعی سے تو تجویز عقلی کے اعتبار سے تو تابعی کا تابعی سے روایت کا سلسلہ طویل ہوسکتا ہے، لیکن روایات میں غور وخوض اور غور وفکر سے ثابت ہوا کہ بعض دفعہ تابعی سے تابعی کا روایت کرنے کا سلسلہ چھ چھ اور سات سات تک پہنچ جاتا ہے اور ساتواں تابعی کسی صحابی کا نام لیتا ہے۔

مرسل کی حجیت کے بارے میں علماء کے مؤقف:

اگر تابعی کی عادت سے معلوم ہو جائے کہ وہ مرسل روایت صرف ثقہ سے ہی کرتا ہے۔

جمہور کا مذہب:

جمہور محدثین محتاط تابعی کی روایت میں توقف کرتے ہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ تابعی جس کو ثقہ تصور کرتا ہے وہ حقیقت میں ثقہ نہ ہو، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی مؤقف ایک قول کے مطابق یہی ہے۔

اصحابِ مالک اور اُبی حنیفہ:

امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے اصحاب مطلق طور پر مرسل روایت کی حجیت کے قائل ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ:

امام شافعی رحمہ اللہ مرسل روایت کو تب قبول کرتے ہیں جب کوئی دوسری مرسل روایت یا مسند روایت اس کی تائید کرتی ہو، کیونکہ کثرت اسانید سے ساقط شدہ راوی کے ثقہ ہونے کا احتمال بہرحال قابل ترجیح ہو جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابوبکر الرازی احناف سے اور امام ابوالولید باجی مالکیوں سے ایسا تابعی جو ثقہ اور غیر ثقہ دونوں سے مرسل روایت کرنے کا عادی ہو اس کے مردود ہونے پر امت کا اتفاق نقل کیا ہے۔

معضل:

یہ اقسام السقط من الاسناد کی تیسری قسم ہے، اگر کسی روایت کی سند میں دو یا دو سے زائد راوی ایک ہی جگہ اکٹھے گرے ہوں تو اس کو معضل کہتے ہیں۔

منقطع:

جس روایت کی سند میں مختلف جگہوں سے دو راوی ساقط ہوں تو اس روایت کا نام منقطع ہوگا۔

سقط واضح اور خفی:

بسا اوقات کسی راوی کا سند سے سقوط بالکل واضح ہوتا ہے اور اس کی پہچان ہر ماہر اور غیر ماہر کو ہو جاتی ہے۔

سقط واضح کی پہچان:

اس کا پتہ اس طرح چلتا ہے کہ راوی جس شیخ سے روایت کر رہا ہے اس کا زمانہ ہی نہیں پایا یا زمانہ تو پایا ہے لیکن ملاقات ثابت نہیں اور راوی کو اس سے کسی قسم کی اجازت اور وجادت بھی حاصل نہیں ہے۔

اور بعض دفعہ اسناد میں سقوط انتہائی خفی ہوتا ہے۔

جس کا علم بڑے بڑے حاذق (ماہر) محدثین کو ہی ہوتا ہے جو حدیث کے طرق اور اسانید کی علل پر دسترس رکھتے ہیں۔ جب کہ پہلی قسم (سقط واضح) وہ تو راوی اور شیخ کی عدمِ ملاقاۃ سے واضح ہو جاتی ہے، کیونکہ یا تو وہ اس کا ہم عصر ہی نہیں یا پھر ہم عصر تو ہے لیکن دونوں کی ملاقات ثابت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم تاریخ:

اسانید کے نقائص معلوم کرنے کے لیے علم تاریخ کی بہت اشد ضرورت ہے، کیونکہ علم تاریخ، رواۃ کی پیدائش، وفات، زمانہ طالب علمی اور ان کے سفری حالات کو اپنے اندر سمیٹے ہوتا ہے۔

تاریخ اور اسماء الرجال کے عظیم الشان فن کی وجہ سے بے شمار جھوٹے لوگوں کو منہ کی کھانا پڑی اور سرعام رسوائی ان کا مقدر بنی، جب انھوں نے ایسے شیوخ سے روایت کرنے کا دعویٰ کیا جن سے ان کی ملاقات ہی ثابت نہ تھی۔

سقط خفی (المدلس):

دوسری قسم جس کو خفی سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ مدلس ہے، لام کے فتحہ کے ساتھ۔

مدلس کا اصل مادہ دَلَس ہے جس کا اطلاق روشنی اور تاریکی کی ملی جلی کیفیت پر ہوتا ہے اور اس روایت کو مدلَّس اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کا راوی اپنے اصلی استاد کا نام اندھیرے میں رکھتا ہے اور روایت سننے کی نسبت ایسے شخص کی طرف کرتا ہے جس سے اس کی عام معاملات میں تو ملاقات ہے لیکن سماع حدیث نہیں ہے، تو اس راوی کو مدلِّس اور روایت کو مدلَّس کہتے ہیں۔

مدلّس کی اصطلاحی تعریف:

راوی کا اپنے اصلی استاد کو حذف کر کے روایت کی نسبت اپنے استاد الاستاد کی طرف کر دینا۔

تدلیس کے الفاظ:

تدلیس کرنے والا راوی عن فلان، روی عن فلان، قال فلان جیسے ادا کے صیغے استعمال کر کے جو کہ سماع حدیث پر صراحۃً دلالت نہیں کرتے، سماع حدیث کا وہم پیدا کرتا ہے اور جب مدلّس راوی بوقت تدلیس صراحت کے صیغے استعمال کرے، مثلاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدثنی فلان یا سمعت فلانًا تو یہ جھوٹ ہوگا۔

لیکن اگر عادل راوی سمعت عن فلان یا حدثنی فلان جیسے الفاظ بولے جو سماع حدیث پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں تو یہ روایت مقبول شمار ہوگی۔

مرسل خفی:

راوی کا ایسے شخص سے روایت کرنا جو اس کا ہم عصر تو ہو لیکن اس سے ملاقات نہ ہو۔

مرسل خفی اور مدلّس میں فرق:

مرسل خفی اور مدلس میں فرق بڑا دقیق سا ہے، کیونکہ تدلیس میں راوی کی جس سے روایت کر رہا ہوتا ہے ملاقات تو ہوتی ہے لیکن سماع نہیں ہوتا، جب کہ مرسل خفی میں ہم عصر ہوتا ہے اور ملاقات نہیں ہوتی۔

اور بعض محدثین نے تدلیس میں بھی صرف معاصرت کا اعتبار کیا ہے ملاقات کا نہیں، تو ایسی صورت میں یہ مرسل خفی میں داخل ہو جائے گی، حالانکہ درست بات یہ ہے کہ ان میں فرق رکھا جائے۔

فرق کی دلیل:

مرسل خفی اور مدلس میں فرق ثابت کرنے کی یہ معتبر دلیل ہے کہ ابوعثمان نہدی اور قیس بن حازم جیسے مخضرمین جو حضور نبی کریم ﷺ کے ہم عصر تھے، لیکن ان کی نبی کریم ﷺ سے ملاقات ثابت نہیں ہوئی تو اگر یہ لوگ نبی کریم ﷺ سے روایت کریں تو ان کی روایت کو سب محدثین مرسل شمار کرتے ہیں۔

اگر راوی اور مروی عنہ کی عدم ملاقات کسی روایت کو مدلّس بنا دیتی تو ان مخضرمین کی روایات کو مرسل کے بجائے مدلّس قرار دیا جاتا۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور ابوبکر بزار رحمہ اللہ نے تو تدلیس کے لیے راوی کی ملاقات شرط قرار دی ہے، جب کہ ''کفایہ'' میں خطیب بغدادی کی کلام بھی یہی تقاضا کرتی ہے اور یہی بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مناسب معلوم ہوتی ہے۔

عدم ملاقات کا علم کیسے ہوتا ہے؟

1......عدم ملاقات کا علم بعض دفعہ راوی کے اپنے اقرار سے ہو جاتا ہے۔

2...... یا پھر اس فن کے ماہر امام کے نص قائم کرنے پر۔

لیکن یہاں ایک بات کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا کہ اگر کسی سند میں راوی اور مروی عنہ کے درمیان کوئی واسطہ واقع ہو تو یہ عدم ملاقات کی دلیل نہ ہوگا، کیونکہ اس صورت میں ''مزید فی متصل الأسانید'' کی قسم ہو سکتا ہے۔

چنانچہ خطیب بغدادی نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب ''التفصیل لمبهم المراسیل'' لکھی ہے اور دوسری کتاب ''المزید فی متصل الأسانید'' بھی لکھی ہے۔

یہاں سقط فی الأسانید کی بحث مکمل ہوتی ہے۔

اَسبابِ طعن:

وہ اسباب جن کی بنا پر راویوں پر طعن ہوتا ہے ان کی تعداد دس ہے، ان سے بعض جرح کے اعتبار سے بہ نسبت دوسروں کی زیادہ سخت ہیں، پانچ کا تعلق عدالت سے ہے (کذب، اتہام بالکذب، فسق، بدعت، جہالت) اور پانچ کا تعلق راوی کے ضبط سے ہے (کثرت اغلاط، کثرت غفلت، وہم، مخالفت ثقات، سوء حفظ)۔

اسباب طعن متعلقہ عدالت اور اسباب طعن متعلقہ ضبط کو الگ الگ دو حصوں میں ذکر کرنے کا اہتمام نہیں کیا گیا، بلکہ انہیں ایک مصلحت کی وجہ سے مخلوط ذکر کیا گیا ہے، بلکہ ترتیب میں اس کو پہلے ذکر کیا گیا ہے جس میں شدید قسم کا طعن پایا جاتا ہو اور اس کے بعد بقیہ کو بھی اسی ترتیب سے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1۔ کذب:

کیونکہ راوی میں طعن یا تو حدیث نبوی میں جھوٹ بولنے کی وجہ سے ہوگا کہ وہ آپ ﷺ سے جان بوجھ کر وہ روایات بیان کر رہا ہے جو آپ نے ارشاد نہیں فرمائیں۔

2۔ اتہام بالکذب:

یا پھر اس میں طعن اس لیے ہوگا کہ وہ متہم بالکذب ہوگا کہ وہ راوی ایسی روایات روایت کر رہا ہے کہ جو صرف اسی کی سند سے مروی ہیں اور اسلام کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہیں۔

اور ایسے ہی جو راوی اپنی نجی گفتگو میں جھوٹ بولتا ہو اگرچہ اس سے حدیث نبوی میں جھوٹ واقع نہ ہوا ہو یہ (تہمت بالکذب) جرح میں پہلے سبب (کذب) سے کم ہے۔

3۔ کثرت اغلاط:

وہ راوی جو حدیث بیان کرنے میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہو۔

4۔ کثرت غفلت:

وہ راوی جو روایت کرنے میں شدید غفلت کا شکار ہو۔

5۔ فسق:

وہ راوی جس کے کردار اور گفتار میں کفر کی حد تک نہ پہنچنے والا فسق پایا جاتا ہو۔

اہم نکتہ:

فسق بالفعل اور فسق بالقول میں عموم پایا جا رہا ہے اس لیے فسق بالفعل کو الگ ذکر کیا ہے، کیونکہ اس فن میں وہ جرح کا باعث زیادہ بنتا ہے اور فسق بالاعتقاد کی بحث آگے آئے گی۔

6۔ وہم:

جو راوی روایات وہم کی بنیاد پر روایت کرتا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

7۔ مخالفت:

جو راوی اپنے سے اعلیٰ واوثق رواۃ کی مخالفت کرتا ہو۔

8۔ جہالت:

وہ راوی جس میں جرح وتعدیل کا کوئی واضح ثبوت نہ ہو۔

9۔ بدعت:

وہ راوی جو بدعتی عقائد کا حامل ہو، یعنی جو نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ان کو دین سمجھتا ہو عقیدت کی بنا پر نہ کہ مخالفت کی بنا پر۔

10۔ سوءِ حفظ:

وہ راوی جو بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہو اور اس کا حافظہ کمزور ہو۔

پہلی قسم:

اسباب طعن میں سب سے پہلا سبب راوی کا حدیث نبوی میں جھوٹ بولنا ہے۔ تو کذاب راوی کی روایت کا نام موضوع ہے، اس روایت پر موضوع کا حکم غالب گمان کے ساتھ لگایا جاتا ہے قطعی طور پر نہیں، کیونکہ بسا اوقات جھوٹا شخص بھی سچ بول دیتا ہے، لیکن حدیث کا علم رکھنے والوں کو تمیز کرنے کی انتہائی اور زبردست مہارت ہوتی ہے اور یقیناً اس کی ذمہ داری وہی اہل علم اٹھاتے ہیں جن کی معلومات مکمل، ذہن روشن اور فہم قوی ہونے کے ساتھ ساتھ قرائن وضع کو پہچاننے میں زبردست ملکہ رکھتے ہیں۔

موضوع روایت کی پہچان:

1...... کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جھوٹ بولنے والا اپنے جھوٹ کا اعتراف کرے۔[1]

امام ابن دقیق العید کا قول:

امام ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ راوی کا خود اقرار کرنا یہ کوئی قابل یقین اور قطعی

---

[1] جھوٹا راوی توبہ کرنے کے بعد خود بخود اپنی غلطی کا اعتراف کر کے مسلمانوں کی خیر خواہی کر دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طریقہ نہیں ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے وہ اپنے اس اقرار میں بھی جھوٹ بول رہا ہو۔

بعض اہل علم نے امام ابن دقیق العید کے قول سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ وضاع راوی کے اقرار کا بالکل اعتبار ہی نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ تو پہلے ہی جھوٹا ہے، تو یہ نتیجہ درست نہیں، کیونکہ امام ابن دقیق العید نے قطعیت کی نفی کی ہے تو قطعیت کی نفی سے حکم کی نفی نہیں ہوتی، بلکہ اس کے جھوٹے ہونے کا گمان غالب ہو جائے گا۔

کیونکہ اگر یہ مراد لیا جائے کہ اس کے اقرار کی کوئی حیثیت ہی نہیں تو پھر قتل کا اعتراف جرم کرنے پر قتل اور زنا کا اعتراف کرنے پر رجم نہ کیا جاتا اس احتمال پر کہ ہوسکتا ہے کہ یہ دونوں اپنا اعتراف کرنے میں جھوٹ بول رہے ہوں۔

دیگر قرائن جن سے جھوٹ پہچانا جاتا ہے:

2......راوی کی حالت سے:

جیسا کہ مأمون بن احمد کا واقعہ ہے۔

ایک مرتبہ مأمون بن احمد کسی مجلس میں تھا جس میں حسن بصری رحمہ اللہ کا سماع حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نہیں؟ اس میں اختلاف ہو رہا تھا تو اس مأمون بن احمد نے اسی وقت ایک خود ساختہ روایت پیش کی کہ ''سمع الحسن من أبی ھریرۃ'' اور اس کی پوری سند بھی بیان کی۔

اور اسی طرح غیاث بن ابراہیم کا واقعہ ہے جب وہ خلیفہ مہدی کے دربار میں حاضر ہوا تو اس وقت خلیفہ کبوتر بازی میں مشغول تھا تو غیاث بن ابراہیم نے خلیفہ کی خوشنودی کے لیے ایک حدیث سنا دی اور اس کی پوری سند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان الفاظ سے منسوب کی:

«لا سبق إلا فی نصل أو خف أو حافر أو جناح»۔

''مسابقت (مقابلہ بازی) صرف ہتھیاروں، گھوڑوں اونٹوں اور پرندوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہوسکتی ہے‘‘۔

تو اس نے حدیث میں «أو جناح» کے الفاظ زائد بیان کیے، تو خلیفہ مہدی نے جان لیا کہ یہ صرف میری تفریح اور میری خوشامد کے لیے جھوٹ بولا گیا ہے تو اس نے تمام کبوتروں کو ذبح کرنے کا حکم دے دیا۔

3...... مروی کی حالت سے:

یعنی مروی شدی چیز قرآنِ مجید کی صریح نصوص یا سنت متواترہ یا اجماع قطعی یا عقل صریح کے خلاف ہے اور قابل تاویل بھی نہیں ہے۔

من گھڑت کلام کا ماخذ:

وضاع راوی بسا اوقات اپنی طرف سے کلام گھڑتا ہے اور بسا اوقات سلف صالحین سے کبھی قدیم حکماء سے اور کبھی اسرائیلی روایات سے اقتباسات لیتا ہے۔

اور کبھی کسی ضعیف حدیث کے ساتھ صحیح سند لگا کر موضوعات کی ترویج کرتا ہے۔

حدیث کو وضع کرنے کے اسباب:

وضاع کو وضع حدیث پر اکسانے والے اسباب میں:

1۔ زندقہ اور بے دینی ہے:

(بے دین لوگ دین کی اصلی صورت بگاڑنے کے لیے خودساختہ باتوں کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کرتے ہیں تاکہ سادہ لوح مسلمان ان کا شکار ہو جائیں)۔

2۔ غلبہ جہالت:

(زہد وتقویٰ کے بعض دعویداروں نے بھی خودساختہ احادیث کو عوام میں رائج کیا ہے تاکہ عوام میں شوقِ عبادت پیدا ہو۔

ہمارے ساتھ نکلیں دین کے کاموں کے لیے تو ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ نمازوں کا ہوگا، بیت اللہ میں ایک لاکھ کا ہوتا ہے اور ان کے ساتھ انچاس کروڑ کا؟)۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

3۔ فرطِ تعصب:

(بعض مقلدین اپنے مسلک کی حمایت میں اس قدر تعصب اور تنگ نظری کا شکار ہوئے کہ وہ ''وضع حدیث'' جیسے ناپاک حربے استعمال کرنے سے بھی باز نہ رہے)۔

4۔ امراء ورؤساء کے قرب کے لیے خوشامد:

(بعض خوشامد پیشہ لوگ امراء ورؤساء کا قرب حاصل کرنے کے لیے ان کے مزاج کے مطابق احادیث وضع کر کے ان سے آشیر آباد حاصل کرتے)۔

5۔ شہرت:

(بعض شہرت کے بھوکے لوگوں نے اپنی جھوٹی شہرت اور ندرت پسندی کے لیے یہ گھناؤنا راستہ اختیار کیا)۔

موضوع روایات کا حکم:

تمام محدثین اسلام کا جھوٹی روایات کے بیان کرنے پر حرام کا فتویٰ ہی نہیں بلکہ اجماع ہے، ماسوا بعض کرامیوں اور صوفیاء کے وہ ترغیب وترھیب میں احادیث کے وضع کرنے کی اجازت دیتے ہیں، حالانکہ یہ سراسر جہالت اور نادانی ہے کیونکہ ترغیب وترھیب کا تعلق شرعی احکام سے ہے۔

جب کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر جھوٹ باندھنا کبائر سے ہے۔

امام ابو محمد جوینی رحمہ اللہ کا موقف:

امام ابو محمد جوینی رحمہ اللہ نے اس معاملہ میں اس قدر مبالغہ اور شدت سے کام لیا ہے کہ جو شخص موضوع حدیث پیش کرے گا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اور پھر علمائے امت کا بھی اجماع ہے کہ جب تک موضوع حدیث کے موضوع ہونے کی صراحت نہ کی جائے تو اس کو بیان کرنا حرام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری قسم، اتہام بالکذب:

اقسام مردود میں سے دوسری قسم متہم بالکذب ہے، راوی پر کلام نبوی میں جھوٹ بولنے کی تہمت لگی ہو، تو اس کی روایت کا نام ''متروک'' ہوگا۔

تیسری، چوتھی اور پانچویں قسم:

کثرت اغلاط، کثرت غفلت اور فسق کی روایت کا نام منکر ان محدثین کی اصطلاح میں ہے جو منکر کی تعریف میں مخالفت کی قید نہیں لگاتے۔

چھٹی قسم، وہم:

اس قسم کو الگ سے ذکر کیا ہے کیونکہ اس میں کافی تفصیل ہے۔

اگر مصدقہ قرائن مل جائیں جو اس بات پر دلالت کریں کہ راوی کو روایت کرنے میں وہم ہو گیا ہے کہ وہ کسی مرسل یا منقطع حدیث کو متصل بنا دیتا ہے۔

یا ایک حدیث کو دوسری حدیث میں داخل کر دیتا ہے یا اس جیسے دیگر امور کا ارتکاب کرتا ہے جو جرح کا باعث بنتے ہیں تو ایسی روایت کا نام معلّل ہوگا، تو اس کی پہچان تلاش بسیار اور بڑی چھان بین کے بعد ہوتی ہے، معلل یا عِلَل کا مسئلہ علوم حدیث کی انواع میں بڑا مشکل اور پیچیدہ ہے اس کے متعلق وہی شخص گفتگو کر سکتا ہے جس کو اللہ نے مضبوط ذہن اور وسیع حافظہ کے ساتھ ساتھ راویوں کے مرتبوں کی کامل پہچان اور اسانید و متون کے متعلق جانچ پڑتال کے حوالہ سے مکمل دسترس عطا کی ہو۔

اسی لیے اس فن میں گفتگو کرنے والے چند ایک ائمہ ہیں جیسے علی بن مدینی، احمد بن حنبل، امام بخاری، یعقوب بن أبی شیبہ، أبو حاتم، أبو زرعہ، امام الدارقطنی (رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ)

اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ حدیث پر علت کا حکم لگانے والا محدث اپنے دعویٰ پر دلائل پیش کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے جیسا کہ صراف (جیولری والا) درہم و دینار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر تنقید تو کر دیتا ہے لیکن دلائل پیش کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔

ساتویں قسم، مخالفت ثقات:

اگر مخالفت سند کے سیاق میں تبدیلی کی وجہ سے ہو تو اس کو مدرج الاسناد کہتے ہیں۔

مدرج الاسناد کی صورتیں:

1...... محدثین کی ایک جماعت کسی روایت کو مختلف اسانید سے روایت کرے اور ان کا شاگرد تمام اسانید کو ملا کر ان کا اختلاف ذکر کیے بغیر ایک سند سے روایت کر دے۔

2...... استاد کسی حدیث کو ایک خاص حد تک تو ایک سند سے بیان کرے ...... اور اس کا آخری جملہ کسی دوسری سند سے بیان کرے۔

تو ایسی صورت میں اس کا شاگرد وہم کی وجہ سے پوری حدیث اضافہ سمیت پہلی ہی سند سے بیان کر دے یا پھر شاگرد نے ایک حدیث اپنے استاد صاحب سے براہِ راست سنی، لیکن اس کا کچھ حصہ اپنے کسی ساتھی کے توسط سے سنا تو اب اس شاگرد سے روایت کرنے والے کو وہم ہو گیا تو یہ پوری روایت براہِ راست اپنے استاد سے روایت کرتا ہے اور اس واسطے کو حذف کر دیتا ہے جو اس کے استاد صاحب کے درمیان پایا جا رہا ہے۔

3...... راوی کے پاس دو متن دو مختلف سندوں کے ساتھ ہیں تو اس راوی کا شاگرد وہم کی وجہ سے دونوں متنوں کو کسی ایک کی سند کے ساتھ روایت کر دیتا ہے۔

یا پھر کسی ایک متن کو اس کی خاص سند سے روایت کرتا ہے لیکن ساتھ کچھ دوسرے متن سے بھی اضافہ کر دیتا ہے جو کہ پہلے متن کا حصہ نہیں ہوتا۔

4...... راوی حدیث کی سند پیش کرتا ہے اور اسی اثناء میں اسے کوئی عارضہ پیش آ جاتا ہے تو وہ اپنی جانب سے کچھ الفاظ اور کلام بولتا ہے تو سننے والے کو وہم ہو جاتا ہے کہ شاید یہ حدیث بیان کر رہا ہے، تو سننے والا ان سب الفاظ کو روایت کا حصہ سمجھ کر سب کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان کر دیتا ہے۔

مدرج المتن، اس کی دو صورتیں ہیں:

1......متن میں ایسی کلام کو ملا دیا جائے جو اس کا درحقیقت حصہ نہیں ہے۔

تو یہ غلطی کبھی شروع میں ہوتی ہے اور کبھی درمیان میں اور کبھی آخر میں اور اکثر طور پر آخر میں ایک جملہ کو دوسرے جملہ پر معطوف کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔

2......کسی صحابی یا تابعی یا کسی دوسرے بزرگ امام کی کلام کو حدیث نبوی ﷺ کے ساتھ اس طرح ملا دیا جائے کہ ان میں فاصلہ ختم ہو جائے اور ساری کلام ایک ہی محسوس ہو۔

مدرج کو پہچاننے کے طریقے:

1۔ ادراج کی پہچان بعض دفعہ کسی دوسری مفصل روایت سے ہو جاتی ہے جس میں اضافہ شدہ الفاظ کی صراحت ہوتی ہے۔

2۔ بسا اوقات مدرج کا علم راوی کی اپنی صراحت سے ہو جاتا ہے۔

3۔ بعض دفعہ ائمہ محدثین جو اس فن کے ماہر ہوتے ہیں ان کی تصریح سے علم ہو جاتا ہے۔

4۔ بعض دفعہ روایت کے الفاظ ہی اس طرح کے ہوتے ہیں کہ ان کو حدیث نبوی تصور کرنا ہی ناممکن ہوتا ہے۔

مدرج کے متعلق خطیب بغدادی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اور میں (حافظ ابن حجر) نے اس میں مناسب اور مفید اضافہ کیا ہے۔

مقلوب:

اگر مخالفت اسماء میں تقدیم و تاخیر کی وجہ سے ہے جیسے مرۃ بن کعب اور کعب بن مرۃ ہر ایک کا نام دوسرے راوی کے باپ کا نام ہے تو اس کو مقلوب کہتے ہیں۔

اور خطیب بغدادی نے اسمیں "رافع الارتیاب" کتاب تصنیف کی ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض دفعہ حدیث کے متن میں بھی قلب واقع ہوتا ہے جیسا کہ مسلم شریف کی روایت میں الفاظ ہیں:

«حتی لا تعلم یمینہ ما تنفق شمالہ»۔ ①

یہ قلب متن ہے۔

کیونکہ حقیقتاً حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

«حتی لا تعلم شمالہ ما تنفق یمینہ»۔ ②

چنانچہ صحیحین میں یہی الفاظ ذکر ہوئے ہیں۔

مزید فی متصل الأسانید:

اگر اثنائے سند میں راوی کے اضافہ کی وجہ سے مخالفت ہو اور جس راوی نے اضافہ نہیں کیا وہ زیادہ اوثق ہے اس سے جس نے اضافہ کیا ہے تو اس کو ''مزید فی متصل الأسانید'' کہتے ہیں۔

شرط:

ثقہ کی زیادتی کو وہم اس صورت میں قرار دیا جائے گا جب اوثق نے جہاں زائد راوی حذف کیا ہے وہاں اپنے سماع کی تصریح کرے۔

اگر صراحت نہ کرے بلکہ عنعنہ سے روایت کرے تو ایسی صورت میں ثقہ کی زیادتی کو راجح قرار دیا جائے گا۔

مضطرب:

اگر راوی کی تبدیلی کی وجہ سے مخالفت ہو اور دونوں روایات میں سے کوئی قابل ترجیح بھی نہ ہو تو ایسی روایت کا نام مضطرب ہو گا۔

---

① صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ: 1031

② صحیح البخاری، کتاب الاذان: 660

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اضطراب اکثر طور پر اسناد میں واقع ہوتا ہے اور کبھی کبھی متن میں بھی واقع ہو جاتا ہے۔

لیکن محدثین کسی حدیث کو مضطرب صرف متن کی وجہ سے بہت کم قرار دیتے ہیں، بلکہ عام طور پر اسنادی اضطراب کی وجہ سے ہی حکم لگاتے ہیں۔

بطورِ امتحان آزمائش:

اور کبھی کبھی عمداً (جان بوجھ کر) کسی راوی کے حافظہ کے امتحان کے لیے تبدیلی کی جاتی ہے جس طرح کہ امام بخاری اور عقیلی وغیرہ کے لیے ہوا۔

شرط:

لیکن اس کے لیے شرط ہے کہ مجلس کے برخاست ہونے پر تبدیل کردہ عبارت کی درستگی کر دی جائے اور لوگوں کو بتلا دیا جائے کہ محض امتحان مقصود تھا۔

اگر تبدیلی مصلحت کے لیے نہ ہو، بلکہ شہرت مقصود ہو اور عملاً ہو تو یہ از قبیل موضوع ہو گی۔

اور اگر تبدیلی غلطی سے ہو تو اس کو مقلوب یا معلّل کہیں گے۔

مصحّف:

اگر مخالفت حروف کی تبدیلی کی وجہ سے ہو اور تبدیلی صرف نقطوں کی وجہ سے ہو لیکن لفظ کی شکل جیسے شریح اور سریج برقرار رہے تو اس کا نام مصحّف ہو گا۔

محرّف:

اگر حروف کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ لفظ کی شکل بھی تبدیل ہو جائے تو اس کا نام محرّف ہو گا، جیسے جص اور جعفر۔

اس فن کی پہچان بڑی اہمیت کی حامل ہے تو اس فن میں امام عسکری، الدارقطنی وغیرہ نے کتب تصنیف کی ہیں اور یہی تغیر اکثر طور پر متون میں واقع ہوتا ہے اور کبھی کبھی اسانید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اسماء میں بھی ہوتا ہے۔

کیا تغیر کرنا جائز ہے؟

جان بوجھ کر متن میں تبدیلی کرنا اور کسی حدیث کے طویل جملہ کو مختصر کرنا اور کسی حدیث کے اصل الفاظ کو حذف کر کے اس کی جگہ دوسرا ہم معنی لفظ استعمال کرنا یہ ہر ایک کے لیے جائز نہیں ہے سوائے ایسے عالم کے جو مدلولات سے پوری طرح باخبر ہو اور معانی پر بھی پوری دسترس رکھتا ہو۔

اختصار الحدیث:

اکثر محدثین اختصار حدیث کو جائز سمجھتے ہیں بشرطیکہ اختصار کرنے والا عالم ہو، کیونکہ عالم شخص صرف اسی حصہ کو حذف کرے گا جس کا بقیہ کلام سے تعلق نہ ہوگا اور جس کے حذف کرنے سے کلام کے اصل مقصود میں کچھ فرق نہ پڑے گا اور نہ ہی اس کے بیان میں خلل واقع ہوگا۔

بلکہ وہ حذف وہاں کرے گا جہاں مذکورہ محذوف دونوں حصوں کی حیثیت دو مستقل حدیثوں کی ہوگی۔

لیکن لاعلم لوگوں کے لیے ایسا کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس کو الفاظ اور معانی پر صحیح طرح دسترس حاصل نہیں ہے اور ہوسکتا ہے وہ ایسے الفاظ کو حذف کر دے جو کلام میں اصل مدعا تھے تو ایسا کرنے سے بگاڑ پیدا ہوگا۔

روایت بالمعنی:

روایت بالمعنی میں اختلاف بہت مشہور ہے تو اکثر اہل علم روایت بالمعنی کو جائز سمجھتے ہیں اور وہ اپنے موقف میں جو سب سے قوی دلیل پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ شریعت کی شرح عجمی زبان میں پیش کرنا اس شخص کے لیے درست ہے جو اس کو اچھی طرح سے جانتا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو جب دوسری لغت میں اس کی شرح درست ہے تو پھر عربی کی عربی میں تشریح کیونکر درست نہ ہوگی۔

بعض کے نزدیک مفرد الفاظ میں جائز ہے اور مرکبات میں درست نہیں۔

اور بعض نے کہا جس کے پاس الفاظ کا استحضار ہے تو اس کے لیے اس میں تصرف کرنا درست ہے۔

اور بعض نے کہا جس کو احادیث حفظ ہیں لیکن وہ لفظ بھول گیا ہے، لیکن اس کا معنی اس کے ذہن میں نقش ہے تو وہ استنباط مسائل کے لیے روایت بالمعنی کر سکتا ہے، برخلاف اس شخص کے جس کے پاس صرف الفاظ کا تو ذخیرہ ہے، لیکن معانی پر قادر نہیں ہے۔

لیکن یہ ساری بحث جواز اور عدم جواز سے تعلق رکھتی ہے ورنہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ افضل یہی ہے کہ حدیث شریف کو انہی الفاظ سے بیان کیا جائے جو زبانِ نبوت سے صادر ہوئے ہیں۔

قاضی عیاض کا قول:

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ روایت بالمعنی کا دروازہ بند رکھنا زیادہ موزوں اور مناسب ہے تاکہ اناڑی راوی جو کہ ماہر نہیں ہے وہ بھی اس میں واقع ہونے کی جسارت کرے گا، جیسا کہ ہر دور میں راوی ایسا کرتے رہے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اگر قلت استعمال کی وجہ سے کسی لفظ کا معنی مشکل ہو تو اس کے لیے ایسی کتب کی طرف رجوع کیا جائے گا جو مشکل الفاظ کی شرح کے لیے لکھی گئی ہیں، جیسا کہ ابو عبید قاسم بن سلام کی کتاب ہے، لیکن وہ غیر مرتب ہے، پھر اسے شیخ موفق الدین ابن قدامہ نے حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا ہے اور اس سے بھی جامع کتاب ابو عبید ہروی کی ہے حافظ ابو موسیٰ نے اس پر مزید اضافہ کر کے اس کی خوبیوں کو نمایاں کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور امام زمخشری کی اس فن میں ''فائق'' بلحاظ ترتیب بڑی عمدہ کتاب ہے۔
پھر حافظ ابن اثیر نے ان تمام کتابوں کو اپنی کتاب ''نہایہ'' میں جمع کر دیا ہے۔
اگرچہ اس میں بھی کچھ کمزوریاں ہیں لیکن اس کے باوجود بھی بڑی آسان اور مفید ہے۔

مشکل احادیث کی تشریح:

اگر لفظ کثیر الاستعمال ہونے کے باوجود اپنے معنی میں خفا اور اشکال رکھتا ہو تو اس کے لیے ایسی کتب کی طرف رجوع کیا جائے گا جو اخبار کے معانی کی شرح میں تصنیف کی گئی ہیں۔

اور ائمہ نے اس فن میں بہت سی کتب تصنیف کی ہیں جس طرح کہ امام طحاوی، خطابی اور ابن عبداللہ وغیرہ ہیں۔

جہالت راوی:

جہالت بالراوی آٹھواں سبب ہے اسباب الطعن فی الراوی میں سے۔

جہالت کے اسباب:

اس کے دو سبب ہیں:

پہلا سبب:

راوی کا کثیر الاَوصاف ہونا:

جب راوی اسم، کنیت، لقب، حرفت اور نسب کے لحاظ سے کثیر الاَوصاف ہو اور وہ کسی وصف میں زیادہ مشہور ہو جاتا ہے اور پھر اس کا شاگرد کسی وجہ سے اس کا ایسا نام ذکر کرتا ہے جس سے وہ معروف نہیں ہے جس سے اس کی شخصیت مجہول ہو جاتی ہے۔
جہالت کی اس نوع میں ائمہ نے ''الموضح لأوهام الجمع والتفریق'' کے نام سے کتب تصنیف کی ہیں۔
خطیب بغدادی نے اس میں سب سے عمدہ کام کیا ہے، جب کہ ان سے قبل عبدالغنی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور صوری نے بھی کام کیا ہے۔

مثال:

راوی کا نام: محمد بن سائب بن بشر الکلبی ہے، بعض نے اس کی نسبت دادا کی طرف کرتے ہوئے محمد بن بشر کہا ہے اور بعض نے اسے حماد بن سائب کہا ہے۔

اور بعض نے اس کی کنیت أبو النضر رکھی ہے۔

اور بعض نے ابو سعید کی کنیت سے۔

اور بعض نے ابو ہشام کی کنیت سے۔

تو ان متعدد اسماء سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے شاید یہ راویوں کی ایک جماعت ہے، حالانکہ یہ سارے نام ایک ہی راوی کے ہیں۔

اور جس شخص کو حقیقت حال کا علم نہ ہو تو اس کو اس کی کچھ بھی معرفت نہ ہوگی۔

دوسرا سبب:

راوی حدیث کو بہت کم روایت کرنے والا ہے اور پھر اس سے روایت کرنے والے بھی کوئی زیادہ نہیں ہیں۔

تو اس طرح کے راویوں کی نشان دہی کے لیے محدثین نے ''وحدان'' نام کی کتب تصنیف کی ہیں۔

تو اس قسم کے راویوں کو مسلم اور حسن بن سفیان وغیرہ نے جمع کیا ہے۔

مبہم:

اگر کوئی شاگرد اختصار کی غرض سے اپنے استاد کا نام ذکر نہ کرے مثلاً یوں کہے: أخبرنی فلان، یا أخبرنی شیخ یا أخبرنی رجل تو ایسی صورت میں اس کے شیخ کو مبہم قرار دیا جائے گا۔

تو اس مبہم راوی کے نام پر اطلاع کتب حدیث کی دوسری اسناد میں صراحۃ آنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے معلوم ہوگا۔

اس قسم کے راویوں کی نشان دہی کے لیے جو کتب محدثین نے لکھی ہیں ان کا نام "مبہمات" ہے۔

مبہم کا حکم:

مبہم راوی کے نام کی جب تک صراحت نہ ہو تب تک اس کی روایت مقبول نہ ہوگی، کیونکہ مقبولیت کا انحصار راوی کی عدالت پر ہوتا ہے اور جس کا نام ہی مبہم ہے تو اس کی ذات تک رسائی کیسے ہوگی اور پھر اس کی عدالت کا پتہ کیسے چلے گا؟

اگر ایسے ہی راوی لفظ تعدیل سے ابہام کرے مثلاً راوی یوں کہے کہ "أخبرني ثقة" تو ایسا کرنے سے اس کی تعدیل ثابت نہ ہوگی، ہوسکتا ہے اس کے نزدیک ثقہ ہو اور عام محدثین کے نزدیک ضعیف ہو اور اسی نکتہ اور علت کی بنا پر مرسل کی روایت کو قبول نہیں کیا گیا اگرچہ ارسال کرنے والا عادل ہو اور پورے یقین سے کہتا ہو کہ "أخبرني ثقة عادلٌ"۔

اور بعض حضرات ظاہر کا اعتبار کرتے ہوئے توثیق شدہ مبہم کی روایت کو قبول کرتے ہیں اور ان کی دلیل کہ جرح خلاف اصل ہے اور اصل میں ہر شخص عادل ہے، لہٰذا روایت قبول کی جائے گی۔

اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ اگر مبہم کی توثیق کرنے والا عالم اور امام ہو تو جو شخص اس کی پیروی کرتا ہے تو وہ اس کو قبول کرسکتا ہے، مگر یہ قول علوم حدیث کے اصولوں سے نہیں ہیں۔

مجہول العین:

اگر کسی راوی (جس کا نام معلوم شدہ ہے) سے روایت کرنے والا صرف ایک ہی راوی ہو تو وہ مجہول العین ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکم:

اس کی بھی روایت مبہم کی طرح غیر مقبول ہوگی۔

ہاں اگر اس سے روایت کرنے یا دوسرا کوئی محدث اس کی توثیق کر دے تو اس کی روایت مقبول ہوگی بشرطیکہ توثیق کرنے والا توثیق کی اہلیت رکھتا ہو۔

مجہول الحال:

اگر راوی سے روایت کرنے والے دو یا دو سے زائد ہوں لیکن اس کی توثیق کرنے والا کوئی نہ ہو تو اس کو مجہول الحال کہتے ہیں اور اس کو مستور بھی کہتے ہیں۔

ایک جماعت نے مستور کی روایت کو مطلق طور پر قبول کیا ہے، جب کہ جمہور مطلق طور پر رد کرتے ہیں۔

درست بات یہ ہے کہ مطلق طور پر رد کیا جائے گا اور نہ مطلق طور پر قبول کیا جائے گا، بلکہ حالت واضح ہونے تک توقف کیا جائے گا، جیسا کہ امام الحرمین نے فرمایا ہے اور اسی طرح امام ابن الصلاح کے نزدیک جس راوی پر جرح غیر مفسر ہوگی اس کا معاملہ بھی یہی ہوگا۔

بدعت:

اسباب الطعن فی الراوی میں نواں سبب بدعت ہے۔

اس کی دو صورتیں ہیں:

1۔ بدعت مکفرہ:

جس کا ارتکاب موجب کفر ہو۔

یعنی بدعتی شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہے جس سے کفر لازم آتا ہے۔

روایت کا حکم:

1۔ مطلق طور پر اس کی روایت قبول نہ ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2۔ مطلق طور پر اس کی روایت قبول ہوگی۔

3۔ اگر مبتدع اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لیے جھوٹ کو حلال سمجھتا ہو تو اس کی روایت مردود ہوگی ورنہ قبول ہوگی۔

درست مؤقف:

درست بات یہ ہے کہ جس شخص پر بدعت مکفرہ کا فتویٰ لگایا گیا ہو اس کی روایت کو مطلق طور پر رد کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ ہر طائفہ اپنے مخالف کو بدعتی خیال کرتا ہے اور بسا اوقات مبالغہ آمیزی کا شکار ہوتے ہوئے اس کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

اگر اس طرح ہر گروہ کے فتویٰ کے مطابق مطلق طور پر رَدّ کرنا شروع کر دیں تمام گروہوں کا کفر لازم آئے گا اور کسی کی روایت قبول نہ ہوگی، پس درست اور مناسب رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شریعت کے کسی قطعی حکم کا منکر ہو یا اس کے برعکس (یعنی دین میں اپنی طرف سے کوئی چیز داخل کرتا ہے) تو اس کی روایت مردود ہوگی۔

اور جس راوی کے اندر ایسے اوصاف رزیلہ نہیں ہیں بلکہ متقی، دیانت دار اور حافظ وضابط مبتدع ہے تو اس کی روایت کو قبول کر لیا جائے گا۔

بدعت مفسقہ:

جس کی بدعت کفر کا تقاضا تو نہیں کرتی لیکن اس بدعت کے ارتکاب کرنے سے فسق ضرور لازم آتا ہے۔

روایت کا حکم:

قبول اور رد کرنے میں اختلاف ہے۔

1۔ مطلق طور پر رد ہوگی۔

لیکن یہ مؤقف حقیقت اور انصاف سے بعید ہے، کیونکہ انھوں نے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے جو سب سے مضبوط دلیل پیش کی ہے کہ اس کی روایت قبول کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے اس کے مسلک کو فروغ اور شہرت ملے گی، لیکن یہ کوئی قوی دلیل نہیں ہے، کیونکہ اس کا مطلب ہے پھر تو بدعتی کے ساتھ جب بھی غیر بدعتی روایت کرنے میں شریک ہو جائے تو اس کی کوئی روایت قبول نہ کی جائے۔

2۔ مطلق طور پر قبول ہوگی، بشرطیکہ اپنی بات کو منوانے کے لیے جھوٹ کو حلال نہ سمجھتا ہو۔

3۔ اگر بدعتی اپنی بدعت کی تبلیغ نہیں کرتا تو اس کی روایت قبول ہوگی، کیونکہ بدعت کی تزیین اور خوش نما بنانے کا خیال اس کو روایات کی تحریف اور مسلک کے مطابق بنانے کی تحریک پیدا کر سکتا ہے اور یہ مسلک حقیقت اور درستگی کے زیادہ قریب ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ کا دعویٰ:

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے بڑا انوکھا دعویٰ کیا ہے کہ غیر داعی کی روایت کی قبولیت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

حالانکہ ایسا نہیں ہے، اکثر محدثین کا یہی خیال ہے لیکن بالاتفاق تمام محدثین نے اس کی تائید نہیں فرمائی۔

ہاں جس مبتدع راوی کی روایت اس کے مسلک کی تائید وتقویت کرتی ہو تو اسے ہر صورت مردود ہونا چاہیے، یہی پسندیدہ موقف ہے۔

اسی بات کی تائید کرتے ہوئے امام ابوداود رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ کے استاد حافظ ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''معرفۃ الرجال'' میں فرماتے ہیں کہ بعض راوی سنت سے بھٹک جاتے ہیں، لیکن اپنی گفتگو میں صادق ہوتے ہیں تو ان کی روایت قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہوتا، بشرطیکہ ان کی روایت منکر نہ ہو اور ان کے مسلک کی تائید نہ کرنے والی ہو۔

حافظ ابو اسحاق رحمہ اللہ کے فیصلہ پر ابن حجر رحمہ اللہ کا تبصرہ:

حافظ ابو اسحاق رحمہ اللہ کا فیصلہ بہت ہی معقول ہے، کیونکہ داعی کی روایت اسی صورت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں مردود ہوگی جب مبتدع کی روایت ظاہری طور پر اس کے مسلک کی تائید کرتی ہوگی اگرچہ وہ داعی نہ بھی ہو۔

سوء الحفظ :

اسباب الطعن فی الراوی میں یہ دسواں سبب ہے۔

اس سے مراد وہ راوی ہے جو کثرت سے غلطیاں کرتا ہو اور اس کی درستگیوں کو غلطیوں پر ترجیح نہ دی جا سکے۔

اقسام:

اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

بد حافظہ کی بیماری ہر حال میں اس کے ساتھ لازم رہی ہو یعنی شروع سے لے کر آخر تک۔ تو بعض اہل حدیث کے نزدیک اس کی روایت کا نام شاذ ہوگا۔

دوسری قسم:

پہلے تو راوی درست حافظے والا تھا، لیکن بعد میں بڑھاپے یا بینائی کے چلے جانے یا کتب کے جل جانے کی وجہ سے حافظہ خراب ہوگیا، کیونکہ اس کا اعتماد کتب پر تھا جو ضائع ہوگئیں یا جل گئیں تو اب اس نے حافظہ پر اعتماد کرنا چاہا، لیکن ہو نہ سکا، لہٰذا ایسی صورت میں اس کی روایات مقبول نہ ہوں گی اور محدثین نے ایسے راوی کو ''مختلط'' کے لقب سے موسوم کیا ہے۔

مختلط کی روایات کا حکم:

اگر اختلاط سے قبل کی روایات کی تمیز ہو سکے تو اختلاط سے قبل والی قبول ہوں گی اور بعد والی مردود۔

اور جن کے بارے میں تمیز نہ ہو سکے ان کے بارے میں توقف کریں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اختلاط کا علم راوی کے شاگردوں سے ہوگا جنھوں نے اختلاط سے قبل روایات سنی ہیں ان کی قبول ہوں گی اور جنھوں نے اختلاط کے بعد ان کی مردود ہوں گی۔

اہم نکتہ:

شاذ، مختلط، مستور، مرسل اور مدلس روایات کو اگر مستند موافقت حاصل ہو جائے تو یہ پانچوں روایات ''حسن لغیرہ'' ہو جائیں گے، بشرطیکہ جس سند کی موافقت ہو رہی ہے وہ ان اسناد کے لحاظ سے فائق یا کم از کم ان جیسی ہو اس سے کمتر نہ ہو۔

موافقت ومتابعت سے قبل ان مذکورہ اوصاف والی روایات میں خطا وصواب کے دونوں پہلو برابر کے پائے جا رہے تھے لیکن مستند متابعت آ جانے سے ان کے اندر ایسی قوت آ جاتی ہے جو روایات کی درستگی والی جانب کو راجح قرار دیتی ہے تو روایت توقف کے درجہ سے ترقی کر کے قبولیت کے درجہ پر فائز ہو جاتی ہے۔

لیکن ایک بات ذہن نشین رہے کہ یہ روایت قبولیت کا درجہ پانے کے باوجود حسن لذاتہ کے درجہ سے نیچے ہی رہتی ہے اور بعض محدثین تو اس پر ''حسن'' کا اطلاق کرنے سے بھی گریز ہی کرتے ہیں۔

یہاں حدیث کے مقبول ومردود کی مباحث ختم ہو گئی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الإسناد:

آدمیوں کی وہ لڑی جو متن تک پہنچاتی ہو۔

متن:

جہاں کلام میں سند کی انتہا ہو وہاں آگے متن ہوتا ہے۔

متن کی نسبت یا تو نبی کریم ﷺ کی طرف تصریحی یا حکمی ہوگی یعنی سند کے ساتھ جو چیز منقول ہے یا تو آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہوگا یا آپ کا فعل مبارک ہوگا یا آپ کے سامنے وہ کام کیا گیا ہوگا اور آپ ﷺ نے اس پر رضا والی خاموشی اختیار کی ہوگی۔

مرفوع قولی تصریح کی مثال:

صحابی رضی اللہ عنہ کہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا یا ہمیں نبی کریم ﷺ نے یوں حدیث بیان فرمائی۔

صحابی یا اس سے نیچے والا (یعنی تابعی وغیرہ) کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے فرمایا۔

یا پوری سند ذکر کرتے ہوئے عن رسول اللہ ﷺ تک پہنچنے کے بعد کہے کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا۔

مرفوع فعلی تصریحی کی مثال:

صحابی رضی اللہ عنہ کہے کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فعل مبارک کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ یا پھر صحابی رضی اللہ عنہ سے نیچے والا (تابعی وغیرہ) کہے کہ رسول کریم ﷺ ایسے کیا کرتے تھے۔

مرفوع تقریری تصریحی کی مثال:

صحابی رضی اللہ عنہ کہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں یہ عمل کیا، یا پھر تابعی وغیرہ کہے کہ فلاں نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں یہ عمل کیا اور آپ ﷺ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرفوع قولی حکمی کی مثال:

ایسے صحابی کا قول جو اسرائیلی روایات لینے میں مشہور نہ ہو اور اس کے قول میں اجتہاد کی بھی گنجائش نہ ہو اور نہ ہی اس کے قول کا تعلق لغوی بیان اور غریب الفاظ کی شرح سے ہو، بلکہ اس کا قول ابتدائے تخلیق جہاں کا کوئی واقعہ بیان کرے۔

یا انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق خبر دے۔

یا آنے والے امور کے متعلق خبر دے جیسے جنگ وجدل، فتن اور احوال قیامت۔

یا ایسے اعمال کی نشان دہی کرے جس کے کرنے پر مخصوص ثواب یا سزا مرتب ہوتی ہو۔

تو یہ سب صورتیں مرفوع حکمی کا درجہ رکھتی ہیں۔

کیونکہ یہ باتیں کسی کے بتانے کے بغیر کوئی شخص بیان نہیں کر سکتا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسی خبریں بتانے والی ایک ہی ہستی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو سکتی ہے یا پھر کوئی ان کو کتب قدیمہ سے خبر دینے والا ہوگا، لیکن دوسری قسم (سابقہ کتب والی) اس سے شروع میں ہی احتراز کر لیا گیا تھا۔

یہ باتیں صحابی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ یا بالواسطہ سنی ہوں دونوں صورتوں میں ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکمی قول ہی قرار دیا جائے گا۔

مرفوع فعلی حکمی کی مثال:

صحابی ایسا فعل کرے جس میں اجتہاد کو دخل نہ ہو تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل شمار کیا جائے گا۔

جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو کہ آپ رضی اللہ عنہ نے نمازِ کسوف کی ہر رکعت میں دو سے زیادہ رکوع کیے، سنت نبوی قرار دیا ہے۔

مرفوع تقریری حکمی کی مثال:

صحابی کا خبر دینا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں فلاں فلاں کام کرتے تھے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو یہ مرفوع کے حکم میں ہوگا، کیونکہ لازمی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ سے استصواب کرتے تھے اور دینی امور کے متعلق سوال کرنے کی وجہ سے وہ فعل آپ کے علم میں آجاتا تھا۔

اور پھر وہ تو زمانہ ہی نزول وحی کا تھا اگر کسی سے کوئی غلطی ہوجاتی تو وحی کے ذریعہ اس کی اطلاع ہوجاتی اور نبی کریم ﷺ ان کی اصلاح فرمادیتے۔

چنانچہ اسی سے استدلال کرتے ہوئے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہ نے عزل کے جواز کے لیے یہی دلیل پیش کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عزل کرتے تھے اور قرآنِ مجید نازل ہورہا تھا اور اگر عزل کرنا ممنوع ہوتا تو وحی کے ذریعہ قرآنِ مجید میں اس کی ضرور ممانعت آجاتی۔

ملحقات مرفوع:

ایسے صیغے جو حضور نبی کرم ﷺ کے قول وفعل پر صراحۃً دلالت نہیں کرتے، بلکہ کنایۃً کرتے ہیں تو ان کو بھی مرفوع حکمی میں شمار کیا جائے گا۔

جیسا کہ تابعی صحابی سے روایت کرتے ہوئے یوں کہتا ہے: ''یرفع الحدیث'' یا یرویہ یا روایۃ عنہ یا یبلغ بہ یا رواہ۔

اور بعض دفعہ صرف قول پر اکتفا کرتے ہیں اور اس قول کے قائل کو حذف کر دیتے ہیں اور مراد نبی پاک ﷺ ہی ہوتے ہیں۔

جیسے ابن سیرین عن ابی ھریرۃ قال قال: تقاتلون قوما. الحدیث۔[1]

(یہاں دوسرے قال کا فاعل حذف ہے جو کہ نبی کریم ﷺ ہیں)۔

خطیب بغدادی کی کلام سے پتہ چلتا ہے کہ قال کے فاعل کو حذف کرنا اہل بصرہ کی

---

[1] صحیح البخاری، کتاب المناقب: 3591

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک مخصوص اصطلاح ہے۔

اور جو صیغے مرفوع ہونے کا احتمال رکھتے ہیں ان میں صحابی کا قول من السنة بھی ہے۔ اکثر محدثین کے نزدیک یہ مرفوع حکمی ہے اور امام ابن عبدالبر نے اس پر تمام محدثین کا اتفاق نقل کیا ہے اور ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر صحابی کے علاوہ بھی کوئی کہتا ہے من السنة تو یہ بھی مرفوع کے حکم میں ہوگا جب تک اس کی نسبت کسی اور کی طرف نہیں کر دیتا، جیسا کہ سنت عمرین (ابوبکر وعمر)۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا تبصرہ:

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے جو تمام محدثین کا اتفاق نقل کیا ہے یہ درست نہیں، کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے بھی اس مسئلہ میں دو قول ہیں اور ابوبکر صیرفی شافعی رحمہ اللہ اور ابوبکر رازی حنفی اور امام ابن حزم ظاہری اس کو مرفوع نہیں مانتے اور انھوں نے دلیل یہ لی ہے کہ جب لفظ سنت کی نسبت نبی اور غیر نبی دونوں کی طرف ہو سکتی ہے تو پھر السنة سے مراد سنت نبوی لینا ترجیح بلا دلیل ہے۔

لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ السنة سے مراد غیر نبی کا احتمال بڑا بعید ہے (غیر نبی تب مراد ہوتا ہے جب اس کی طرف نسبت ہو) اور جب بغیر قید کے استعمال ہو تو سنت نبویہ ہی مراد ہوگی، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

ابن شهاب عن سالم بن عبدالله بن عمر عن أبيه فى قصته مع الحجاج حين قال له: ان كنت تريد السنة فهجّر بالصلاة۔[1]

''اگر آپ سنت کے متلاشی ہیں تو پہلے نماز کا اہتمام کریں''۔

ابن شہاب اپنے استاد سالم سے پوچھتے ہیں کیا یہ کام رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ حضرات جب لفظ سنة بولتے ہیں تو ان کی مراد صرف سنت

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الحج: 1662

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبویہ ہی ہوتی ہے۔

حضرت سالم بن عبداللہ مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے ایک عظیم المرتبت فقیہ اور تابعین میں سے ایک جلیل القدر حافظ ہیں، انھوں نے واضح کر دیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب لفظ ''السنة'' استعمال کرتے ہیں تو ان کی مراد صرف سنت نبویہ ہی ہوتی ہے۔

اعتراض:

اگر اس سے مراد سنت نبویہ ہی ہوتی ہے تو قال رسول اللہ ﷺ ہی کیوں نہیں بول دیتے؟

جواب:

یہ ان کے ورع وتقویٰ اور احتیاط کا تقاضا ہے۔

جیسا کہ ابو قلابہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

من السنة اذا تزوج البكر على الثيب اقام عندها سبعا۔ [1]

ابو قلابہ فرماتے ہیں اگر میں چاہتا تو یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے مرفوع بیان کیا ہے، تو میں اس میں جھوٹا نہ ہوتا، کیونکہ معنی تو ایک ہی ہے۔

لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جن الفاظ سے حدیث کو وارد کیا ہے اسے بعینہٖ بیان کرنا زیادہ مناسب ہے۔

اُمِرنا ونُهينا:

صحابی کا قول اُمرنا ونُهينا یہ بھی مرفوع حکمی ہوگا۔

اور اس میں بھی ویسا ہی خلاف ہے جیسا کہ سابقہ خلاف من السنة میں گزرا ہے، لیکن اکثر محدثین کے نزدیک یہ دو الفاظ حکماً مرفوع ہونے پر دلالت کرتے ہیں، کیونکہ امر

[1] صحیح البخاری، کتاب النکاح:5214

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ونواہی کا تعلق اسی ذات سے ہوسکتا ہے جس کو یہ منصب ملا ہو تو وہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔

اور ایک گروہ نے اس کی مخالفت کی ہے کہ یہ الفاظ مرفوع حکمی نہیں ہیں اور دلیل یہ پیش کی ہے کہ امر نبی کے علاوہ کسی اور کا بھی ہوسکتا ہے، قرآنِ مجید یا اجماع یا بعض خلفاء یا استدلال کا۔

جواب:

یہ احتمال درست نہیں ہے، کیونکہ أمر سے أمر رسول مراد لینا اصل ہے اور باقی سارے احتمال کمزور ہیں۔

کیونکہ جو شخص کسی رئیس کے تابع ہو تو وہ جب لفظ أمرت بولے گا تو اس سے مراد اس کا اپنا ہی رئیس ہوگا۔

(تو صحابہ رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے تابع تھے، لہٰذا جب وہ لفظ أمر بولیں گے تو مراد نبی کریم ﷺ ہوں گے)۔

ایک اور احتمال:

اور بعض محدثین نے خیال کیا ہے کہ شاید راوی اس چیز کو أمر تصور کرتا ہو جو درحقیقت امر نہ ہو؟

جواب:

اس احتمال میں کوئی وزن نہیں ہے، کیونکہ یہ احتمال تو أمرنا رسول اللہ ﷺ میں بھی ہوسکتا ہے، لہٰذا یہ احتمال اس لیے بھی کمزور ہے کہ وہ صحابی جو عادل وضابط اور عربی زبان سے واقف ہو وہ تحقیق کے بعد ہی لفظ کا استعمال کرے گا۔

كُنَّا نَفْعَلُ:

صحابی کا كُنَّا نَفْعَلُ کہنا مرفوع حکمی میں شمار ہوگا، جیسا کہ من السنة اور أُمرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ونہینا کو شمار کیا گیا تھا۔

طاعۃ و معصیۃ:

جب کوئی صحابی کسی کام کو اللہ کی اطاعت یا معصیت قرار دے تو وہ بھی مرفوع حکمی میں شمار ہوگا۔

جیسا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

من صام اليوم الذي يشك فيه فقد عصي أبا القاسم ﷺ ۔ ①

''جو شخص کسی شک والے دن روزہ رکھے گا تو گویا اس نے ابوالقاسم نبی کریم ﷺ نافرمانی کی''۔

کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ چیزیں لازمی طور پر نبی اکرم ﷺ سے ہی حاصل کیں ہیں۔

موقوف:

اگر سند کی انتہا صحابی تک ہو تو اس کو موقوف کہتے ہیں، جس طرح پچھلی بحث میں تفصیل گزری ہے کہ نبی پاک ﷺ کے قول وفعل اور تقریر کا نام مرفوع اور صحابی کے قول وفعل اور تقریر کا نام موقوف ہوتا ہے، لیکن اس میں تشبیہ بعینہٖ نہیں بلکہ اکثر طور پر ہے یعنی جس طرح مرفوع میں لازم تھا کہ نبی کریم ﷺ کی اتباع ہر کام میں لازم ہے اس طرح صحابی کا معاملہ نہیں ہے، کیونکہ تابعی ایسی بات کرسکتا ہے جو صحابی نے نہ کی ہو۔

صحابی کی تعریف:

یہ مختصر کتاب چونکہ علوم حدیث کی تمام انواع کو شامل ہے، لہٰذا میں نے ضروری سمجھا کہ صحابی کی بھی تعریف ذکر کردوں۔

''صحابی وہ ہے جو نبی کریم ﷺ کو حالت ایمان میں ملا ہو اور ایمان کی حالت

① سنن ترمذی، أبواب الصوم: 686

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہی اس کی وفات ہوئی ہو، اگرچہ بیچ کے عرصہ میں وہ مرتد بھی ہو گیا ہو"۔

اور ملاقات کا مفہوم عام ہے چنانچہ اس میں نبی کریم ﷺ کی ہم نشینی، ہم سفری اور اتفاقاً یا ارادۃً ایک دوسرے کو دیکھنا اور باتیں کرنا سب شامل ہے، رؤیت کی بجائے ملاقات سے تعبیر کرنا زیادہ افضل ہے، کیونکہ رؤیت کی شرط لگانے سے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جیسے نیک بزرگ بینائی سے محروم تعریف صحابیت سے نکل جائیں گے، جب کہ وہ بلاشبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں۔

بعض الفاظ کی تشریح:

صحابی کی تعریف میں لفظ اللقاء جنس ہے اور لفظ مومن فصل ہے۔ یعنی وہ شخص اس تعریف سے خارج ہو گیا جس کی آپ سے ملاقات تو ہے لیکن حالت کفر میں ہوئی ہے، حالت ایمان میں نہیں اور لفظ بہ یہ دوسری فصل ہے اس سے وہ لوگ خارج ہو گئے جن کی حالت ایمان میں ملاقات تو ہے، لیکن نبی کریم محمد ﷺ سے نہیں بلکہ دیگر انبیاء علیہم السلام سے ہوئی ہے۔

اہم نکتہ:

جو شخص آپ ﷺ پر ایمان لے آیا، لیکن نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل ہی مر گیا (جیسے ورقہ بن نوفل) کیا یہ صحابی ہوگا؟

اس میں نظر ہے:

اور لفظ مات علی الإسلام یہ تیسری فصل ہے، یعنی جو ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا تو یہ صحابی نہیں ہے، جیسے عبداللہ بن جحش اور ابن خطل وغیرہ۔

اور لفظ ولو تخللت رِدّۃ یعنی جس کی آپ سے حالت ایمان میں ملاقات ہوئی پھر مرتد ہو گیا اور پھر اس کے بعد تائب ہو کر مشرف باسلام ہو گیا خواہ آپ کی حیات طیبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں یا آپ کے بعد خواہ آپ سے دوبارہ ملاقات ہوئی یا نہ ہوئی تو وہ تب بھی صحابی ہی شمار ہوگا۔

اور لفظ قولی فی الأصح اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے، لیکن جو راجح ہے ہم نے اس کو اختیار کیا ہے اور اس کی دلیل قصہ اشعث بن قیس ہے کیونکہ یہ مرتد ہو گیا تھا، پھر خلیفہ اوّل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں قیدی ہو کر پیش ہوا اور توبہ کر کے دوبارہ مسلمان ہوا تو خلیفہ اوّل نے اس کا اسلام قبول کیا اور اپنی بہن کا رشتہ بھی دیا، چنانچہ محدثین نے اس کو صحابہ میں ذکر کیا ہے اور کسی نے بھی اپنی مسانید میں اس کی حدیث کو روایت کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

تنبیہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رتبوں کے رجحان میں کوئی پوشیدگی نہیں، کیونکہ جو صحابی آپ کے ساتھ وابستہ رہا اور آپ کے لشکر میں شریک ہوا یا آپ کے پرچم تلے شہید ہوا بلاشبہ اس کا مقام اس صحابی سے زیادہ ہے جس کو آپ کے ساتھ وابستگی نصیب نہیں ہوئی اور آپ کے ساتھ معرکہ میں بھی شریک نہیں ہوا، یا آپ کے ساتھ گفتگو بھی بہت کم اور ساتھ چلنا بھی نصیب نہیں ہوا، یا آپ کو دور سے دیکھا یا بچپن میں ہی دیکھا، تو ان سب پر اگرچہ شرف صحبت کا اطلاق ہوتا ہے لیکن تفاوت درجات کے لحاظ سے ان میں بہت زیادہ فرق ہے۔

اور جس کا سماع ثابت نہیں تو اس کی حدیث مرسل شمار ہوگی، لیکن شمار اس کا بھی صحابہ میں ہی ہوگا، کیونکہ ان سب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

صحابی کی پہچان کیسے ہوگی؟

کسی کے صحابی ہونے کا علم یا تو خبر متواتر یا خبر مستفیض یا شہرت سے یا بعض ثقہ تابعین کے خبر دینے سے ہوتا ہے یا خود اپنی شہادت سے کہ میں صحابی ہوں، جب کہ یہ اس کا دعویٰ ممکن لگتا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بعض اہل علم نے آخری شق پر اعتراض کیا ہے کہ اپنے آپ کو صحابی کہنے والے شخص کا معاملہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ أنا عدل۔

لہٰذا آخری شق قابل غور وفکر ہے۔

مقطوع:

یا سند کی انتہا تابعی تک ہو تو محدثین کی اصطلاح میں اسے مقطوع کہتے ہیں۔

تابعی:

جس کی ملاقات صحابی سے اسی طرح ہو جس طرح صحابی کی نبی کریم ﷺ سے ہوئی سوائے ایمان کی قید کے، کیونکہ وہ صرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے اور یہی مختار بات ہے، برخلاف ان کے جنھوں نے تابعی میں صحابی کے ساتھ دیر تک وابستگی اور حدیث کا صحابی سے سننا اور وقت ملاقات تابعی سن بلوغ کو پہنچا ہو کی شرائط لگائی ہیں۔

صحابہ اور تابعین کے بیچ ایک طبقہ ہے جس کے بارے اختلاف پایا جاتا ہے کہ اس کو کن سے ملایا جائے صحابہ کے ساتھ تابعین کے ساتھ وہ طبقہ مخضرمین کا ہے، جنھوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں دور پائے ہیں لیکن زیارت نبوی سے محروم رہے ہیں۔

ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ وغیرہ نے دعویٰ کیا ہے کہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کے نزدیک مخضرمین صحابہ میں داخل ہیں، حالانکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کے خطبہ میں صراحت کی ہے کہ میں نے ان (مخضرمین) کو اس لیے شامل کیا ہے تاکہ میری کتاب قرنِ اول کے تمام بزرگوں کی جامع ہو جائے قطع نظر اس بات کے کہ وہ صحابہ ہوں یا مخضرمین۔

درست اور معتدل مؤقف:

صحیح بات یہ ہے کہ انہیں کبار تابعین میں شمار کیا جائے گا خواہ ان میں سے کوئی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں مسلمان ہوا تھا (جس طرح کہ نجاشی تھا) یا نہیں۔

لیکن اگر یہ روایت پایہ ثبوت تک پہنچ جائے کہ معراج والی رات رسول اکرم ﷺ نے بحالت کشف روئے زمین کے تمام افراد کو دیکھا تو پھر عہد نبوت کے تمام مسلمانوں کو قطعی طور پر صحابہ قرار دینا ہوگا اگرچہ انہیں نبی پاک ﷺ کی زیارت نصیب نہ بھی ہوئی ہو، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے حاصل ہونے والی یکطرفہ رؤیت ہی صحابی ہونے کے لیے کافی ہے، پس پہلی قسم اقسام ثلاثہ میں سے جس کا ذکر پیچھے گزر گیا ہے وہ **مرفوع** ہے۔

1۔ مرفوع:

جب سند کی انتہا نبی کریم ﷺ تک پہنچ جائے تو اس کا نام مرفوع ہوگا، خواہ سند متصل ہو یا منقطع۔

2۔ موقوف:

جب کسی سند کی انتہا صحابی تک پہنچ جائے تو اس کا نام موقوف ہوگا۔

3۔ مقطوع:

جب کسی سند کی انتہا تابعی یا تبع تابعی تک پہنچ جائے تو اسے مقطوع کہتے ہیں، اگر تبع تابعی سے بھی نیچے تک بھی ہو تو ان سب کا نام مقطوع ہی ہوگا۔

اور اگر کوئی راوی یہ کہنا چاہے مَوْقُوْفٌ عَلٰی فُلَانٍ تو کہہ سکتا ہے تو پھر اس لیے مقطوع اور منقطع میں فرق صاف ظاہر ہو گیا، کیونکہ منقطع کا تعلق اسناد کی بحث سے ہے اور جب کہ مقطوع کا تعلق متن کی مباحث سے ہے۔

اگرچہ بعض محدثین نے اصطلاح سے تجاوز کرتے ہوئے ایک دوسرے کی جگہ پر اطلاق کیا ہے۔

موقوف اور مقطوع کو اثر بھی کہا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسند کی وضاحت اور تعریف:

محدثین کے نقطہ نظر کے مطابق مسند وہ روایت ہے جو صحابی کے واسطے سے مرفوع ہو اور اس کی سند بظاہر متصل ہو۔

''مرفوع'' جنس کی طرح ہے اور ''صحابی'' کا لفظ فصل کی طرح ہے جس کو تابعی نے روایت کیا ہوگا وہ اس سے خارج ہو جائے گی اور وہ مرسل کہلائے گی اور جس کو تابعی سے نیچے والے نے روایت کیا ہوگا وہ معضل یا معلق کہلائے گی۔

اور جن میں اتصال کا احتمال پایا جاتا ہے وہ بھی مسانید میں ہی شمار ہوں گی۔

اور جن میں حقیقی طور پر اتصال موجود ہے وہ تو بالاولیٰ مسند کہلائیں گی۔

اور ظاہری اتصال کی قید سے انقطاع خفی اور مدلس کی عنعنہ اور ایسا معاصر جس کی ملاقات ثابت نہیں ان کی روایات کو مسانید سے خارج نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اہل مسانید نے ایسی قسم کی احادیث کو مسند قرار دے کر تخریج کیا ہے اور یہ تعریف امام حاکم کی تعریف کے موافق ہے۔

امام حاکم کی تعریف:

مسند وہ روایت ہے جس کو محدث اپنے ایسے استاد سے روایت کرے جس سے اس کا سماع بظاہر ثابت شدہ ہو اور پھر وہ استاد اپنے استاد سے اتصال سند کے ساتھ صحابی کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ تک پہنچ جائے۔

خطیب بغدادی کی تعریف:

مسند وہ روایت ہے جس کی سند متصل ہو۔

تو اس کی تعریف کے مطابق تو موقوف بھی مسند بن جائے گی جب اس کی سند متصل ہو لیکن مسند کا اطلاق موقوف پر بہت کم ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی تعریف:

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی تعریف محدثین کے منہج سے بہت دور کی ہے، انھوں نے کہا ہے: ''ہر مرفوع روایت مسند ہے''۔

اور سند میں کسی قسم کی تعیین اور قید نہیں لگائی تو اس بنا پر مرسل، معضل اور منقطع سب اس میں شامل ہو جائے گی جب ان کا متن مرفوع ہوگا، جب کہ کسی بھی محدث نے اس رائے سے اتفاق نہیں کیا۔

عالی اور نازل:

جب کسی حدیث کی دو سندیں ہوں ایک میں راویوں کا سلسلہ کم اور اس کے مقابلہ میں دوسری سند میں راوی زیادہ ہوں تو پہلی کا نام عالی اور دوسری کا نام نازل ہوگا۔

اگر سند میں راوی کی تعداد کا سلسلہ کم ہو اور سند کی انتہا نبی کریم ﷺ تک ہو راویوں کی کم تعداد کے ساتھ بہ نسبت دوسری سند کے جس کے ساتھ یہ حدیث بعینہٖ وارد ہوئی ہے زیادہ راویوں کے ساتھ۔

اگر سند کی انتہا ائمہ حدیث میں سے کسی امام تک ہو جو فقہ وحفظ اور ضبط وتصنیف وغیرہ کے لحاظ سے بہت بلند پایہ ہو جیسے امام شعبہ، مالک، ثوری، شافعی، بخاری، مسلم وغیرہ ہیں تو پہلی قسم جس میں سند کی انتہا نبی کریم ﷺ تک ہے اس کا نام ''علو مطلق'' ہوگا۔

اگر حسن اتفاق سے اس علو والی سند کے راوی ضبط وعدالت کے معیار پر پورا اترنے والے ہوں تو صحت کے لحاظ سے بڑی عمدہ واعلیٰ ہوگی۔

اور اگر اس کی سند ضعیف ہو تو یہ کم از کم عالی تو کہلائیں گی۔

اگر موضوع کا عنصر پایا جا رہا ہو تو پھر اس کو کالعدم قرار دیا جائے گا پھر اس کا سارا حسن اور قدر ومنزلت ختم ہو جائے گی۔

اور دوسری قسم جس میں سند کی انتہا کسی مشہور امام کی طرف ہوتی ہے اس کا نام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''علونسبی'' ہے۔

اور اگر اس امام کے بعد اس سند میں رجال کا سلسلہ زیادہ بھی ہو جائے تو پھر بھی اس کا نام علونسبی ہی ہوگا۔

تمغہ عُلُوّ:

علو کی مباحث میں متأخرین کی رغبت اس قدر شدید ہوگئی کہ انھوں نے اس کے شوق میں کچھ ایسے مقاصد کو بھی چھوڑ دیا جو اس سے بھی زیادہ اہمیت کے حامل تھے۔

عُلُوّ مرغوب کیوں ہوئی؟

عُلُوّ کے مرغوب اور پسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ صحت اور قلت خطاء کے بہت قریب ہوتی ہے، کیونکہ سند کے ہر راوی پر غلطی کا امکان ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں تو جس قدر راویوں کا سلسلہ کم ہوگا اسی قدر غلطی کے امکان کم ہوں گے اور جس قدر راویوں کی تعداد زیادہ ہوگی اسی قدر غلطی کے مواقع زیادہ ہوں گے۔

تقابل:

اگر نازل سند میں کوئی ایسی فضیلت پائی جا رہی ہے جو عالی سند میں نہیں ہے مثلاً سندِ نازل کے راوی اوثق، اضبط اور افقہ ہیں یا سند نازل میں سند عالی کی بہ نسبت اتصال واضح اور برتر ہے تو ایسی صورت میں یقیناً سندِ نازل زیادہ اہمیت والی ہوگی۔

اور جس نے نزول کو مطلق طور پر ترجیح اس بنا پر دی ہے کہ اس میں راویوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے بحث، غور وفکر اور مشقت زیادہ ہوتی ہے، لہٰذا اس بنا پر اجر وثواب بھی زیادہ ملے گا۔

تو یہ اس کی ترجیح درست بنیاد پر نہیں بلکہ ایک اجنبی امر پر ہے۔

اس کا سند کے صحت وسقم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عُلُوِّ نسبی کی اقسام:

1۔ موافقہ:

مشہور مصنف کے استاد تک قلیل راویوں کے ساتھ پہنچنا مصنف کا واسطہ استعمال کیے بغیر، تو ایسی عالی سند کو موافقت کہا جاتا ہے۔

مثال:

امام بخاری رحمہ اللہ قتیبہ کی سند سے امام مالک رحمہ اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں تو اگر ہم یہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کریں تو ہمارے اور امام قتیبہ رحمہ اللہ کے درمیان آٹھ واسطے آتے ہیں۔

اور اگر ہم یہ حدیث بعینہٖ ابو العباس السراج عن قتیبۃ سے کرتے ہیں تو ہمارے اور امام قتیبہ رحمہ اللہ (جو امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد ہیں) کے درمیان سات واسطے آتے ہیں۔

تو گویا امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ ان کے شیخ قتیبہ رحمہ اللہ میں موافقت حاصل ہو گئی اور ساتھ سند بھی عالی ہے۔

2۔ بدل:

مصنف کے استاد کے استاد تک قلیل راویوں کے ساتھ پہنچنا مصنف کے توسط کے بغیر۔

مثال:

پچھلی مثال والی سند مصنف کے توسط کے بغیر امام قعنبی رحمہ اللہ سے امام مالک رحمہ اللہ تک تو اس میں قعنبی بدل ہو جائیں گے قتیبہ سے، کیونکہ پچھلی میں قتیبہ تھے اور اس میں قعنبی ہے اور پچھلی سند میں امام قتیبہ سے موافقت ہوئی تھی اور اس میں ان کے استاد امام مالک رحمہ اللہ میں ہوئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:

موافقت اور بدل کی قدر و قیمت عُلُوّ کے رہین مِنّت ہے۔

اگر یہ عُلُوّ سے محروم ہے تو پھر موافقت اور بدل محض نام ہوگا روایتی لحاظ سے امتیازی حیثیت کچھ نہ ہوگی۔

3۔ مساواۃ:

سند کے راویوں کی تعداد کا برابر ہو جانا راوی سے لے کر آخر تک یعنی عُلُوّ نسبی کی سند کا مصنفین میں سے کسی مصنف کی سند عالی کے راویوں کی تعداد کے برابر ہو جانا۔

(مصنف کی سند بھی دیگر مصنفین کی نسبت عالی تھی اور بعد میں آنے والے راوی کی سند بھی عالی اور دونوں کے سندوں کے راویوں کی تعداد بھی برابر)۔

مثال:

امام نسائی رحمہ اللہ حدیث روایت کرتے ہیں جس میں ان کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان گیارہ واسطے ہیں۔

اور تحقیق جستجو کے بعد ہمیں بھی وہی حدیث کسی ایسی سند کے ساتھ مل گئی جس میں ہمارے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بھی گیارہ ہی واسطے ہیں۔

تو گویا ہم تعداد کے اعتبار سے امام نسائی رحمہ اللہ کے برابر ہو گئے ہیں قطع نظر اس سے کہ ہماری سند عدالت وضبط کے لحاظ سے اس مرتبہ کی ہے یا نہیں۔

4۔ مصافحہ:

سابقہ شروط (جو موافقت، بدل اور مساوات میں بیان ہوئی ہیں) کے مطابق کسی مصنف کے شاگرد کے ساتھ راویوں کی تعداد میں برابر ہونا۔

اور اس کا نام مصافحہ اس لیے ہے کہ اسلامی تہذیب میں ملاقات کے وقت مصافحہ کیا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گویا کہ اس صورت میں ہم نے امام نسائی رحمہ اللہ کے شاگرد کے ساتھ مل کر ان سے ملاقات کی اور مصافحہ بھی کیا ہے۔

عُلُوّ کے مقابلہ میں نزول کی اقسام:

ہر عالی اسناد کے مقابلہ میں نازل ہے تو جس طرح عُلُوّ کی چار اقسام (موافقہ، بدل، مساواۃ اور مصافحہ ہیں اسی طرح نازل کی بھی ہیں) برخلاف ان اصحاب کے جن کا نظریہ ہے کہ ہر عالی کے مقابلہ میں نازل نہیں ہوتی، جب کہ یہ نظریہ اصحاب علم وفضل کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

روایۃ الاقران:

اگر راوی اور مروی عنہ (جس سے روایت کی جا رہی ہے) روایت کے متعلقہ امور (مثلاً ہم عمر، ہم جماعت) میں شریک ہو تو اس کا نام "روایۃ الاقران" ہوتا ہے۔

کیونکہ ایک طرف سے روایت کی جاتی ہے دوسرا ساتھی اس سے روایت نہیں کرتا۔

مدبج:

اگر دونوں ہم عمر یا ہم جماعت شخص ایک دوسرے سے روایت کریں تو ایسی روایت کا نام مدبج ہوگا۔

تو مدبج اقران سے خاص ہے، کیونکہ ہر مدبج کو اقران کہہ سکتے ہیں لیکن ہر اقران کو مدبج نہیں کہہ سکتے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے مدبج کے بارے میں ایک مستقل تصنیف فرمائی ہے، جب کہ امام ابوالشیخ اصفہانی نے اقران کے بیان میں ایک کتاب تصنیف کی ہے۔

روایۃ الأکابر عن الأصاغر:

اور جب استاد اپنے شاگرد سے روایت کرے تو اس پر یہ بات تو صادق آتی ہے کہ استاد شاگرد ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن ان کی روایت کو مدبج کا نام دینا محل بحث ہے اور درست یہی ہے کہ اس کا نام مدبج نہیں بلکہ روایۃ الاکابر عن الاصاغر ہوگا۔

کیونکہ تدبیج دیباجہ سے مأخوذ ہے جس کا معنی ہے چہرے کے دونوں رخسار، تو اشتقاق کی رو سے مدبج کا اطلاق اس روایت پر ہوتا ہے جس میں ہم عمر یا ہم جماعت راوی ایک دوسرے سے روایت کریں۔

اور جس صورت میں راوی اپنے سے کم عمر، کم مرتبہ راوی سے روایت کرے تو اس کا نام روایۃ الاکابر عن الاصاغر ہی ہوگا۔

اس کی انواع:

1۔ باپ کا اپنے بیٹے سے روایت کرنا۔

2۔ صحابہ کا تابعین سے روایت کرنا۔

3۔ اساتذہ کا شاگردوں سے روایت کرنا۔

اور اس کے برعکس یعنی شاگرد کا استاد سے روایت کرنا، تابعی کا صحابی سے اور بیٹے کا باپ سے یہ ایک عام فطری طریقہ ہے اور ایسی روایات کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔

فائدہ:

اس کی پہچان سے راویوں کے مراتب میں امتیاز پیدا ہو جاتا ہے اور ہر راوی کی حسب حیثیت تکریم کرنے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

خطیب بغدادی نے روایۃ الآباء عن الأبناء میں ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے اور روایۃ الصحابۃ عن التابعین کے بارے میں بھی ایک لطیف سا رسالہ تصنیف کیا ہے۔

روی عن أبیہ عن جدہ:

یہ بھی اسی کی اقسام سے ہے۔ حافظ صلاح الدین علائی نے من روی عن أبیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عن جدہ کی معرفت پر ایک ضخیم کتاب تصنیف کی ہے اور اس کی چند اقسام بھی بیان کی ہیں:

1۔ بعض جگہ ضمیر کا مرجع باپ ہوتا ہے۔

2۔ بعض جگہ ضمیر کا مرجع راوی خود ہی ہوتا ہے۔

تو مصنف علائی نے اس کو اچھے انداز سے تفصیلاً تحقیقاً بیان کیا اور ہر ترجمہ کے ساتھ حدیث بھی تخریج کی ہے۔

اور میں (حافظ ابن حجر) نے اس کی مذکورہ کتاب کا خلاصہ اور ساتھ کئی تراجم کا اضافہ بھی کیا ہے۔

روایۃ الأبناء عن الآباء:

بیٹے کا باپ سے روایت کرنے کا سلسلہ بسا اوقات چودہ پشتوں تک بھی پہنچ جاتا ہے، یعنی ایک ہی خاندان کی چودہ پشتیں ایک حدیث نبوی کی سند کی زینت بن جاتی ہیں۔

سابق ولاحق:

اگر کسی شیخ سے روایت کرنے میں دو شاگرد اکٹھے ہو جائیں اور ایک کی موت پہلے ہو گئی ہو اور دوسرے کی بعد میں تو پہلے کو سابق اور دوسرے کو لاحق کہیں گے۔

ہماری اطلاع کے مطابق دونوں راویوں کے وفات کا درمیانی عرصہ بسا اوقات ڈیڑھ صد سال کا ہوتا ہے۔

چنانچہ حافظ سلفی کے ایک شاگرد کا نام ابو علی البردانی جو کہ حدیث میں حافظ سلفی کے استاد بھی ہیں تو یہ حافظ سلفی سے روایت کرتے ہیں اور یہ 500ھ میں فوت ہو جاتے ہیں۔

اور پھر اصحاب سلفی میں سے سلفی کا پوتا اُبو القاسم عبدالرحمٰن بن مکی بھی ہے جس کی وفات 650ھ میں ہوتی ہے (تو ان کی وفات کے درمیان 150 سال کا عرصہ بنتا ہے)۔

اور اسی طرح اس سے پہلے امام بخاری رحمہ اللہ اپنے شاگرد ابو العباس السراج سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ وغیرہ سے کچھ اشیاء روایت کرتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ کی وفات 256ھ میں ہو جاتی ہے۔

اور ابوالعباس السراج سے آخر میں جس نے روایت کی ہے وہ اَبوالحسن خفاف ہیں تو ان کی وفات 393ھ میں ہوئی ہے۔

ایسا کیوں ہوتا ہے؟

شاگردوں کی موت کے درمیانی عرصہ کے زیادہ ہونے کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ بعض دفعہ ایک جوان استاد سے کوئی ضعیف العمر شاگرد حدیث پڑھتا ہے اور فوت ہو جاتا ہے اور پھر جب یہ جوان استاد ضعیف العمر ہوتا ہے تو اس سے کوئی جوان شاگرد حدیث پڑھتا ہے اور لمبا عرصہ تک زندہ رہتا ہے تو اس طرح سابق ولاحق کی موت کا درمیانی عرصہ بہت طویل ہو جاتا ہے۔

ہم نام مشائخ:

اگر راوی دو ہم نام مشائخ سے روایت کرے، یا مشائخ اور ان کے آباء بھی ہم نام ہیں یا مزید ان کے دادا بھی ہم نام ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نسبتیں بھی ایک ہیں اور کوئی ایسا قرینہ نہیں پایا جا رہا جو ایک دوسرے کو الگ کر دے۔

تو ایسی صورت میں اگر تو دونوں ثقہ ہیں پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے جس طرح کہ امام بخاری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں احمد سے اور احمد بن وھب سے۔

اب یہ احمد یا تو احمد بن صالح ہے یا احمد بن عیسٰی۔

اور اس طرح امام بخاری رحمہ اللہ محمد (غیر منسوب) سے روایت کرتے ہیں

اور وہ محمد اہل عراق سے روایت کرتے ہیں۔

تو اب یہ محمد یا تو محمد بن سلام ہے یا محمد بن یحیٰی الذھلی ہے۔

اور میں (حافظ ابن حجر) نے مقدمہ شرح البخاری میں اس پر مفصل بحث کی ہے۔ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے متعلق مکمل ضابطہ کلیہ قانون بیان کیا ہے کہ جس سے ایک راوی کی دوسرے سے الگ پہچان ہو جاتی ہے اگر ان دونوں ہم نام مشائخ میں کوئی اوصاف کی بنا پر واضح ہو جاتا ہے تو اس سے مہمل کی پہچان ہو جائے گی۔

(مہمل جس میں راوی کا نام اشتباہ کے ساتھ ہوتا ہے)۔

اگر اوصاف کی بنا پر بھی واضح نہ ہو یا دونوں ہی ہم اوصاف ہیں تو پھر اس وقت سخت پریشانی ہوتی ہے تو ایسی صورت میں قرائن اور غالب گمان سے کوئی رائے قائم کی جائے گی۔

انکارِ شیخ:

راوی اپنے شیخ سے روایت کرے اور شیخ اس حدیث کے وجود کا انکار کر دے۔

صورتیں:

1۔ پہلی صورت:

اگر شیخ اس روایت کا انکار قطعی طور پر کرے مثلاً یوں کہے: (كَذَبَ عَلَيَّ) (یہ راوی میرے اوپر جھوٹ بول رہا ہے) ما رویت له هذا میں نے اسے یہ روایت بیان نہیں کی۔

تو ایسی صورت میں یہ روایت مردود ہوگی، کیونکہ ان میں سے ایک تو ضرور جھوٹا ہے، اگرچہ ان سے کسی کا تعین نہ بھی کیا جا سکے۔

لیکن خبر کے مردود ہونے کی وجہ سے کسی کی بھی ذات مجروح نہ ہوگی، کیونکہ دونوں احتمال باہم متعارض ہیں۔

2۔ دوسری صورت:

اگر شیخ کا انکار احتمال کے الفاظ میں ہو یعنی اس میں قطعیت اور یقین نہ ہو مثلاً یوں کہے: ما اذکر هذا مجھے یہ یاد نہیں، لا أعرفه میں اس کو نہیں پہچانتا۔ تو درست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤقف کے مطابق وہ روایت قبول کر لی جائے گی۔
اور شیخ کے انکار کو نسیان پر محمول کیا جائے گا۔
اور ایک قول کے مطابق یہ روایت غیر مقبول ہو گی، کیونکہ اثبات حدیث میں فرع اصل کے تابع ہے، کیونکہ جب تک شیخ کسی روایت کا اثبات نہ کرے تو راوی بھی نہیں کر سکتا، اسی طرح عدم اثبات میں بھی راوی کو شیخ کے تابع ہونا پڑے گا۔

اس مؤقف کی حیثیت:

اس مؤقف پر کئی ایک اعتراضات ہیں جس کی وجہ سے اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔
کیونکہ راوی عادل وضابط ہے اور اسے روایت کے ثابت ہونے کا پختہ یقین ہے اور شیخ بھی عادل وضابط ہے، لیکن اس کا روایت کے بارے میں عدم علم اس راوی کے یقین کی نفی نہیں کر سکتا۔
پھر اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ اثبات کرنے والے کو نفی کرنے والے پر مقدم رکھا جائے گا، نیز اس مسئلہ کو گواہی کے مسئلہ پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔
کیونکہ شہادت کے مسئلہ میں اگر اصل گواہ موجود ہو تو پھر فرع کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی برخلاف روایت کے، کیونکہ اس میں استاد اور شاگرد دونوں کی ضرورت ہوتی ہے استاد پڑھاتا ہے اور شاگرد اس سے پڑھتا ہے، لہٰذا مسئلہ روایت اور مسئلہ شہادت الگ الگ ہیں ان کو ایک دوسرے کے ساتھ تشبیہ نہ دی جائے۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس نوع (انکارِ شیخ) میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ہے «مَنْ حَدَّثَ وَنَسِيَ»۔
اور اس کتاب سے صحیح مسلک کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ اکثر محدثین نے اپنے تلامذہ کو احادیث بیان کیں اور پھر بھول گئے اور جب ان سے دریافت کیا گیا تو ان کا جواب لَا أعرفه تھا۔ لیکن جب ان کو بتایا گیا کہ آپ کے فلاں شاگرد آپ کے توسط سے یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت بیان کرتے ہیں تو شیخ نے اس روایت کو مان لیا اور پھر روایت کرنا شروع کر دیا۔

چنانچہ قصہ الشاہد والیمین میں ایک سند اس طرح ہے:

قال عبدالعزيز بن محمد الدراوردی حدثنی به ربيعة بن أبي عبدالرحمٰن عن سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة مرفوعا۔ الحديث۔

تو عبدالعزیز ایک مرتبہ سہیل کے پاس گئے اور ان سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا تو سہیل نے کہا: لَا أعرفه۔

تو عبدالعزیز کہتے ہیں میں نے کہا کہ ربیعہ تو آپ سے یہ روایت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

تو اس کے بعد سہیل نے ربیعہ کی تصدیق کی اور روایت کو تسلیم کیا اور اس کے بعد سہیل یوں روایت کرتے تھے:

حدثنی ربيعة أنی حدثته۔

کہ مجھے ربیعہ نے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے اسے یہ بیان کی ہے اس جیسی دیگر مثالیں بہت ہیں۔

مسلسل:

کسی سند میں ابتدا سے انتہا تک راویوں کے الفاظ ادا ایک جیسے ہی استعمال ہو، تو اس کو مسلسل کہتے ہیں۔

مثلاً: سمعت فلاناً قال سمعت فلاناً یا حدَّثنا فلان قال حدثنا فلان یا اس جیسے دیگر صِیغ أدا۔

یا ایسا اتفاق ہو کہ تمام راوی جب سند بیان کریں تو ایک ہی کلمہ بولتے جائیں مثلاً أشهد بالله انه حدثنی فلان سند کا ہر راوی ایسے ہی بولتا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا پھر تمام راوی کسی فعلی صفت پر متفق ہوں، مثلاً ہر راوی یوں کہے کہ دخلت علی فلان فأطعمنا تمراً آخر تک ہر راوی یہی بول بولے، یا پھر قولی و فعلی دونوں حالتیں متفق ہوں مثلاً ہر راوی یوں کہے حدثني فلان وھو آخذٌ بلحيته قال آمنت بالقدر۔

تسلسل کا تعلق صفات اسناد سے ہے اور تسلسل کبھی تو پوری سند میں واقع ہوتا ہے اور کبھی سند کے اکثر حصے میں ہوتا ہے، چنانچہ مسلسل بالاَولیت (یعنی تسلسل کی پہلی صورت والی حدیث میں جو تسلسل پایا جاتا ہے وہ صرف سفیان بن عیینہ تک ہے اس کے بعد نہیں اور جس نے پوری سند کو مسلسل قرار دیا ہے وہ یقیناً وہم کا شکار ہوا ہے۔

ادائے حدیث کے لیے الفاظ:

جن الفاظ سے حدیث شریف کی ادائیگی ہوتی ہے ان کے آٹھ مراتب ہیں:

پہلا مرتبہ: سمعت وحدثني۔

دوسرا مرتبہ: أخبرني وقرأت عليه۔

تیسرا مرتبہ: قرئ عليه وأنا أسمع۔

چوتھا مرتبہ: أنبأني۔

پانچواں مرتبہ: ناولني۔

چھٹا مرتبہ: شافهني بالإجازة۔

ساتواں مرتبہ: كتب إلي بالإجازة۔

آٹھواں مرتبہ: عن فلان قال فلان ذكر فلان روى فلان۔

اس طرح کے دیگر صیغے جن میں سماع اور عدم سماع دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔

ادائے حدیث کے الفاظ میں سے پہلے دو لفظ سمعت اور حدثني کا استعمال صرف اس وقت مناسب ہوگا جب راوی نے اکیلے سماع کیا ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اصطلاحاً جو اہل حدیث میں مشہور ہوا ہے کہ حدثنی کا لفظ تب استعمال کیا جائے گا جب راوی کا سماع لفظ شیخ سے ہو۔

حالانکہ لغت کے لحاظ سے تحدیث اور اخبار میں کوئی فرق نہیں ہے اور جن لوگوں نے ان میں فرق کرنے کا دعویٰ کیا ہے وہ محض تکلف ہے، لیکن جب اصطلاح میں یہ فرق رائج ہو گیا تو محدثین کے عرف خاص میں ایک حقیقت کی شکل اختیار کر گیا تو ان عرفی حقائق کو لغوی حقائق پر مقدم سمجھا جاتا ہے۔

یاد رہے یہ فرق صرف مشرقی محدثین کے نزدیک ہے اہل مغرب یہ اصطلاح استعمال نہیں کرتے، بلکہ ان کے ہاں اخبار اور تحدیث دونوں ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

صیغہ جمع سَمِعْنا وحدثنا:

اگر راوی جمع کا صیغہ استعمال کرتا ہے، مثلاً حدثنا وأخبرنا تو یہ دلیل ہے کہ کوئی دوسرا راوی بھی اس کے ساتھ روایت کرنے میں شریک ہے۔

اور کبھی کبھی صیغہ جمع تعظیم کے لیے بھی راوی استعمال کرتا ہے، لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

اور یہ لفظ صیغ مراتب میں سے سب سے بڑھ کر سماع من الشیخ پر دلالت کرنے والا ہے، کیونکہ اس میں شیخ اور راوی کے درمیان کسی واسطے کا احتمال باقی نہیں رہتا اور یہ لفظ ''حدثنی'' سے بھی مقدم ہے، کیونکہ اس کا اطلاق ایسی اجازت پر بھی ہوتا ہے جس میں تدلیس مضمر ہو، بہرصورت املاء میں ''سمعت'' کا درجہ سب سے زیادہ بلند ہے، کیونکہ یہ سب سے مضبوط اور محفوظ ہے، اس میں کسی طرح کا احتمال نہیں ہوتا۔

أخبرنی، قرأت علیه:

تیسرا اور چوتھا یہ ایک جیسے ہی ہیں، لیکن أخبرنی سے تعبیر تب کرتے ہیں جب شیخ خود پڑھ کر سنائے اور قرأت علیہ سے تب تعبیر کرتے ہیں جب اکیلا راوی شیخ کو خود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھ کر حدیث سنائے۔

قرئ علیه وأنا اسمع:

جب تلامذہ کی جماعت میں سے ایک فرد پڑھے اور باقی تمام سماعت کریں تو اس کو قرئ علیه وأنا أسمع اور أخبرنا وقرأنا سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن قرأت سے تعبیر کرنا أخبرنی سے تعبیر کرنے سے بہتر ہے کیونکہ قرأت میں راوی کی قرأت کی تصریح ہوتی ہے، جب کہ أخبرنی میں نہیں ہوتی۔

تنبیہ:

جمہور محدثین کے نزدیک القراءة علی الشیخ حدیث کو حاصل کرنے کا ایک معقول طریقہ ہے اور جس نے اس طریقہ کا انکار کیا ہے اس نے بڑا بعید مسلک اختیار کیا ہے (یعنی کوئی معقول رستہ اختیار نہیں کیا)۔

امام مالک رحمہ اللہ اور دیگر مدنی محدثین نے ایسے لوگوں پر شدید اعتراض کیا ہے، بلکہ بعض نے تو اس قدر مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے کہ اس کو سماع من لفظ الشیخ پر ترجیح دے دی ہے اور محدثین میں سے بہت بڑی جماعت اور ان میں سے امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کے شروع میں ائمہ حدیث کا خیال ذکر کیا ہے کہ: ''شیخ کو پڑھ کر سنانا اور شیخ کے پڑھنے کو سننا'' صحت وقوت کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں۔

إنباءُ:

متقدمین کے ہاں ''إنباء'' لغوی اور اصطلاحی طور پر ''اخبر'' کے مترادف ہے۔
لیکن متأخرین کے نزدیک ''أنبأ'' ''عَن'' کی طرح ہے اور متأخرین کے ہاں ''عن'' اجازت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ہم عصر کی عنعنہ سے روایت:

ہم عصر راوی جب عن عن سے روایت کرے تو اس کو سماع پر محمول کیا جائے گا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

برخلاف غیر ہم عصر کے کیونکہ اس کی روایت مرسل یا منقطع ہوگی۔

کیونکہ سماع پر محمول کرنے کے لیے معاصرت کا ہونا لازمی ہے بشرطیکہ راوی مدلس نہ ہو، کیونکہ اگر مدلس ہوگا تو اس کی روایت سماع پر محمول نہ ہوگی اور بعض محدثین کے خیال کے مطابق غیر مدلس ہم عصر کا عنعنہ اس وقت سماع پر محمول ہوگا جب راوی اور مروی عنہ کی ملاقات کسی دلیل سے ثابت ہو جائے، کیونکہ اگر غیر مدلس راوی اپنے ہم عصر سے روایت کرے اور ان کی ملاقات ثابت نہ ہو تو ان کی روایت از قبیل مرسل خفی شمار ہوگی، نقاد حدیث کے بلند پایہ ائمہ میں سے علی بن مدینی رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی رائے کو اختیار کیا ہے۔

مشافهة:

استاد اپنے شاگرد کو حدیث پڑھ کر سنائے یا اس سے پڑھوائے اور روایت کرنے کی اجازت دے۔

مكاتبة:

شیخ اپنے شاگرد کو حدیث لکھ کر دے تو عام طور پر مکاتبت میں روایت کرنے کی اجازت بھی شامل ہوتی ہے، جس طرح کہ متاخرین کی تحریروں میں یہ چیز پائی جاتی ہے برخلاف متقدمین کے وہ مکاتبت کا لفظ اس پر بولتے ہیں جس میں شیخ شاگرد کو کوئی حدیث لکھ کر دے دے اس میں روایت کرنے کی اجازت ہو یا نہ ہو۔

اور جس میں صرف اجازت نامہ ہو اس پر وہ مکاتبت کا لفظ نہیں بولتے۔

مناولہ اور اس کی شرط:

بطورِ مناولہ روایت کرنے کے لیے مقرون بالا جازۃ ہونا لازمی ہے اور جب اجازت کی شرط حاصل ہو جائے گی تو یہ اجازۃ کی تمام انواع سے قابل قدر ہوگی، کیونکہ اس میں روایت کی تعیین اور راوی کی بھی تشخیص ہوتی ہے اس میں کسی قسم کے بھی شکوک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وشبہات نہیں ہوتے۔

مناولہ کی صورت:

شیخ اپنی اصل کتاب یا اس کی کاپی شاگرد کو دے یا شاگرد اصل کتاب یا کاپی شیخ کے سامنے پیش کرے اور شیخ یوں فرمائے، یہ میری فلاں سے روایت ہے اور تم اس کو روایت کرنے کے مجاز ہو اور شیخ شاگرد کو حدیث کی کتاب تملیکا یا عاریۃً اتنا عرصہ دے کہ وہ آسانی سے لکھ کر اصل اور نقل کی مطابقت کر سکے۔

لیکن اگر شیخ نے کتاب پکڑانے کے فوراً بعد واپس لے لی ہے تو ایسی صورت میں مناولہ والی روایت اپنی امتیازی حیثیت کھو دے گی، لیکن اجازت معینہ سے پھر بھی بہتر ہو گی۔

اجازت معینہ:

جب شیخ اپنی معین کتاب یا معین روایات کی اجازت دے اور روایت کرنے کی کیفیت بھی بیان کرے تو اس کو اجازت معینہ کہتے ہیں اور جب مناولہ میں روایت کرنے کی اجازت ختم کر دی جائے تو جمہور کے ہاں اس کی کوئی وقعت نہ ہو گی۔

لیکن کچھ محدثین ایسی مناولہ جو محروم الاجازۃ ہے کے بارے میں قبول کرنے کا رجحان رکھتے ہیں کہ جیسے کوئی شیخ اپنی کتاب کو ایک شہر سے دوسرے شہر ارسال کرتا ہے تو اگرچہ اس صورت میں روایت کرنے کی اجازت نہ ہو تو پھر بھی محدثین کی ایک جماعت محض مراسلت کو اجازت کا قائم مقام سمجھتی ہے اسی طرح یہاں بھی نفس مناولہ اجازت کا قائم مقام ہو گا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی رائے:

میرے (ابن حجر) خیال کے مطابق مناولہ اور مراسلہ میں کوئی فرق نہیں جب دونوں اجازت سے محروم ہیں تو دونوں ہی غیر مقبول ہوں گے، کیونکہ مراسلہ کو دلیل بنا کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مناولہ کو قبول کرنے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔

وجادۃ:

وجادہ کو بھی روایت کرنے کے لیے اجازت کا ہونا شرط ہے۔

تعریف:

اگر کسی طالب علم کو ایسی کتاب مل جائے جس کے کاتب اور رسم خط کو اچھی طرح جانتا ہو تو شاگردیوں کہے گا میں نے فلاں کے خط کو پایا ہے، محض کتاب کو پانے پر کلمہ اخبرنی کا اطلاق نہیں کرسکتا، ہاں اگر اس سے پہلے کی اجازت ہے تو پھر اخبرنی بول سکتا ہے اور ایک قوم نے اجازت کی پرواہ کیے بغیر مطلق طور پر ہی اخبرنی کے اطلاق کو جائز قرار دیا ہے تو اس قوم نے سخت غلطی کی ہے۔

وصیت بالکتاب:

کوئی شیخ بوقت موت یا سفر معین شخص کے لیے اپنی ایک کتاب یا کئی کتابوں کی وصیت کرے کہ یہ کتب اس کو دے دی جائیں۔

تو متقدمین ائمہ میں سے ایک قوم نے کہا کہ محض وصیت سے اس راوی کے لیے روایت کرنا جائز ہے۔

جب کہ جمہور کے نزدیک بغیر اجازت کے وہ روایت نہیں کرسکتا۔

اعلام:

اعلام میں بھی روایت کرنے کے لیے اجازت کا ہونا شرط ہے۔

تعریف:

شیخ کا اپنے تلامذہ میں سے کسی تلمیذ کو آگاہ کرنا کہ میں فلاں کتاب کو فلاں راوی سے روایت کرتا ہوں۔

اگر اس طالب علم کو شیخ کی طرف سے اجازت ملے تو وہ آگے روایت کرے گا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بصورتِ دیگر نہیں۔

اجازۃ عامہ:

اس کی دو صورتیں ہیں:

1۔ پہلی صورت:

اگر کوئی محدث یوں کہے کہ میں نے تمام مسلمانوں کو یا اپنے زمانے کے سب مسلمانوں کو روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

ایسی صورت میں روایت کرنا درست نہیں ہوگا۔

2۔ دوسری صورت:

اگر کوئی محدث یوں کہے کہ میں فلاں صوبے یا فلاں شہر کے لوگوں کو روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں، ہے تو یہ بھی اجازت عامہ لیکن اس صورت میں روایت کرنا جائز ہے، کیونکہ اس میں انحصار کی وجہ سے یک گونہ تخصص پیدا ہو جاتی ہے۔

اجازت مجہول:

اگر کوئی محدث اجازت میں مبہم اور مہمل لفظ استعمال کرے تو اس کا نام اجازت مجہول ہوگا اس میں روایت کرنا منع ہے۔

اجازت معدوم:

اگر محدث یوں کہے کہ: أجزت لمن سیولد لفلان تو اس کا نام اجازت معدوم ہوگا اور یہ بھی ناقابل اعتبار ہے۔

البتہ بعض محدثین کے خیال کے مطابق اگر معدوم کا عطف کسی موجود پر ہو تو مثلاً أجزت لك ولمن سیولد لك تو اس صورت ''معدوم'' معرض وجود میں آنے کے بعد روایت کرسکتا ہے۔

لیکن راجح اور درست مؤقف کے مطابق روایت نہیں کرسکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجازت معلق بہ مشیت غیر:

ایسے ہی اگر محدث موجود یا معدوم کو کسی غیر کی مشیت کے ساتھ معلق کر کے اجازت دے مثلاً یوں کہے کہ: أجزت لك ان شاء فلان یا أجزت لمن شاء فلان۔

صحیح قول کے مطابق یہ بھی درست نہیں ہے۔

البتہ خطیب بغدادی نے اجازت مجہول کے علاوہ تمام اقسام میں روایت کرنا جائز قرار دیا ہے اور اس کی تائید کے لیے اپنے مشائخ کے چند اقوال بھی ذکر کیے ہیں۔

متقدمین میں سے ابوبکر بن داوٗد، ابوعبداللہ بن أبی مندہ نے معدوم کی روایت کے لیے اجازت کو درست قرار دیا ہے۔

اور ابوبکر بن ابی خیثمہ نے معلق بہ مشیت غیر کو روایت کرنے کی اجازت دی ہے۔

اور اجازت عامہ میں روایت کرنے کو محدثین کی ایک کثیر جماعت نے جائز قرار دیا ہے، بلکہ بعض حفاظ نے ان لوگوں کے کثرت کی وجہ سے ان کے نام حروفِ تہجی کی ترتیب سے جمع بھی کیے ہیں۔

لیکن حافظ ابن الصلاح نے اس توسیع کو ناپسند کیا ہے، کیونکہ اجازت خاصہ معینہ بغیر سماع کے اس کی صحت میں متقدمین کے ہاں شدید اختلاف پایا جاتا ہے اگرچہ متأخرین کے ہاں اس کا اعتبار کیا جاتا ہے تو جب کسی خاص حدیث کا یہ عالم ہے تو پھر وصیت، اعلام، وجادہ اور اجازت میں کیسے درست ہوسکتا ہے؟

یہ تو مزید اس کو کمزور کر دیں گے۔

لیکن پھر بھی کسی حدیث کو معضل یا منقطع بیان کرنے سے اس قسم کی اجازت بہر حال بہتر ہوگی۔

یہاں تک ادائیگی حدیث کے الفاظ کی اقسام کی بحث ختم ہوا چاہتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متفق ومفترق:

اگر راویوں کے نام ایک جیسے ہوں یا پھر مزید ان کے باپوں کے نام بھی ایک جیسے ہوں، یا اس سے بھی اوپر یعنی ان کے دادا بھی ہم نام ہوں لیکن ان کی شخصیات مختلف ہوں خواہ اس طرح کے راوی دو ہوں یا اس سے بھی زائد۔

اور اگر دو یا دو سے زائد راوی کنیت اور نسبت میں ایک جیسے ہوں۔

تو ایسی تمام صورتوں کو ''متفق ومفترق'' کہا جاتا ہے۔

معرفت کا فائدہ:

اس کی پہچان کا فائدہ یہ ہے کہ دو مختلف اشخاص کو ایک شخص سمجھنے کی غلطی نہ لگے۔

اور خطیب بغدادی نے اس فن میں بڑی جامع کتاب تصنیف کی ہے اور اس نے اسے ملخص کر کے مزید اضافہ بھی شامل کیے ہیں۔

اور یہ نوع (متفق ومفترق) مہمل کے برعکس ہے، کیونکہ مہمل میں کثرت صفات سے کثرت اشخاص کا وہم ہوتا ہے اور اس میں یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں دو مختلف اشخاص کو ایک نہ سمجھ لیا جائے۔

مؤتلف ومختلف:

اگر نام لکھنے میں ایک جیسے ہوں اور بولنے میں مختلف ہوں خواہ اختلاف نقطوں کی وجہ سے ہو یا حروف کی وجہ سے جیسے یحیٰی ونجی اور شریح وسریج تو اس کو اصطلاح محدثین میں مؤتلف ومختلف کہتے ہیں۔

معرفت:

اس فن کی پہچان بڑی اہم ہے، امام ابن المدینی فرماتے ہیں سب سے زیادہ سخت اور مشکل تصحیف اسماء میں واقع ہوتی ہے۔

اور بعض محدثین نے اس کے مشکل ہونے کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ اس میں نہ تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیاس کو دخل ہے اور نہ ہی سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے ابو احمد عسکری نے اس پر ایک کتاب لکھی ہے لیکن پھر اس کو اپنی کتاب ''کتاب التصحیف'' میں ضم کر دیا ہے۔

پھر عبدالغنی بن سعید نے اس کو دو الگ الگ حصوں میں کیا ایک حصہ میں ''مشتبہ الاسماء'' راوی بیان کیے اور دوسرے حصہ میں ''مشتبہ النسبہ'' بیان کیے۔

پھر ان کے شیخ امام دارقطنی نے اس پر ضخیم کتاب تصنیف کی۔

اور خطیب بغدادی نے اس کا تکملہ لکھا۔

پھر اس سارے مواد کو ابو نصر بن ماکولا نے اپنی کتاب ''اکمال'' میں جمع کیا اور پھر مزید ایک اور کتاب میں گزشتہ محدثین سے جو کوتاہیاں ہوئی تھیں ان کو جمع کیا اور ان کے اوہام کو بھی واضح کیا اور یہ کتاب واقعی اس فن میں بڑی جامع اور بعد میں آنے والے محدثین کے لیے بڑی عمدہ ہے، پھر امام ابوبکر بن نقطہ نے جو ابو نصر کی کتاب میں باتیں چھوٹ گئی تھیں یا جو حالات بعد میں پیدا ہوئے ایک مبسوط کتاب تالیف کر کے ان کمیوں کو دور کر دیا۔

پھر منصور بن مسلم نے ایک مختصر کتاب کی شکل میں اس پر تکملہ لکھا۔

اور ایسے ہی ابو حامد الصابونی نے بھی اضافہ کیا۔

اور امام ذہبیؒ نے اس موضوع پر ایک بہت ہی مختصر کتاب لکھی جس میں صرف اعرابی اعلامات ثبت کرنے پر اکتفا کیا۔

رسم الخط اور تحریر کی وجہ سے یہ کتاب بجائے فائدہ کے غلطیوں کا پلندہ بن گئی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی توضیح کی توفیق عطا فرمائی، تو میں نے اپنی کتاب ''تبصیر المنتبہ بتحریر المشتبہ'' میں نہایت عمدہ طرز سے اس کی وضاحت کی اور اسماء کے حرکات وسکنات کو اعرابی علامات کے بجائے حروف میں منضبط کیا اور امام ذہبی نے جن امور کو نظر انداز کر دیا تھا یا جن پر ان کی اطلاع نہ تھی ان کو شائستہ پیرائے میں جمع کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متشابہ:

اگر راویوں کے نام رسم الخط اور بولنے میں ہم نام ہوں اور آباء کے نام بولنے میں مختلف ہوں لیکن رسم الخط میں وہ بھی ہم شکل ہوں جیسے محمد بن عَقیل ع کے فتحہ کے ساتھ اور محمد عُقیل ع کے ضمہ کے ساتھ، پہلا نیسابوری ہے اور دوسرا فریابی۔

یہ دونوں راوی مشہور بھی ہیں اور ان کا طبقہ بھی قریب قریب کا ہے یا اس کے برعکس ہو کہ راویوں کے نام بولنے کے لحاظ سے مختلف اور رسم الخط میں ہم شکل ہوں اور راویوں کے آباء کے نام رسم الخط اور بولنے میں ایک جیسے ہوں تو ایسی صورت میں ایسی نوع کو متشابہ کہتے ہیں۔

جیسے شُریح بن نعمان اور سریج بن نعمان پہلا نام ش نقطوں والی اور ح خالی کے ساتھ ہے اور وہ تابعی ہیں جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور دوسرا نام س خالی اور ج کے ساتھ ہے اور یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ سے ہیں۔

اور ایسے ہی دونوں راوی ہم نام ہوں اور ان کے آباء کے نام بھی ایک جیسے ہوں مگر ان کی نسبتیں رسم الخط میں ایک جیسی اور تلفظ میں حرکات کی وجہ سے مختلف ہوں تو وہ بھی متشابہ کی انواع سے ہی ہے۔

تو خطیب بغدادی نے اس کے متعلق ایک بڑی عمدہ اور جلیل کتاب لکھی ہے جس کا نام ''تلخیص المتشابہ'' رکھا ہے، پھر اس کتاب کی تلافیوں کو دور کرنے کے لیے ایک تکملہ لکھا ہے اور یہ کتاب کثیر الفوائد ہے۔

تنبیہ:

متشابہ اور اس سے قبل جو انواع (متفق ومفترق، مؤتلف ومختلف) وغیرہ ان تینوں قسموں میں امتزاج پیدا ہوتا ہے راوی کے نام میں اور راوی کے آباء کے نام میں، سوائے ایک حرف یا دو حرفوں کے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر اس کی دو قسمیں بنتی ہیں۔

پہلی قسم:

1۔ پہلی صورت:

دو اسموں میں رسم الخط کے اعتبار سے اختلاف ہو لیکن حروف کی تعداد دونوں میں برابر ہو۔

www.kitabosunnat.com

2۔ دوسری صورت:

یا شکل میں اختلاف کے ساتھ ساتھ بعض اسماء میں حروف کے اعتبار سے کچھ کمی ہو۔

پہلی صورت کی مثالیں:

1۔ محمد بن سنان سین کے کسرہ کے ساتھ اور دونون اور ان کے بیچ میں الف کے ساتھ۔ اس نام کے بہت سے راوی ہیں اور ان میں ایک نام محمد بن سنان عوفی ہے جو کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد ہیں۔

محمد بن سیار سین خالی کے فتحہ کے ساتھ اور ی نقطوں والی کی تشدید کے ساتھ اور الف کے بعد را ہے تو اس نام کے بھی بہت سے راوی ہیں۔ ان میں سے ایک محمد بن سیار یمامی ہیں جو عمر بن یونس کے استاد ہیں۔

2۔ محمد بن حنین حا مہملہ کے ضمہ کے ساتھ اور دو نون اور پہلا نون مفتوح اور دوسرا مکسور اور ان کے بیچ ی نقطوں والی ہے۔

یہ تابعی ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

محمد بن جُبیر جیم کے ضمہ کے ساتھ اس کے بعد با ایک نقطہ والی ہے اور آخر میں را ہے، تو یہ محمد بن جبیر بن مطعم مشہور تابعی ہیں۔ اور ایسے ہی معرف بن واصل ایک مشہور کوفی ہیں اور مطرف بن واصل طاء کے ساتھ عین کے بدلے، ان سے ابو حذیفہ نہدی روایت کرتے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایسے ہی احمد بن حُسین جو ابراہیم بن سعد وغیرہ کے ساتھی ہیں اور اُحید بن حسین میم کے بدلے اس میں ی نقطوں والی آتی ہے یہ بخاری شہر کا رہنے والا ہے اس سے عبداللہ بن محمد بن کندی نے روایت کی ہے۔

حفص بن میسرۃ بخاریؒ کا رہنے والا اور امام مالک رحمہ اللہ کے طبقہ سے ہیں جعفر بن میسرہ مشہور شیخ ہیں اور عبیداللہ بن موسیٰ کوفی کے استاد ہیں، پہلا نام حا کے ساتھ ہے جب کہ دوسرا جیم کے ساتھ ہے۔

دوسری صورت کی مثالیں:

عبداللہ بن زید اس نام کے راوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی بہت سے ہیں۔

عبداللہ بن زید انصاری صحابی ہیں جو اذان والی حدیث کے راوی ہیں اور دوسرے عبداللہ بن زید بھی انصاری صحابی ہیں جو وضو کی حدیث ذکر کرتے ہیں۔

پہلے راوی کے دادا کا نام عبدربہ ہے جب کہ دوسرے کے دادا کا نام عاصم ہے۔

عبداللہ بن یزید راوی کے باپ کے نام میں یا اور زا مکسورہ کے اضافے کے ساتھ۔

اس نام کی بھی راویوں کی ایک جماعت ہے ان میں ایک عبداللہ بن یزید خطمی ہیں۔ ان کی کنیت ابوموسیٰ ہے اور صحابی ہیں اور بخاری و مسلم میں ان کی احادیث ہیں۔

اور حدیث عائشہ میں جس قاری کا ذکر ہوا ہے بعض نے یہ سمجھا ہے کہ شاید وہ قاری یہی خطمی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

عبداللہ بن یحییٰ اس نام کے بہت سے راوی ہیں۔

اور عبداللہ بن نُجَیّ نون کے ضمہ اور جیم کے فتحہ اور ی مشدد کے ساتھ معروف تابعی ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

دوسری قسم:

راویوں کے نام رسم الخط اور تلفظ میں ایک جیسے ہیں لیکن اختلاف اور اشتباہ تقدیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وتاخیر کے اعتبار سے ہے۔

جیسے اسود بن یزید اور یزید بن اسود۔

ایسے ہی عبداللہ بن یزید اور یزید بن عبداللہ۔

اس میں پورے کے پورے نام میں تقدیم وتاخیر ہے۔

بسا اوقات ایک نام کے کچھ حروف میں تقدیم وتاخیر سے اشتباہ پیدا ہوتا ہے جیسے ایوب بن سیار اور ایوب بن یسار پہلا راوی مدنی اور مشہور ہے جب کہ دوسرا اتنا قوی بھی نہیں اور مجہول بھی ہے۔

خاتمہ:

اس میں راویوں کے طبقات، تاریخ پیدائش ووفات اور راویوں کے وطن، جرح وتعدیل اور مراتب وغیرہ ذکر ہوں گے۔

فن حدیث میں محدثین کے نزدیک راویوں کے طبقات کی معرفت بہت اہمیت کی حامل ہے۔

طبقات کی معرفت کا فائدہ:

طبقات کی معرفت سے اشتباہ کا اندیشہ ختم ہو جاتا ہے، تدلیس کی وضاحت اور معنعن روایت کی حقیقت پر اطلاع ہو جاتی ہے۔

طبقہ کی تعریف:

"راویوں کی وہ جماعت جو عمر میں اور مشائخ سے روایت لینے میں ہم عصر ہوں"۔

اور کبھی ایک ہی شخص دو مختلف حیثیتوں سے دو مختلف طبقوں میں شمار ہوتا ہے جیسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں، شرف صحبت کی وجہ سے اکابر صحابہ عشرہ مبشرہ کے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں اور اگر کم عمری کا اعتبار کیا جائے تو بعد والے طبقہ میں بھی شمار ہوتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طبقات صحابہ رضی اللہ عنہم:

پس جس نے شرفِ صحبت کا اعتبار کیا ہے اس نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایک ہی طبقہ بنا دیا ہے، جیسا کہ ابن حبان وغیرہ نے کیا ہے۔

اور جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کچھ زائد چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھا ہے، مثلاً سابقیت اسلام، کثرت رفاقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، غزوات، ہجرت وغیرہ جیسے فضائل کے حامل صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعدد طبقات بنائے ہیں۔

چنانچہ ابو عبداللہ محمد بن سعد البغدادی نے انہی چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے طبقات کی ترتیب دی ہے۔

اور اسی وجہ سے طبقات ابن سعد تمام طبقات کی کتب میں نمایاں اور منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔

طبقات تابعین:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والے خدام حدیث وہ تابعین عظام کی ہستیاں ہیں پس جس نے تابعی کو صحابی سے روایت کرنے کی نظر سے دیکھا ہے اس نے تمام تابعین یعنی ہر چھوٹے بڑے کو ایک ہی طبقہ بنا دیا ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک ہی طبقہ بنایا تھا، یہ طرزِ عمل امام ابن حبان کا ہے اور جس نے قلت اور کثرت ملاقات کا اعتبار کیا ہے اس نے تابعین کے بھی متعدد طبقات قائم کیے ہیں تو یہ طرز عمل محمد بن سعد بغدادی کا ہے ہر ایک مصنف کی اپنی اپنی توجیہ ہے۔

معرفت پیدائش ووفات:

راویوں کی پیدائش اور تاریخ وفات کی پہچان بھی بہت اہم ہے، کیونکہ اس کی پہچان سے راوی اور شیخ کی ملاقات کا اندازہ ہو جاتا ہے اور غلط دعویداروں کی نشان دہی بھی ہو جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معرفت اوطان:

راویوں کے شہروں اور وطنوں کی پہچان بھی بہت ضروری ہے۔

فائدہ:

جن راویوں کے نام ایک جیسے ہونے کی وجہ سے اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے وطن کی نسبت سے یہ مشکل دور ہو جاتی ہے۔

جرح وتعدیل کی معرفت:

جرح وتعدیل کے حوالہ سے راویوں کے احوال جاننا بھی بہت لازمی ہے۔

فائدہ:

کیونکہ راوی یا تو مشہور العدالۃ ہوگا۔

یا پھر اس کا فاسق ہونا مشہور ہوگا۔

یا پھر کسی بھی وصف سے مشہور نہ ہوگا۔

تو اس کی روایت پر حکم لگانے کے لیے اس کے احوال سے آگاہ ہونا لازمی ہے ورنہ اس کی روایت کے مقبول ومردود ہونے کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

جرح وتعدیل کے مراتب:

جرح وتعدیل کی پہچان کے بعد ان کے مراتب کی بھی پہچان بہت ضروری ہے کیونکہ اہل علم بسا اوقات کسی راوی پر جرح اس انداز کی کرتے ہیں جس سے اس کی روایت کلی طور پر مردود ہونے کا باعث نہیں بنتی، اور اس کی توجیہات ہم بیان کر چکے ہیں اور ہم نے جرح وتعدیل کے دس مراتب بنائے ہیں جن کی تفصیل گزر چکی ہے جب کہ یہاں مقصد صرف الفاظ کا ذکر کرنا ہے جو محدثین کی اصطلاح میں ان مراتب پر بولے جاتے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جرح کے مراتب:

1۔ جرح شدید:

سب سے زیادہ سخت الفاظ وہ ہیں جو مبالغہ پر دلالت کرتے ہیں اور سب سے زیادہ سخت لفظ اسم تفضیل کا ہے جو تقابلی مبالغہ پر دلالت کرتا ہے، مثلاً:

أكذب الناس لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹا۔

اليه المنتهي في الوضع اس پر جھوٹ کا بولنا بس ہے۔

ركن الكذب جھوٹ کا رکن ہے۔

اس کے بعد:

دَجَّالٌ۔ وَضَّاعٌ۔ كَذَّابٌ کے الفاظ ہیں۔

ان الفاظ میں بھی اگرچہ مبالغہ کی قسم پائی جا رہی ہے لیکن ان کا درجہ پہلے الفاظ سے کچھ کمتر ہے۔

2۔ جرح خفیف:

یعنی یہ الفاظ بھی جرح پر دلالت کرتے ہیں لیکن خفیف ہیں:

فُلانٌ لَيِّنٌ۔ سيئ الحفظ۔ فيه أدنى مقالٌ۔

جرح شدید اور خفیف کے درمیان لازمی طور پر مرتبہ ہے جو کسی پر مخفی نہیں کیونکہ پہلی قسم میں شدید جرح ہے اور دوسری میں خفیف ہے۔

3۔ اوسط جرح:

متروك۔ ساقط۔ فاحش الغلط۔ منكر الحديث۔

ان الفاظ کے معانی میں جرح خفیف والے الفاظ سے شدت کہیں زیادہ پائی جا رہی ہے تو جس طرح جرح کے مراتب ہیں ایسے ہی تعدیل کے مراتب بھی ہیں ان کی پہچان بھی لازمی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مراتب تعدیل:

1۔ اعلیٰ تعدیل:

الفاظ تعدیل میں سے اعلیٰ وہ الفاظ ہیں جو مبالغہ آمیز ہوں اور سب سے زیادہ نمائندگی کرنے والے الفاظ اسم تفضیل کے ہیں مثلاً:

أوثق الناس۔ لوگوں میں سب سے زیادہ ثقہ۔

هو أثبت الناس۔ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ ثابت ہے۔

إليه المنتهي فى التثبت۔ ثبت کی انتہا اسی کی طرف ہے۔

اوسط تعدیل:

پھر وہ الفاظ جو ایک ایسی صفت یا صفات سے مؤکد ہوں جو تعدیل پر دلالت کرنے والے ہوں، مثلاً:

هو ثقةٌ ثقةٌ۔ هُو ثَبتٌ ثَبتٌ۔ هو ثِقَةٌ حافِظٌ۔ هُوَ عَدلٌ ضابِطٌ۔

اُدنیٰ تعدیل:

مراتب تعدیل میں ادنیٰ درجہ کی تعدیل کے لیے جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں وہ خفیف جرح کے قریب قریب ہوتے ہیں، مثلاً:

هو شيخٌ۔ يُروى حديثه۔ يعتبر به۔

اس جیسے الفاظ ان تین مرتبوں کے بیچ میں بھی کئی مراتب ہیں جو کہ اہل علم پر مخفی نہیں ہیں۔

تزکیہ:

''کسی کی اہلیت کے بارے میں مستند ہستی کا تصدیق کرنا''۔

اقسام:

1۔ تزکیہ تعدیل:

کسی راوی کی عدالت وضبط کے لحاظ سے تصدیق کرنا کہ راوی ہر اس عیب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاک ہے جو اس کی عدالت میں خلل کا باعث ہو سکتا ہے۔

2۔ تزکیہ شہادت:

کسی شخص کی تصدیق کرنا کہ وہ شہادت دینے کے قابل ہے اور اس میں کوئی ایسا عیب نہیں ہے جس کی بنا پر اس کی شہادت رد کی جائے۔

شرائط تزکیہ:

1۔ تزکیہ تعدیل جاری کرنے والا اسباب تزکیہ کو اچھی طرح جاننے والا ہو، لہٰذا ایسا شخص جس کا تجربہ وسیع نہیں ہے اور ظاہری بود و نمائش کو دیکھ کر متاثر ہو کر تزکیہ جاری کر دے ایسا تزکیہ قابل قبول نہ ہوگا۔

2۔ تزکیہ تعدیل میں ایک امام کا فیصلہ بھی قبول کیا جائے گا۔

3۔ تزکیہ شہادت کے لیے کم از کم دو اشخاص کا ہونا ضروری ہے۔

تزکیہ تعدیل اور شہادت میں فرق:

بعض اہل علم نے تزکیہ تعدیل کو شہادت پر قیاس کرتے ہوئے اس کے لیے بھی دو اشخاص کی شرط لگائی ہے، جب کہ ان میں فرق ہے کیونکہ تزکیہ تعدیل حکم کی جگہ پر ہے تو اس میں عدد کی شرط نہیں جب کہ شہادت میں جس کے بارے میں گواہی دی جاتی ہے اس کی صفائی کی شہادت ہوتی ہے تو اس کے لیے دو شاہد ہوتے ہیں۔

لہٰذا تزکیہ تعدیل اور شہادت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔

اعتراض:

جب محدث اپنی ذاتی رائے سے کسی کی تعدیل کا فیصلہ کرتا ہے تو اس میں اس اکیلے کا فیصلہ قبول ہوتا ہے۔

اور جب کسی اور محدث سے کسی راوی کی تعدیل نقل کرتا ہے تو اس میں کیوں شرط لگائی ہے کہ تعدیل کی خبر دینے والے دو ہوں، یہ فرق کیوں ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا تبصرہ:

تعدیل کی خبر نقل کرنے میں اگرچہ اس میں علماء کا اختلاف موجود ہے کہ کچھ کی رائے کہ دو کا ہونا لازمی ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ کسی بات کو نقل کرنے کے لیے راویوں کی تعداد کی شرط نہیں ہے جب اصل میں شرط نہیں ہے تو پھر فرع یعنی اس نقل کی خبر کے لیے شرط کیسے ہوسکتی ہے، واللہ اعلم۔

جرح وتعدیل کو قبول کرنے کا ضابطہ:

جرح وتعدیل ہمیشہ عادل اور بیدار مغز امام کی قبول ہوگی اور جو شخص معمولی کوتاہی پر کسی کی حدیث پر مردود ہونے کا حکم لگا دے یا سرسری سا جائزہ لے کر اس کی توثیق کا فیصلہ کردے ایسے شخص کی جرح وتعدیل کی کوئی اہمیت نہ ہوگی۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کا تبصرہ:

امام ذہبی رحمہ اللہ جو نقد رجال کے فن میں بلند پایہ محدث اور ماہر، تجربہ کار، انتہائی زیرک اور محتاط ہیں فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دو امام کسی ضعیف راوی کی توثیق یا ثقہ کی تضعیف پر جمع ہوئے ہوں۔

امام نسائی رحمہ اللہ کا فیصلہ:

تب تک کسی راوی کی حدیث کو ترک نہیں کیا جائے گا جب تک تمام محدثین کا اس کی حدیث ترک کرنے پر اتفاق نہ ہو۔

جرح وتعدیل میں گفتگو کرنے والے کو تساہل (سستی) سے کام لینے سے ڈرنا چاہیے، کیونکہ اگر اس نے ثبوت کے بغیر کسی کی تصدیق کر دی تو گویا اس نے غیر ثابت شدہ چیز کو ثابت شدہ کا حکم دے دیا اور جھوٹی کہانی کو حدیث رسول کا مقام دے دیا ہے۔

اور اسی طرح اگر بغیر احتیاط کے کسی راوی کو مجروح قرار دے دیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک پاک باز مسلمان پر اس نے الزام عائد کیا ہے، حالانکہ وہ اس سے بری تھا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس پر اس نے ایک ایسا دھبہ لگا دیا ہے جو ہمیشہ اس کے لیے بدنامی کا باعث رہے گا۔

جرح وتعدیل میں غیر منصفانہ فیصلوں کے اسباب:

یہ غیر منصفانہ فیصلے عام طور پر بری خواہش اور فاسد نیت کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں، جب کہ متقدمین اس بری روش سے محفوظ تھے اور کبھی یہ غلط فیصلے عقائد میں اختلاف کی وجہ سے ہوتے ہیں جو کہ ہر دور میں ہوتے رہتے ہیں۔

لیکن اس بنا پر جرح کرنا کسی لحاظ سے بھی مناسب نہیں ہے۔

اور ہم "روایت مبتدع" کی بحث میں مفصل روشنی ڈال چکے ہیں۔

متعارض جرح وتعدیل میں ترجیح کس کو ہوگی؟

اصولیوں کی ایک جماعت نے مطلق طور پر جرح کو تعدیل پر مقدم کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا تبصرہ:

یہ تب ہوگی کہ اگر جرح مفسر ہو اور ایسے امام سے صادر ہو جو اسباب جرح سے خوب واقف ہو، کیونکہ اگر جرح غیر مفسر ہو تو عادل راوی کی عدالت کے لیے وہ مُضر نہ ہوگی۔

اور ایسے ہی اگر جرح کسی ایسے شخص سے صادر ہوئی ہے جو اسباب جرح پر دسترس نہیں رکھتا تو تب بھی اس جرح کی کوئی حیثیت نہ ہوگی ہاں اگر مجروح راوی تعدیل سے خالی ہے تو اس میں جرح غیر مفسر قبول کی جائے گی بشرطیکہ وہ ایسے امام سے صادر ہو جو اسباب جرح سے اچھی طرح واقف ہے۔

کیونکہ جب اس راوی میں تعدیل والی صفت نہیں پائی جا رہی تو وہ مجہول کے زمرے میں ہی آئے گا، تو اس صورت میں جارح کی بات پر عمل کرنا اہمال (رد کرنے) سے بہتر اور اولیٰ ہے۔

جب کہ امام ابن الصلاح نے ایسی صورت میں توقف کی راہ اختیار کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معرفت کُنیت:

وہ راوی جو اپنے اسماء سے مشہور ہیں لیکن ان کی کنیتیں بھی ہیں، لہٰذا ان کنیتوں کی معرفت بھی لازمی ہے، کیونکہ بسا اوقات کسی روایت میں نام کی بجائے کنیت کا ذکر ہوتا ہے اور اگر اس کے بارے میں علم نہ ہو تو پھر یہ وہم ہوتا ہے کہ شاید یہ شخص کوئی اور ہے۔

کنیت سے مشہور راویوں کے اسماء کی معرفت:

یہ پہلی قسم کے برعکس ہے یعنی ایسے راویوں کے نام کی معرفت جو اپنی کنیتوں کے ساتھ تو عوام الناس میں معروف ہیں لیکن اسماء کے حوالہ سے غیر معروف ہیں۔

جس کا نام اور کنیت ایک ہی ہے اس کی معرفت:

ایسے راوی بہت کم ہیں جن کے نام اور کنیت ایک ہی ہیں۔

جن کی کنیت میں اختلاف ہے ان کی معرفت:

جن راویوں کی کنیتوں میں اختلاف ہے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

جس کی کنیت ایک سے زائد ہو اس کی پہچان:

جیسے راوی ابن جریج ہے اس کی دو کنیتیں ہیں ایک ابوالولید اور دوسری ابو خالد۔

یا بسا اوقات راوی کے اوصاف اور القاب بھی زیادہ ہوتے ہیں جن سے وہ مشہور ہو جاتا ہے۔

جس راوی کی کنیت اس کے باپ کا نام ہو اس کی پہچان:

جیسے ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق المدنی تبع تابعی ہیں۔

فائدہ:

اس کی پہچان کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس غلطی کی نفی ہو جائے جس نے اس راوی کی نسبت اس کے باپ کی طرف کی ہے، مثلاً کہا حدثنا ابن اسحاق تو اس میں تصحیف کی طرف نسبت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب کہ درست حدثنا أبو اسحاق ہے۔

یا اس کے برعکس اسحاق بن أبی اسحاق السبیعی یعنی راوی کا نام اس کے باپ کی کنیت ہے۔

یا بسا اوقات راوی اور اس کی بیوی کی کنیت ایک ہی ہوتی ہے جیسے ابو ایوب اور ام ایوب یہ دونوں مشہور صحابہ میں سے ہیں۔

راوی کے شیخ اور باپ کا ہم نام ہونا:

جیسے ربیع بن أنس عن أنس اکثرت روایات میں سند ایسے ہی آتی ہے اور عام گمان یہی ہوتا ہے کہ امام ربیع اپنے باپ انس سے روایت کر رہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

اور ایسے ہی صحیح بخاری میں سند ہے عن عامر بن سعد عن سعد۔

تو یہاں سعد حضرت عامر کے باپ بھی ہیں اور استاد بھی ہیں۔

اور جب کہ پچھلی سند میں انس ربیع کے استاد ہیں باپ نہیں۔

کیونکہ ربیع کے باپ انس بکری ہیں جب کہ ربیع کے استاد انس وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں اور مذکورہ ربیع ان کی اولاد سے نہیں ہے۔

غیر باپ کی طرف منسوب راوی کی پہچان:

جیسے مقداد بن اُسود ان کی نسبت اسود زہری کی طرف ہے، کیونکہ انھوں نے مقداد کو متبنیٰ بنایا تھا اور حقیقت میں مقداد کے باپ کا نام عمرو ہے۔

راوی کی ماں کی طرف نسبت:

جیسا کہ ابن علیہ راوی ہے، جب کہ اس کا نام اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم ہے اور یہ ثقہ راوی ہے اور ''عُلَیّہ'' اس کی ماں کا نام ہے اور یہ راوی ماں کی طرف نسبت سے ہی مشہور ہو گیا ہے اور یہ راوی ماں کی طرف نسبت کرنے کو پسند نہیں کرتا تھا، اسی لیے امام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شافعی رحمہ اللہ جب اس سے روایت کرتے تو یوں فرماتے:

أخبرنا اسماعیل (جس کو ابن علیہ سے پکارا جاتا ہے)۔

راوی کی نسبت خلاف واقع ہو:

جیسے ایک راوی کو "حذّا" (جفت ساز) کہا جاتا ہے، حالانکہ نہ وہ بناتا ہے اور نہ ہی بیچتا ہے بلکہ حذّاؤں کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے وہ "حذّا" کے نام سے معروف ہوگیا۔

ایسے ہی سلیمان التیمی یہ بنو تمیم قبیلہ کے فرد نہیں، بلکہ ان کے ساتھ مراسم کی وجہ سے اسے تیمی پکارا جاتا ہے۔

ایسے ہی جس راوی کی نسبت دادا کی طرف ہو اس میں اشتباہ کا اندیشہ ہوتا ہے مثلاً محمد بن بشر یہ ثقہ راوی ہے، جب کہ محمد بن سائب بن بشر ضعیف راوی ہے اگر دوسرے راوی کی نسبت دادا کی طرف کردی جائے تو پہلے راوی کے ساتھ اشتباہ ہو جائے گا۔

جس راوی کا نام اپنے باپ دادا جیسا ہو اس کی پہچان:

مثلاً حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب اور بسا اوقات یہ سلسلہ طویل بھی ہو جاتا ہے اور تب اس کا تعلق مسلسل کی فروع سے ہوتا ہے اور کبھی کبھی راوی اپنے دادا کے ہم نام ہوتا ہے اور اس کا باپ بھی اپنے دادا کے ہم نام ہوتا ہے مثلاً أبو الیمن الکندی اس کا سلسلہ نسب یوں ہے:

زید بن حسن بن زید بن حسن بن زید بن حسن۔

راوی کا اپنے استاد اور استاد الاستاد کے ہم نام ہونا:

جیسے عمران بن عمران عن عمران۔

پہلا عمران القصیر ہے۔ (راوی)

دوسرا: ابو رجاء عمران عطاردی ہے۔ (راوی کا استاد)

تیسرا: عمران بن حصین صحابی ہے (استاد الاستاد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسے ہی سلیمان عن سلیمان عن سلیمان۔

پہلا: سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی ہے (راوی)

دوسرا: سلیمان بن احمد الواسطی ہے۔ (راوی کا استاد)

تیسرا: سلیمان بن عبدالرحمٰن الدمشقی المعروف ابن بنت سرحبیل ہے۔

اور کبھی کبھی راوی اور شیخ دونوں اپنے نام اور ولدیت میں متفق ہوتے ہیں اور کنیت ونسبت میں متفرق ہوتے ہیں، جیسے:

اَبو العلاء الہمدانی عطاء مشہور ہیں روایت کرنے میں ابوعلی اصبہانی الحداد سے۔

ان دونوں کی کنیتوں اور نسبتوں میں فرق ہے، جب کہ دونوں راویوں کا نام اور ولدیت بالکل ایک جیسی ہے۔

حسن بن احمد بن حسن بن احمد بن حسن بن احمد۔

ابوموسیٰ مدینی نے اس پر ایک ضخیم کتاب تصنیف کی ہے۔

جس راوی کا شاگرد اور شیخ ہم نام ہو اس کی پہچان:

یہ لطیف نوع ہے اور امام ابن الصلاح نے اس کے بارے میں بحث نہیں کی۔

فائدہ:

جس راوی کے بارے میں تکرار یا تبدیلی کا اندیشہ ہو اس کی معرفت سے وہ دور ہو جاتا ہے۔

مثالیں:

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد کا نام مسلم اور شاگرد کا نام بھی مسلم ہے۔

استاد کا مکمل نام: مسلم بن ابراہیم الفراہیدی بصری ہے۔

شاگرد کا مکمل نام: مسلم بن حجاج قشیری ہے جو کہ صحیح مسلم کے مصنف ہیں۔

ایسے ہی عبد بن حمید کے استاد کا نام مسلم بن ابراہیم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ان کے شاگرد کا نام مسلم بن حجاج ہے۔

صحیح مسلم میں اسی سند کے ساتھ بعینہٖ روایت ہے۔

(مثلاً حدثنا عبد بن حمید عن مسلم)

ایسے ہی یحییٰ بن ابی کثیر کے استاد کا نام ہشام اور شاگرد کا نام بھی ہشام ہی ہے۔

استاد کا مکمل نام: ہشام بن عروہ ہے اور یحییٰ کے ساتھیوں سے ہیں۔

شاگرد کا مکمل نام: ہشام بن عبداللہ الدستوائی ہے۔

ایسے ہی ابن جریج کے استاد کا نام ہشام اور شاگرد کا بھی نام ہشام ہے۔

استاد کا مکمل نام: ہشام بن عروہ ہے۔

شاگرد کا مکمل نام: ہشام بن یوسف صنعانی ہے۔

ایسے ہی حکم بن عتیبہ ان کے استاد کا نام ابن ابی لیلیٰ اور شاگرد کا نام بھی ابن ابی لیلیٰ ہے۔

استاد کا مکمل نام: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہے۔

شاگرد کا مکمل نام: محمد بن عبدالرحمٰن بن اُبی لیلیٰ ہے۔

اس کی دیگر مثالیں بھی بہت زیادہ ہیں۔

اسماءِ مجرّدہ کی معرفت:

جس راوی کے نام کے ساتھ سابقہ لاحقہ یعنی کنیت اور نسبت وغیرہ نہ ہو ان کو جمع کرنے والے اہل علم کی ایک جماعت ہے۔

پہلا گروہ جنھوں نے بغیر کسی تمیز کے جمع کیا ہے:

امام ابن سعد نے طبقات میں۔

ابن ابی خیثمہ اور امام بخاری نے اپنی اپنی تاریخ کی کتاب میں۔

اور ابن ابی حاتم نے جرح وتعدیل میں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا گروہ جنھوں نے ثقات کو الگ سے جمع کیا ہے:

امام عجلی، ابن حبان اور ابن شاہین۔

تیسرا گروہ جنھوں نے مجروحین کو الگ سے جمع کیا ہے:

ابن عدی، ابن حبان وغیرہ۔

چوتھا گروہ جنھوں نے مخصوص کتاب کے اسماء مجردہ پر کام کیا ہے:

امام اَبونصر کلاباذی نے صرف بخاری کے اسماء مجردہ کو جمع کیا ہے اور امام ابوبکر منجویہ نے صرف مسلم کے اسماء مجردہ کو جمع کیا ہے اور ابوالفضل بن طاہر نے بخاری و مسلم دونوں کے اسماء مجردہ کو جمع کیا ہے، اَبوعلی جبانی نے ابوداؤد کے رجال کے اسماء مجردہ کو جمع کیا ہے اور ترمذی ونسائی کے رجال کے اسمائے مجردّہ کو مغربی جماعت نے جمع کیا ہے اور صحاح ستہ (یعنی صحیحین، سنن اَبی داود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) کے رجال کے اسمائے مجردہ کو عبدالغنی المقدسی نے اپنی کتاب ''الکمال'' میں جمع کیا ہے۔

پھر امام مزی نے تہذیب الکمال میں ان کی کانٹ چھانٹ کی ہے پھر میں (حافظ ابن حجر) نے اس تہذیب الکمال کا خلاصہ کر کے اور ساتھ مزید کچھ چیزوں کا اضافہ کر کے جو کہ بقدر ثلث ہے اس کا نام ''تہذیب التہذیب'' رکھا ہے۔

اَسمائے مفردہ کی معرفت:

جس راوی کا کوئی دوسرا ہم نام نہ ہو اس کو اسم مفرد کہتے ہیں۔

حافظ ابوبکر احمد بن ہارون بردیجی نے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی ہے اور اس میں بہت ساری چیزوں کا تذکرہ کیا ہے لیکن کچھ پر تعاقب بھی ہوا ہے۔

تعاقب شدہ اشیاء:

1۔ صُغدی بن سنان ضعیف راوی ہے۔ صُغدی ص کے ضمہ کے ساتھ ہے لیکن انھوں نے ص کو سین مہملہ کے ساتھ بدل کر سغدی بولا ہے۔ اور پھر یہ نام مفرد نہیں ہے بلکہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نام کے اور راوی بھی ہیں اور ابن اَبی حاتم نے اس کو الجرح والتعدیل میں ذکر کیا ہے کہ صغدی کوفی کو ابن معین نے ثقہ قرار دیا ہے اور اس سے پہلے ایک اور راوی صغدی ہے جس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

اور تاریخ عقیلی میں صغدی بن عبداللہ حضرت قتادہ سے روایت کرتا ہے اس کے متعلق امام عقیلی نے فرمایا ہے: اس کی حدیث غیر محفوظ ہے۔

اور میرے خیال کے مطابق ابن اَبی حاتم نے اسی صغدی کا ذکر کیا ہے اور امام عقیلی نے صغدی کی حدیث صغدی کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک دوسرے راوی عنبسہ بن عبدالرحمٰن کی وجہ سے غیر محفوظ قرار دی ہے، واللہ اعلم۔

اسم مفرد کی دوسری مثال:

سندر سین مہملہ اور نون کے ساتھ جعفر کے وزن پر۔

یہ زنباع جذامی کا مولیٰ ہے یہ صحابی بھی ہے اور حدیث بھی روایت کرتا ہے اور ابو عبداللہ کی کنیت سے مشہور ہے اور یہ اسم فرد ہے اس نام کا دوسرا راوی ہمارے علم کے مطابق نہیں پایا گیا، لیکن ابو موسیٰ نے معرفۃ الصحابہ کے ذیل میں لکھا ہے کہ ابن مندہ کے بیان کردہ سندر کی کنیت ابو الاسود سندر ہے ابو عبداللہ سندر نہیں ہے، لیکن اس پر اس کا تعاقب ہوا ہے، کیونکہ ابن مندہ نے جس سندر کا ذکر کیا ہے یہ وہی ہے جو زنباع جذامی کا مولیٰ ہے۔

چنانچہ محمد بن ربیع جیزی نے مصر میں آباد ہونے والے صحابہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اس حدیث کو سُندر مولیٰ زنباع جذامی کے حوالہ سے ہی ذکر کیا ہے اور اس کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔

اور میں (حافظ ابن حجر) نے بھی صحابہ کے بارے میں جو کتاب لکھی ہے اس میں یہی تحریر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجرد ومفرد کنیتوں اور القاب کی معرفت:

بعض دفعہ راویوں کا لقب ہی نام ہوتا ہے جیسے سفینہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ۔

اور کبھی لقب بہ لفظ کنیت ہوتا ہے جیسے ابو تراب۔

اور بعض القاب کسی آفت کی وجہ سے مشہور ہو جاتے ہیں مثلاً اعمش واعرج وغیرہ۔

اور بعض القاب پیشے سے معروف ہو جاتے ہیں جیسے بزاز اور حداد وغیرہ۔

معرفت انساب:

نسبت کبھی قبائل کی طرف واقع ہوتی ہے اور متاخرین کی بہ نسبت متقدمین میں اس کا رجحان زیادہ پایا جاتا ہے۔

اور کبھی نسبت وطن کی طرف ہوتی ہے اور متقدمین کی بہ نسبت متاخرین میں اس کا رجحان زیادہ پایا جاتا ہے۔

اور وطن کا اطلاق عام ہے اس میں ملک، شہر، مزارعت، محلہ، ہمسائیگی وغیرہ سب کچھ آجاتا ہے۔

اور بعض دفعہ راویوں کو اپنے اپنے پیشہ اور صنعت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، جیسے درزی اور بردہ فروش۔

جس طرح راویوں کے نام میں اشتراک اور اشتباہ واقع ہوتا ہے اسی طرح ان کے انساب میں بھی ہو جاتا ہے۔

جیسے خالد بن مخلد اس کی اصل نسبت کوفی ہے، لیکن اسے قطوانی کہا جاتا ہے اور وہ اس نسبت کو ناپسند کرتا تھا۔

القاب اور انساب کی معرفت:

اس کی معرفت بھی بہت ضروری ہے، کیونکہ بعض دفعہ راوی کا لقب اور نسب خلاف ظاہر واقع ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موالی کی معرفت:

موالی کی پہچان بھی ضروری ہے اعلیٰ و اسفل دونوں کی۔

کیونکہ آزاد کردہ غلام کو بھی مولیٰ کہا جاتا ہے۔

اور جن دو شخصوں کے درمیان باہم دوستی کا معاہدہ ہو وہ بھی ایک دوسرے کے مولیٰ ہوتے ہیں۔

اور جو شخص کسی کے ہاتھ پر اسلام لایا ہو وہ بھی اس کا مولیٰ ہوتا ہے۔

اب ان تینوں پر لفظ ''مولیٰ'' کا اطلاق ہوتا ہے۔ بغیر کسی نص کے کسی کی تمیز نہیں ہو سکتی۔

بہن بھائیوں کی معرفت:

جن راویوں کا آپس میں بہن بھائی کا تعلق ہے ان کی معرفت بھی ضروری ہے۔

اور اس فن میں متقدمین میں سے امام علی بن مدینی نے ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔

آداب شیخ وتلمیذ:

شیخ اور طالب علم دونوں کی نیت میں اخلاص ہو، دنیاوی خواہشات اور مقاصد سے پاک ہوں اور حسن اخلاق کی خوبی سے مزین ہوں۔

شیخ کے متعلقہ ضروری نصیحتیں:

1...... بوقت ضرورت حدیث سنانے میں کسر نہ چھوڑے۔

2...... جس شہر یا علاقہ میں اس سے بڑا محدث ہو تکریماً وہاں روایت نہ کرے، بلکہ لوگوں کی اس کی طرف راہنمائی کرے۔

3...... راوی کی نیت اگر چہ فاسد ہی کیوں نہ ہو، لیکن پھر بھی اس کو سماع حدیث سے محروم نہ کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

4......طہارت کا اہتمام رکھے۔

5......باوقار طریقہ سے حدیث پاک کو روایت کرے۔

6......کھڑے ہو کر، جلدی سے یعنی عجلت میں اور رستے میں حدیث بیان نہ کرے ہاں اگر اضطراری کیفیت ہے تو پھر اس کی گنجائش ہے۔

7......کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے نسیان یا اختلاط کا اندیشہ ہو تو پھر حدیث روایت کرنے سے رُک جائے۔

8......اور جب مجلس املاء میں یعنی حدیث لکھواتے وقت ایک جم غفیر ہو تو مضبوط اور بیدار مغز مبلغ کا تعین کیا جائے۔

مبلغ:

جو محدث کی آواز بلند آواز سے سناتا ہو۔

شاگرد کے متعلق ضروری نصیحتیں:

1......شاگرد پر لازم ہے کہ وہ شیخ کی توقیر و تعظیم کرے۔

2......شیخ کو پریشان اور زچ نہ کرے۔

3......جو خود سنا ہے وہ دوسروں تک پہنچائے۔

4......حیا، تکبر اور نخوت کی وجہ سے حدیث کا استفادہ نہ چھوڑے۔

5......جو سنے اس کو لکھنے کا اہتمام کرے۔

6......لکھی ہوئی روایات کی حرکات و سکنات بذریعہ حروف ثبت کرے۔

7......اور لکھی ہوئی محفوظ روایات کا مذاکرہ کرتا رہے، تاکہ اس کے ذہن میں راسخ ہو جائیں۔

حدیث حاصل کرنے اور پڑھانے کی عمر:

کس عمر میں حدیث کو سیکھا جائے اور پڑھایا جائے اس کی معرفت بھی انتہائی لازمی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درست اور صحیح مؤقف کے مطابق طالب علم میں قابلیت اور نیکی و بدی میں فرق کرنے کا ملکہ ہونا چاہیے اور اس میں عمر کی قید کوئی نہیں۔

کیونکہ محدثین کی عادت تھی کہ وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی اپنی مجلس میں بلاتے تھے اور انہیں احادیث لکھ کر دیتے۔

لیکن روایت کرنے کے لیے اجازت کا ہونا لازمی ہے۔

تو پھر راجح مؤقف کے مطابق حدیث کو حاصل کرنے کے لیے اہلیت کا ہونا لازمی ہے۔

اور ایسے ہی اگر کسی کافر نے حالت کفر میں حدیث سنی ہے وہ بعد از اسلام بیان کرے تو درست ہوگا۔

اور ایسے ہی اگر کوئی فاسق حالت فسق میں حدیث سنتا ہے تو توبہ کے بعد اور ثبوت عدالت کے بعد روایت کرے تو جائز ہوگا اور حدیث کو روایت کرنے کے لیے بھی عمر کی قید نہیں ہے بلکہ اہلیت کا اعتبار ہوگا۔

اور یہ اشخاص کے مختلف ہونے سے مختلف ہی ہوتا ہے۔

ابن خلاّد کا مؤقف:

جب عمر پچاس سال ہو تب ادا کرسکتا ہے، لیکن اگر چالیس سال کی عمر میں کردے تب بھی گنجائش ہے۔

لیکن اس پر اعتراضات ہوئے ہیں کہ جن لوگوں نے چالیس سال کی عمر سے قبل احادیث بیان کی ہیں جس طرح کہ امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ تو ان پر کیا حکم لاگو ہوگا؟

کتابت حدیث کا طریقہ:

حدیث کو کتابی شکل میں محفوظ کس طرح کیا جائے اس کی معرفت بھی ضروری ہے۔

حدیث کو لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے واضح لکھا جائے اور مشکل الفاظ پر اعراب لگایا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جائے یعنی حرکات اور نقطے لگائے جائیں، اگر سطر ختم ہونے سے پہلے کوئی لفظ چھوٹ جائے تو اسے داہنی طرف کے حاشیہ پر ثبت کیا جائے ورنہ بائیں طرف کے حاشیہ پر لکھا جائے۔

تقابل کیسے کیا جائے؟

مکتوب حدیث کا اصل سے تقابل کیا جائے اور مقابلہ یا تو شیخ کی مدد سے یا کسی ثقہ شخص کی مدد سے کیا جائے یا خود ہی تھوڑا تھوڑا کر کے کیا جائے۔

سماعِ حدیث کا طریقہ:

طالب علم کا فرض ہے کہ دورانِ سماع کسی ایسی چیز سے مشغول نہ ہو جو خلل کا باعث بنے اور اس وقت وہ کوئی اور چیز نہ لکھے، باتیں نہ کرے اور نہ ہی اونگھتے ہوئے لکھے۔

اسماعِ حدیث کا طریقہ:

حدیث سنانے والے شیخ پر بھی لازم ہے کہ دورانِ تعلیم ایسا انداز اختیار نہ کرے جس سے توجہ میں فرق آئے۔

اور اپنی اصل سے سنائے یا اس فرع سے جس کا اصل سے مقابلہ کیا گیا ہو۔

اگر یہ ممکن نہ ہو یعنی اصل یا فرع مقابل تو پھر اجازت دے کر یہی سنا دے، تا کہ اس کی تلافی ہو جائے۔

طلب حدیث کے لیے سفر:

طالب علم کو چاہیے کہ پہلے اپنے علاقہ کے مشائخ اور محدثین سے علم حاصل کرے۔ اپنے علاقہ سے مکمل استفادہ کرنے کے بعد دوسرے شہروں کا رخ کرے اور سفر کا مقصد ان احادیث کا حصول ہو جو اس کے پاس نہیں اور کثرت شیوخ کی بہ نسبت ذخیرہ حدیث پر توجہ دے۔

طریقہ تصنیف:

تصنیف حدیث کے مختلف طریقے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1۔ مسانید:

بعض دفعہ تصنیف مسانید کی طرز پر ہوتی ہے، یعنی ہر صحابی کی احادیث الگ الگ جمع کی جاتی ہیں، مصنف بسا اوقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی کی ترتیب بلحاظ قبول اسلام کے دیتا ہے اور بسا اوقات حروفِ تہجی کے اعتبار سے۔ اور حروفِ تہجی والی ترتیب استفادہ کے لحاظ سے بہت آسان ہوتی ہے۔

فقہی ابواب پر مرتب:

مصنف یا پھر احادیث کو فقہی ابواب کی ترتیب کے مطابق مرتب کرتا ہے یعنی جو باب باندھتا ہے اس کے متعلق اثبات یا نفی میں حدیث لے کر آتا ہے اور مناسب یہ ہوگا کہ مصنف اس میں صرف صحیح یا حسن پر اکتفا کرے، اگر ہر طرح کی روایات کو جمع کرنا مقصود ہے تو پھر ضعیف روایات کے ضعف کی نشاندہی کرنا ہوگی۔

تصنیف بطریق علل:

اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ مصنف پہلے متن ذکر کرے، پھر اس کی اسانید ذکر کرے، پھر اس کے بعد سندی اختلاف کو واضح کرے۔

اور مناسب یہ ہوتا ہے کہ مصنف حدیث کو ابواب بندی کے تحت جمع کرے کیونکہ اس طرح استفادہ آسان ہو جاتا ہے۔

یا پھر اطراف کے ساتھ جمع کرے یعنی حدیث کی پہلی طرف (شروع والا حصہ) ذکر کر کے جو پوری حدیث پر دلالت کرتا ہے، پھر اس حدیث کی تمام اسانید کو بالاستیعاب ذکر کرے یا مخصوص کتابوں کے ساتھ مقید کر دے۔

سبب حدیث:

سبب حدیث کی معرفت بھی ضروری ہے۔

اور اس فن میں قاضی اَبویعلیٰ بن فراء الحنبلی کے استاد ابوحفص عکبری نے کتاب بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصنیف کی ہے۔

اور شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے بعض ہم عصروں نے اس فن کے متعلق کتاب لکھنی شروع کی ہے۔

شاید انھوں نے امام عکبری کی کتاب کو نہ دیکھا ہو۔

اور علوم حدیث کی اکثر انواع میں ائمہ محدثین نے کتب تصانیف کی ہیں جس طرح کہ ہم اشارہ بھی کرتے آئے ہیں۔

اور اس خاتمہ میں جن انواع کا ذکر ہوا ہے ان کی محض تعریف پر اکتفا کیا ہے، ان کی مثالیں وغیرہ ذکر نہیں کیں، کیونکہ ان کا شمار مشکل ہو جاتا تھا اگر کسی کو توضیح مطلوب ہے تو وہ مبسوط اور مفصل کتب کی طرف رجوع کرے تو اس کو حقائق سے آگاہی ہو جائے گی۔

اللہ کی ذات ہی حق کی توفیق اور ہدایت دینے والے ہیں، اس کے سوا کوئی دینے والا نہیں ہے، اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

حسبنا الله ونعم الوكيل. والحمد لله رب العالمين. وصلي الله على خير خلقه نبي الرحمة محمد وآله وصحبه وأزواجه وعترته إلى يوم الدين. يا رب لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك وعظيم سلطانك.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وفاق المدارس السلفیہ پاکستان، الدور الاوّل 1437ھ

امتحان الشهادة العالمية في العلوم العربية والاسلامية

سوال نمبر:1

درج ذیل کے مختصر جواب دیں۔

1۔ شرح نخبۃ کس فن کی کتاب ہے؟

جواب:

اصول حدیث کی۔

اس فن کی تعریف:

ایسے اصول وقواعد کا علم جن سے سند اور متن کے احوال کا مقبول ومردود ہونے کے اعتبار سے پتہ چلتا ہے۔

غرض وغایت اور فائدہ:

ان اصول وقواعد کے علم سے سند اور متن میں بحث کر کے صحیح کو ضعیف سے تمیز کر لیا جاتا ہے۔

2۔ شرح نخبۃ الفکر کس کتاب کی شرح ہے، اس کا متن کہاں اور کس نام سے ہے، اس شرح کا اصل نام تحریر کریں؟

ج: شرح نخبۃ الفکر ''نخبۃ الفکر فی مصطلح أھل الأثر'' کی شرح ہے۔

اس کا متن شرح کے ساتھ ہی ضم ہے اور متن کا نام ''نخبۃ الفکر فی مصطلح أھل الأثر'' ہے، شرح کا اصل نام ''نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر'' ہے۔

3۔ مصنف رحمہ اللہ اور شارح رحمہ اللہ کا نام ونسب اور ان کی دیگر اہم کتابوں کے نام لکھیں؟

ج: مصنف اور شارح دونوں ایک ہی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہاب الملۃ والدین ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی جو کہ ابن حجر سے مشہور ہیں۔

اہم کتب: فتح الباری، الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، لسان المیزان۔

4۔ نخبۃ الفکر کا ضبط بالحرکات: نُخْبَةُ الْفِكَرِ فِيْ مُصْطَلَحِ أَهْلِ الْأَثَرِ۔

5۔ وہ کون سی عظیم شخصیت ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ: أن المحدثین عیالٌ علی کتبه؟

وہ عظیم شخصیت خطیب ابوبکر البغدادی ہے۔

سوال نمبر:2

حدیث غریب الفرد المطلق اور الفرد النسبی کا فرق نمایاں کریں اور مندرجہ ذیل عبارت کی بھی وضاحت کریں؟

اما من حیث استعمالهم الفعل المشتق فلا یفرقون فیقولون فی المطلق والنسبی تفرد به فلان أو أغرب به فلانٌ۔

جواب:

صفحہ:35، 36 پر ہے۔

سوال نمبر:3

حدیث مرسل کی تعریف کریں اور اسے ضعیف کی اقسام میں کیوں شمار کیا جاتا ہے؟

جواب:

صفحہ:66، 67

سوال نمبر:4

راوی میں اسباب الطعن کتنے ہیں بیان کریں اور بتائیں کہ الکذب اور التہمۃ بالکذب میں کیا فرق ہے ان کی روایات کے کیا نام ہوتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:

صفحہ:71،72،73،77

سوال نمبر:5

مبتدع راوی کی روایت کن شرائط کے تحت مقبول ہوتی ہے؟

جواب:

صفحہ:88،89

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان، الدور الثانی 1437ھ

امتحان الشہادۃ العالمیۃ فی العلوم العربیۃ والاسلامیۃ

سوال نمبر:1

درج ذیل عبارات کا ترجمہ کریں، نیز بتائیں ابن حجر رحمہ اللہ نے یہ عبارتیں کن موضوعات کے تحت ذکر کی ہیں؟

الف: وليس شرطاً للصحيح خلافا لمن زعمه وهو أبو على الجبائى من المعتزلة وإليه يومئ كلام الحاكم أبى عبدالله فى علوم الحديث۔

جواب:

ترجمہ صفحہ 21 پر ہے اور خبر آحاد کی اقسام سے عزیز کی بحث کے تحت یہ کلام ذکر کی ہے۔

ب: وهذه الأنواع التى ذكرناها لا يحصل العلم بصدق الخبر منها الا للعالم بالحديث المتبحر فيه العارف بأحوال الرواة المطلع على العلل۔

ترجمہ صفحہ 27 پر ہے اور خبر محتف بالقرائن کے تحت تیسرے قرینہ کے آخر میں یہ عبارت ذکر کی ہے۔

ج: أن الشروط الأربعة إذا حصلت استلزمت حصول العلم وهو كذلك فيا لغالب لكن قد تتخلف عن البعض لمانع۔

ترجمہ صفحہ 21 پر ہے، متواتر کی شروط کی بحث کے تحت ذکر کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال نمبر:2

الف: غریب کی اقسام ذکر کریں۔

جواب:

ا۔ صفحہ 35

ب: مشہور کی اقسام ذکر کریں۔ صفحہ:26،27

ج: متواتر کا حکم ذکر کریں۔ صفحہ:22،23

د: عزیز کی ایک مثال لکھیں۔ صفحہ:29

سوال نمبر:3

درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں۔

1۔ المواتر۔ ج: صفحہ 20،21

2۔ الفرد النسبی ج: صفحہ:35

3۔ المشہور ج: صفحہ:26

4۔ الموضوع ج: صفحہ:73

سوال نمبر:4

درج ذیل عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں:

والحاصل للواضع على الوضع اما عدم الدين كالزنادقة أو غلبة الجهل كبعض المتعبدين أو فرط العصبية كبعض المقلدين أو اتباع هوى بعض الرؤساء أو الأعزاب لقصد الاشتهار وكل ذلك حرام باجماع من يعتد به۔

جواب:

صفحہ:75،76

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان

امتحان الشھادۃ العالمیۃ فی العلوم العربیۃ والاسلامیۃ

سوال نمبر:1

وضع حدیث کی ابتدا کب سے ہوئی؟

جواب:

جب سے بے دین لوگوں نے دین کا لبادہ اوڑھا اور مسلمانوں کے دین میں تلبیس کا سلسلہ شروع کیا۔

سوال نمبر:2

وضع حدیث کے کیا اسباب اور بواعث تھے؟

جواب:

صفحہ:75،76

سوال نمبر:3

صحیح حدیث کے مراتب دلیل کے ساتھ تحریر کریں۔

جواب:

صفحہ:40،41،42

سوال نمبر:4

تعریف کریں: متابع، شاہد، مختلف الحدیث، مرسل، معضل، مدلس۔

جواب:

متابع: صفحہ:55،56

شاہد: صفحہ:57

مختلف الحدیث: صفحہ:59

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرسل: صفحہ:66

معضل: صفحہ:68

مدلس: صفحہ:69

سوال نمبر:5

تعریف کریں: العلو المطلق، العلو النسبی، الموافقہ، المساواۃ، المصافحہ۔

جواب:

العلو المطلق: صفحہ:104

العلو النسبی: صفحہ:104، 105

موافقہ: صفحہ:106

مساواۃ: صفحہ:107

مصافحہ: صفحہ:107

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان، 1432ھ/2011ء

امتحان الشّھادۃ العالمیۃ فی العلوم العربیۃ والاسلامیۃ

سوال نمبر:1

مدلس اور مرسل خفی کی تعریف کریں، نیز ان میں فرق واضح کریں۔

جواب:

صفحہ:69،70

سوال نمبر:2

المضطرب، معضل، مخضرم، موافقہ، مصحف، مسلسل، متشابہ، اثر کی تعریف کریں۔

جواب:

المضطرب:	صفحہ:80	معضل:	صفحہ:64
مخضرم:	صفحہ:101	موافقہ:	صفحہ:106
مصحف:	صفحہ:81	مسلسل:	صفحہ:114
متشابہ:	صفحہ:125	اثر:	صفحہ:102

سوال نمبر:3

طبقات الرواۃ سے کیا مراد ہے اس کی معرفت کے کیا فوائد ہیں؟

جواب:

صفحہ:128

سوال نمبر:4

خبر، اثر اور سنت کی تعریف کریں، سنت کا اطلاق کن کن چیزوں پر ہوتا ہے؟

جواب:

خبر:	صفحہ:18	اثر:	صفحہ:102
سنت کی تعریف:	صفحہ:95	سنت کا اطلاق:	صفحہ:95،96

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان، 1433ھ/2012ء

امتحان الشھادۃ العالمیۃ فی العلوم العربیۃ والاسلامیۃ

سوال نمبر:1

متعارض احادیث کے تعارض کو دور کرنے کا طریقہ واضح کریں۔

جواب:

صفحہ:59، 63

اس موضوع پر لکھی گئی کتب کے نام تحریر کریں۔

جواب: صفحہ:61

سوال نمبر:2

مدرج الاسناد کی اقسام لکھیں، نیز مدرج المتن کی وضاحت کریں۔

جواب:

صفحہ:78 صفحہ:79

سوال نمبر:3

سوءِ حفظ اور اختلاط سے کیا مراد ہے؟

جواب:

صفحہ:90

اور جس راوی میں یہ اوصاف ہوں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: صفحہ:90، 91

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان، 1434ھ/2013ء

امتحان الشّھادۃ العالمیۃ فی العلوم العربیۃ والاسلامیۃ

سوال نمبر:1

صحیح حدیث کی تعریف کریں اور اس کے مراتب بیان کریں۔

جواب:

صفحہ:38 صفحہ:40، 41

سوال نمبر:2

العلو المطلق، العلو النسبی، موافقہ، مساواۃ، مصافحہ کی تعریف کریں۔

جواب:

العلو المطلق:	صفحہ:104
العلو النسبی:	صفحہ:104، 105
موافقہ:	صفحہ:106
مساواۃ:	صفحہ:107
مصافحہ:	صفحہ:107

سوال نمبر:3

المحفوظ، الشاذ، المعروف، المنکر، المتابع، الشاہد، الاعتبار کی تعریفیں لکھیں۔

جواب:

المحفوظ:	صفحہ:53	الشاذ:	صفحہ:53
المعروف:	صفحہ:54	المنکر:	صفحہ:54
المتابع:	صفحہ:55	الشاہد:	صفحہ:57
الاعتبار:	صفحہ:58		

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان، 2013ء

امتحان الشھادۃ العالمیۃ فی العلوم العربیۃ والاسلامیۃ

سوال نمبر:1

علمائے حدیث کے نزدیک صحیح حدیث کے اوصاف کیا ہیں، وضاحت سے لکھیں۔

جواب:

صفحہ:38،40

سوال نمبر: 2

تدلیس کے لغوی اور اصطلاحی معانی بیان کریں۔

جواب:

صفحہ:69،70

تدلیس کی اقسام لکھیں۔

جواب:1۔تدلیس الاسناد۔2۔تدلیس الشیوخ۔3۔تدلیس التسویہ(حکم مردود ہے)۔

سوال نمبر:3

المصحف، محرف، المتفق والمفترق، المؤتلف والمختلف کی تعریفیں اور مثالیں لکھیں۔

جواب:

المصحف: صفحہ:81

محرف: صفحہ:81

المتفق والمفترق: صفحہ:123

المؤتلف والمختلف: صفحہ:123

www.kitabosunnat.com

......*......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

عمیق النظر

اردو ترجمہ

شرح نخبۃ الفکر

ناشر:
دار الخلود
لائن پار محلہ سلامت پورہ، کامونکی ضلع گوجرانوالہ
0333-8257302 0345-7333521